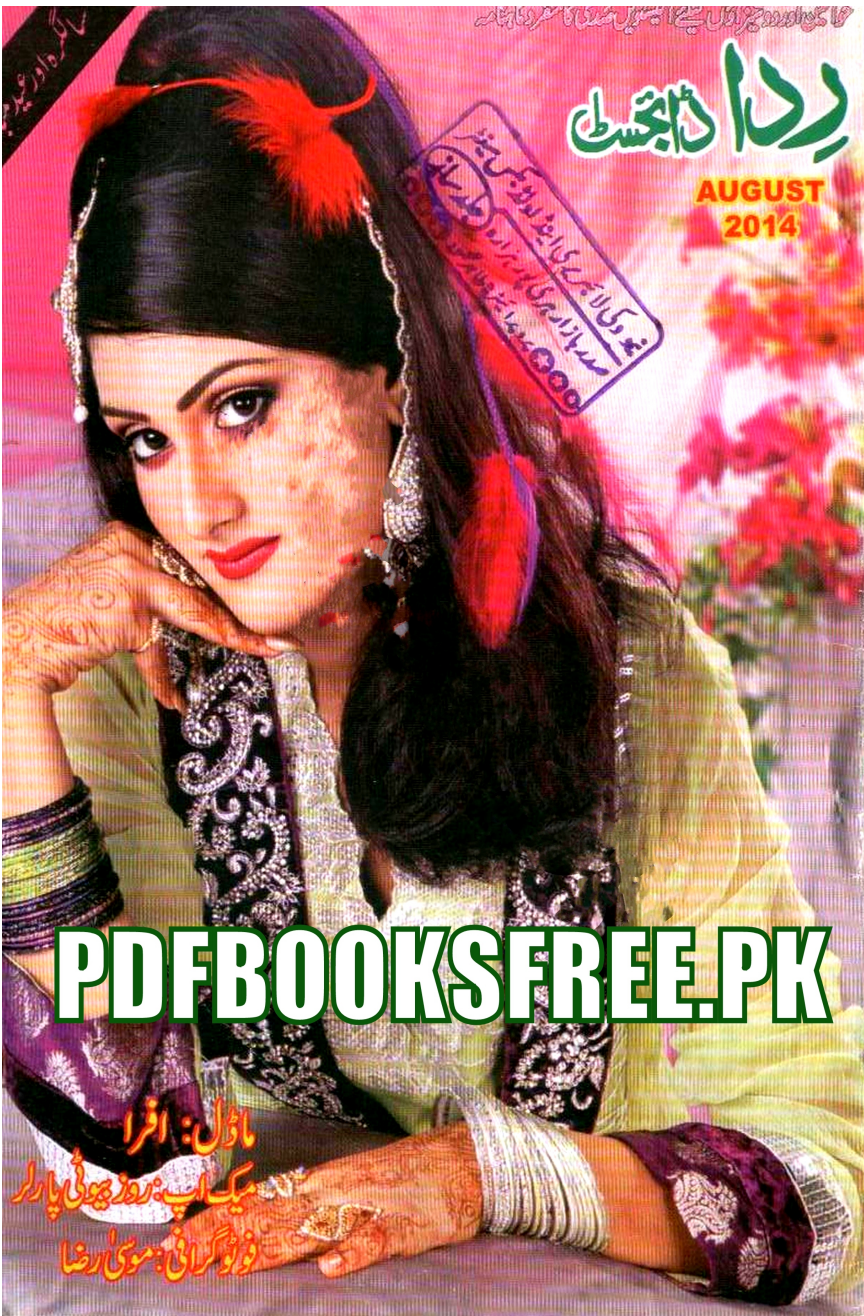


ماہنامہ رعدا ڈائجسٹ

# رعدا ڈائجسٹ

AUGUST  
2014

نغمہ کی لائبریری کی ایجوکیشنل سیکشن  
مدرسہ ازارہ کی لائبریری کی ایجوکیشنل سیکشن  
©©©©©



PDFBOOKSFREE.PK

ماڈل: اقرا

میک اپ: مریم بیوٹی پارلر  
فونو گرافی: سمیعہ رضا







## عید کا تحفہ اپنی ماں کے لیے

تیرا حسین چہرہ

وہ پاؤں کی مہک

بھئی، مہنی و جود کی خوشبو

یاد ہے مجھے اب تک

سو اٹ ۲۲۲؟

تا ابد سایہ شجر میں رہے

رحمت خداوندی کے سایہ میں رہے

ابر بر سے رحمت باران کا قبر پر اس کی

جست فردوس میں ہو گھر اس کا

عرش بریں کے مالک!

یہ استدعا ہے ہماری

اپنا کرم اپنا رحم

رکھنا سدا تو جاری

اے رحم کرنے والے

تا ابد سوئی رہے

سایہ شجر میں ماں ہماری

یہ دعا ہے ہماری

پھول اور خوشبو

نرم بارش کی ہوا

جنت فردوس میں ہو گھر اس کا

اے رب دینا اسے عید کا تحفہ

میرے لب دعا دعائیں (آمین!)

صالح محمود

قارئین! بہت ساری خوشیاں اور نصیبوں بھری ساتیں رمضان اور عید دونوں آپ کو مبارک ہوں۔  
 ہادوں بھری ریت آن بچی ہماری خوشیاں عید کی ساتوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت دھینا رہے گی۔  
 رحمت خداوندی سے تمام دامن بھر جائیں گے پھول اور پتوں کی آبیاری اسی بارش سے ہوگی۔  
 کیا آپ نے یاد رکھا کہ خدا کی راہ میں اپنی دولت لوٹانا، غریبوں، مسکینوں، یتیموں، یتیموں و  
 مفقودوں کی تلاش و کربا پوری تنگی ہے دھینا یہ خدا کے محبوب اور مقرب بندوں کا کام ہے۔ بے شک اتفاق فی  
 کمال اللہ و اخلص کا لازمی تقاضا اور ایمان و اخلاص کی علامت ہے۔ دین کی راہ پر ٹھیک چلنے اور زمین پر  
 خدا کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے بنیادی چیز یہی ہے کہ آدمی کو دین کا صحیح فہم حاصل ہو۔  
 حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خدا کے بندے کے لیے اس  
 سے بڑی فضیلت اور بکھریں نہ تھیں کہ اسے دین کا صحیح فہم اور سوچ ہو جو بوجھ حاصل ہو۔ دین کا صحیح فہم رکھنے  
 والا ایک عالم ہزاروں عابدوں سے زیادہ شیطان پر بھاری ہے۔ ہر چیز کی کوئی نہ کوئی بنیاد ہوتی ہے دین  
 کی بنیاد صحیح سمجھ ہو جو ہے۔"  
 جن مصنفات نے ہمارے عید سروے میں شمولیت کی ہمیں ان کی محبت اور تعاون کا احساس ہے۔  
 ماہنامہ ردا کی چھٹی پڑائی عید سروے کی وجہ سے ہوئی ہے اس کی وجہ سے سرگلیں میں اضافہ ہوا اور تقیہ  
 آپ ہماری مصنفات کے بارے میں خاص طور پر جاننا چاہتے تھے کہ وہ رمضان اور عید کی خوشیاں کیسے  
 منائی ہیں۔ یہ ردا کا ایک جز تھا جس پر آپ نے قلم اٹھایا۔ آپ کی محبت اور تعاون کا ہمیں احساس ہے  
 میں بے حد مشکور ہوں آپ سب کی آپ یقین چاہیے کہ بے شمار خطوط، کالز میں موصول ہوئیں لیکن عید  
 نمبر جلدی لانے کی وجہ سے ہم ان تمام سندھیوں کو اس بار نہیں سمیٹ سکے۔ اگلے ماہ تک کے لیے اللہ  
 حافظ! اپنا بہت خیال رکھیے گا۔

آپی



## دعاؤ کا بیان

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دعا اصل عبادت ہے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ترجمہ) "اگر تمہارے رب نے اعلان فرمایا ہے کہ مجھ سے سوال کرو گے تو تمہارا سوال پورا کروں گا۔" (سورہ مؤمن 40- آیت 60) (ابوداؤد، نسائی، داہق)

ابو ہریرہؓ - من نعمان بن بشیرؓ - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دعا عبادت کا مغز ہے۔" (ترمذی - من اسلم) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے پاس دعا سے زیادہ کسی چیز کو بلند مرتبہ حاصل نہیں ہے۔" (ترمذی - من نعمان بن ہریرہؓ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تقویٰ کو صرف دعا ہی بدل سکتی ہے اور عرضیں انسان صرف نیک اعمال سے ہو سکتی ہیں۔" (ترمذی - من سنن داؤد) (وضاحت: عرض میں انسان سے مراد نیک اعمال کرنے سے ہو سکتی زندگی گزرتی ہے اور آخرت میں اس کا اجر ملتا ہے) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو آدمی اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہوتے ہیں۔" (ترمذی - من ابی ہریرہؓ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے جس شخص کے لیے دعا مانگے گا اور دعا ملے گی اس کے لیے رحمت کے دروازے کھلے گا اور اللہ تعالیٰ

سے جتنی چیزوں کا سوال ہوتا ہے ان میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے کہ اس سے (دعا) آخرت کی تمام آفات سے) حفاظت کا سوال کیا جائے۔" (ترمذی - من ابن عمرؓ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص یہ چاہتا ہے کہ عیسیتوں میں اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائیں اسے چاہیے کہ عام حالات میں بھی اللہ رب اعزّت سے کثرت سے دعا مانگے۔" (ترمذی - من ابی ہریرہؓ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پلاشبہ تمہارا رب بہت حیاء والا اور کرم کرنے والا ہے۔ جب اس کا بندہ دعا کے لیے آجھڑا تھا تو پھر وہ اپنے رب سے حیا کرتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کو بھائی مالک لوٹے۔" (ترمذی - ابوداؤد، من سنن داؤد)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مذبح بکرات والی دعاؤں کو پسند فرماتے تھے۔" (ابوداؤد - من اسلم)

مسافر کی دعا (3) مظلوم کی دعا۔" (ترمذی، ابوداؤد، داہق، من ابی ہریرہؓ)

(وضاحت: ان لوگوں کی بددعا سے بچنا بھی احتیاج ضروری ہے) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے ہر آدمی اپنے رب سے اپنی تمام ضروریات طلب کرے یہاں تک کہ اگرچہ اس کا رب کسی ٹوٹ جانے والی دیوار کی طرح نظر آئے۔" (ترمذی - من اسلم)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی آدمی کے لیے دعا (کاراؤہ) فرماتے تو پہلے اپنے لیے دعا کرتے۔" (ترمذی - من ابی ہریرہؓ)

اللہ کا ذکر اور اس کا قرب حاصل کرنے کا بیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تم میں ایسا بہترین عمل نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ کے پاس بہت ہی زیادہ محبوب والا، جنت میں درجہ بلند کرنے والا، دعا چاہنے کی فریج کرنے سے بہتر اور جہاد کرنے سے بھی بہتر ہو۔" صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: "مفرد تائیں۔" آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ عمل اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنا ہے۔" (ترمذی - من نعمان بن ہریرہؓ)

ایک ایرانی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ کون سا آدمی بہتر ہے؟ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ آدمی مبارک ہے جس کی مرضی ہو اور اس کے اعمال اچھے ہوں۔" اس نے پھر پوچھا۔ "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل افضل ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم دنیا چھوڑ دے ہو تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔" (ترمذی - من نعمان بن ہریرہؓ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تمہارا جنت کے باغات میں سے گزرو تو (وہاں سے) کچھ کھا لی لیا کرو۔" صحابہ کرامؓ نے پوچھا: "جنت کے باغات کیا ہیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کھانسی کی کھانسی۔" (ترمذی - من اسلم)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو آدمی کسی مجلس میں بیٹھیں اور انہوں نے اس مجلس میں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور نہ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو ان پر گناہ ہو گا اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو ان کو عذاب میں مبتلا کر دیں یا انہیں معاف کر دیں۔" (ترمذی - من ابی ہریرہؓ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کھانسی کے علاوہ زیادہ کلام نہ کیا کو اس لیے کہ ذکر الہی کے زیادہ باتیں کرنا دل کی جنتی کاسب ہیں اور سب لوگوں سے اللہ تعالیٰ سے دور وہ آدمی ہے جس کا اللہ تعالیٰ کے خوف سے تنہا ہے۔" (ترمذی - من نعمان بن ہریرہؓ)

صحابہ کرامؓ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے بعض صحابہ کرامؓ نے کہا کہ میں تم کو ملے ہو جائے کہ کون سا عمل بہتر ہے تو ہم اس کو کہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بہترین زبان وہ ہے جو ذکر الہی میں مصروف رہتی ہے اور بہترین دل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احسانات پر شکر ادا کرتا رہتا ہے اور بہترین ایمان یہی ہے جو بدی امور میں اپنے خاندی معاشرت کرتی ہے۔" (ترمذی - من نعمان بن ہریرہؓ)

صدقہ کرنے کی نصیحت  
 جب رسول کریمؐ نے حضورؐ کو شریف لائے تو میں نے آپ کے چہرہ (مبارک) کو غور سے دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ آپ کا (مبارک) چہرہ ان لوگوں کے چہرہ جیسا نہیں ہے جو جھوٹے ہوتے ہیں۔ آپ نے صلیب سے پہلے جو باتیں ارشاد فرمائیں وہ یہ تھیں "اے لوگو! اسلام علیکم کرو، کھانا کھاؤ، وصلہ رکھی کرو، رات (کے اوقات) میں جب لوگ سو رہے ہوں تو اہل بیوضہ تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے گے۔"

(ابن ماجہ، ترمذی، ابن عبد اللہ بن مسعود)  
 رسول کریمؐ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی عمارت کرو، کھانا کھاؤ، اسلام علیکم کرو تو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جائے گے۔"

(ترمذی، ابن ماجہ، ابن عبد اللہ بن مسعود)  
 رسول کریمؐ نے فرمایا: "ہر ملک کام کا صدقہ ہے اور نیکیوں میں سے ایک نیکی یہ بھی ہے کہ آپ اپنے (مسلمان) بھائی سے خوشی کے ساتھ ملاقات کریں اور اپنے ذول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈالیں۔"

(ترمذی، ابن ماجہ)  
 رسول کریمؐ نے فرمایا: "جس آدمی نے آداب زمین کو آداب کیا اس کے آداب کرنے کی وجہ سے وہ ثواب ملے گا اور جس قدر اس میں سے جائداد اور پندرہ سے بچے کھا جائیں وہ اس کی حق میں صدقہ ہے۔" (مسلم، ابن ماجہ)  
 رسول کریمؐ نے فرمایا: "جس آدمی نے درود دینے والے جائداد پر پندرہ سو کا عید یا کسی راہ بھیجے ہوئے کو راستہ دکھایا تو اس کو کلام آداب کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔" (ترمذی، ابن ماجہ)  
 میں نے حضورؐ کو کیا (ادب) میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ لوگ اس کی رائے کے مطابق عمل کیا ہیں وہ جو کچھ کہتا ہے لوگ اس کی بات کو قبول کر لیتے ہیں۔ میں نے پوچھا: "یہ آدمی کون ہے؟" انہوں نے بتایا "یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔"



freedom to live happily!

freedom

4-178, S.I.I. Karachi-75300, Pakistan. Ph: 3540913-14



## پہلا نریری ہتھیاری

”یہ سب آپ کی فطرت کی وجہ سے ہوا ہے اختیار صاحب! میں نے آپ کو کئی بار وارن کیا، بھائی مگر آپ.....“ ڈاکٹر احسان نے مایوس لہجہ میں کہتے ہوئے بات اور سری چھوڑ دی تھی۔ اختیار علی نے کرسی کی پشت سے لپک لگا کر انھیں موندھ کے جیسے خود کو پرسکون کیا تھا۔

”آپ کو اپنے لیے نہیں تو کم از کم دانیہ کے لیے ہی اپنا خیال کرنا چاہیے تھا۔ وہ ابھی اتنی پیڑ نہیں ہے کہ آپ

کے بغیر اس کیلی اس دنیا کو نہیں کر سکتے اور پھر صاف سمجھئے گا اختیار صاحب وہ آپ کے ہونہار بھانجے جاذب غنی، ان کی آنکھوں میں دانیہ کے لیے جو چمک میں نے دیکھی ہے وہ کم از کم غلوں کے کسی جذبے کے تحت نہیں ہے۔“ ڈاکٹر احسان ڈراما سا آگے کو جھک کر بولے تھے اختیار علی نے جھٹ سے انھیں مکمل دھکیا۔

”وہ میرا بھائی نہیں ہے احسان صاحب! ان کے دانیہ کا۔“ ان کی آواز میں دنیا بھر کی کئی بھری تھی۔

”یہ رشتہ بھی کچھ کم نہیں اختیار صاحب! اور پھر آپ کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ سب کچھ جانتے ہوئے آپ نے دانیہ کو بے خبر رکھا۔ دانیہ اور جاذب کی دوستی کی سچھی نہیں۔ دانیہ مکمل طور پر اس سے مانوس تھی۔ ڈاکٹر احسان ان کے لیے کئی ڈاکٹر تھے سبھی ان کے گھر کے حالات سے بخوبی واقف تھے اور یہ بھی حقیقت تھی کہ اختیار علی کو ان سے بات کر کے بے حد سکون ملتا تھا۔

”اس بات سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا احسان! میں نے اپنی بیٹی کو اللہ کے حوالے کیا ہے اور وہ اس کے محتسب جیسی کیسے کرے گا۔“ یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ جو چیز اللہ کی حفاظت میں دے دی جائے تو اس کے ہاتھ سے کبھی غور ہو جاتا ہے۔“ اختیار علی کے لہجہ سے چمکا اطمینان احسان کو حیران کر گیا۔ وہ ان کے گھر سے پلٹے ہوئے ان کے پاس آٹھبرے۔ اپنا دایاں ہاتھ اختیار علی کے کانٹھ سے پر جمادیا۔

نہو کی لا بھیری اینڈ فریڈنگ پوائنٹ  
سافٹ ویئر اور جلد سازی کی خدمات دہندہ  
ہمیں اور ہمارے ڈیزائنرز کی فوری مداخلت کی جاتی ہے  
دکان نمبر 14 صندھیا ٹرسٹ روڈ



وہ نظریہ افکار کا اکر اسحاق کو کہتے تھے۔

”مگر یہی اختیار پہلی از حد اور سوت ہے، فلک اللہ کے اختیار میں ہے لیکن تمہاری بھی میز بیکل پر نہیں آئے کے بعد ہم سب نے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ اب کچھ ممکن نہیں۔ تمہارے پاس وقت بہت کم ہے۔“ اس کے کاغذ سے یہ ہاتھ کاٹا ہوا داسا یا حاتمہ انہوں نے نکھیاں میز پر بٹائی اور چہرہ ہاتھوں پر رکھ لیا۔

”اللہ میری مشکل آسان فرمائے گا۔“ وہی مٹھن لپو، وہ مکرادے۔

وہ مکرادے آئے تو دانیہ کمر نہیں تھی۔ عجیب سا سناٹا طاری تھا پورے گھر پر مابعد یہ شاید ان کے اندر کا سوسم تھا جو ان کی پوری کائنات پر حاوی ہونے لگا تھا۔ وہ ملازموں سے سوتے کا کمر کرائے کرے میں بیٹے آئے۔ سارے جو پچھلے محکمے ہی چھانے کی گئی۔ انہوں نے ہاتھ میں بکڑا برف کیس صوفے پر اچھال دیا اور دانیہ کی ناٹ ڈھکی کرتے ہوئے بیڈ پر بے سے گئے۔

ناہیدہ دانیہ کی ماں سے ان کی پسند کی شادی تھی۔ ناہیدہ ان کی زندگی میں آئیں تو زندگی ہی بن گئیں۔ باقی سب رشتوں پر بس ناہیدہ ہی کی خوشی غالب آگئی۔ وہ لاہور پر بسنے کے لیے آئے تھے لیکن ناہیدہ وہ ذخیرہ بنی کی کران کے باؤں بندھ گئے۔ وہ لوٹ کر اپنے گاؤں واپس نہ جا سکا ان کے گھر والوں نے ان سے ہر رابطہ قطع کر لیا۔ بچپن کی محنت کو چھوڑ کر یوں غیر ذات کی لڑکی سے شادی کرنے کے جرم میں سیدہ اختیار علی کو اپنے گھر اپنے صے بکارت سے چور بننے سے بھی ہاتھ بچا دیا ہے جسے لیکن انہیں کوئی مال نہ تھا۔ ناہیدہ کے لیے وہ دنیا کی کسی بھی خوشی کو غور نہ کر سکتے تھے۔

لیکن بد قسمتی تو یہی کہ محبت انہیں داس ہی نہ آئی۔ شادی کے صرف چھ سال بعد ہی ناہیدہ کی لڑھ ہو گئی۔ سیدہ اختیار علی بھر کے رہ گئے۔ عجب غصہ سال دانیہ ہی ان کی ذات کا غور غمیری۔ وہ ہمیشہ اسے اپنے ساتھ رکھنے لگی۔ اس میں ایک کمرہ دانیہ اختیار کے لیے مختص کر دیا گیا۔ اس کے آرام اس کی پسند یہی کی تمام اساتذہ اور ایک کمرے میں جمع کر دی گئیں۔

وہ آئیں کا کام بھی دیکھتے تو گلاس وال کے اس پار میز کے ساتھ بیٹھتی یا بھی کھاتی تو کسی سوتی صاحب اختیار علی ان کے سامنے رہتی۔ سکول جانے لگی تو سکول لے جانے اور واپس کمر لے لگی اور دانیہ کی انہیں نے کسی نوکر کو نہیں مانی۔ وہ جا بے گتے ہی مصروف ہوتے۔ حتیٰ اگر انہیں چنگڑیوں نہ ہوتیں تو بھی ان میں کھانا نقصان کی پر وہ اپنے کیے بغیر وہ دانیہ کی ہر ضرورت پوری کرتے اس کی ہر ضرورت کا غور خیال کرتے۔

دانیہ کو بھی کچھ ناگوار نہیں ہوا تھا۔ یہاں تک کہ کدات کو بھی جب تک وہ ملتی جاتی تھیں ان پر حجام ہوتی۔ دانیہ کے خیال میں صرف ایک خالص خیر جن کی بھی اس کی ماں سے شفیقی کی تھیں خیرت کا یہ طور پر اس کے لوگوں میں قدیم رکھتے ہی نہ صرف وہ بلکہ ان کا بیٹا آنے لگے تھے بلکہ ان کی تمام خیریں بھی صرف دانیہ پر مرکوز رہنے لگی۔ انہی دنوں دانیہ، حجاب علی سے متعارف ہوئی۔ وہ اس سے چند سال بڑا تھا لیکن اس نے خود ہی بلا جھجک دانیہ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔ جسے صرف باپ کی ذات تک بھڑاچے ہم عمر کی دوستی کو تری ہوئی دانیہ اختیار نے فوراً قبول کر لیا۔

اختیار علی ان کے درویش میں اس کا ایک بڑا لاؤ کی وجہ سے اچھی طرح واقف تھے لیکن وہ اپنی کو خود رشتوں اور کوئی دیکھنے اور ان کی بچکانہ کرنے کا سونچ دیتا جا رہے تھے انہیں یقین تھا کہ کچھ اور غلوں سے ان کی دانیہ

اختیار حرم و ہوس میں وہ اپنی اس منصوبہ محبت کو ضرور بیکانہ لگی۔

لیکن ان دونوں کی دلنا بدن یقینی ہوئی تو دانیہ اب انہیں بھی پریشان کرنے لگی تھی۔ اوپر سے ان کی کرتی ہوئی صورت نے مزید غمزدگی دیا تھا۔ دانیہ اب ان کے بعد حجاب کی پر ہاتھ مارنے لگی تھی اور بھی ان کے لیے سب سے زیادہ پریشان کن تھی۔ حجاب یعنی ان کی سوچی سے زیادہ چالاک کھٹا تھا۔ شب اس کی انہیں اس کے بھرت اور ہوس کی ہتھی کاٹیں گھر اس کا پر غلوں ہوا نماز دانیہ کے لیے سب سے بڑا گھم تھا۔ اس کی انہوں کو صرف اختیار علی پر دے جاتے تھے دانیہ اپنی اپنی بھڑا رکھ لگی۔

وہ جانا دیکھتے تھے کہ اب ان کے پاس وقت بے حد کم ہے۔ سوا اب انہیں صرف یہ ہی سوچنا تھا کہ کس طرح وہ دانیہ کی زندگی میں حجاب کی جیسے شاطر انسان کے جہاں میں بننے سے بچا سکتے تھے۔ انہیں جو بھی کرنا تھا اپنی زندگی میں کرنا تھا۔ وہ دانیہ کے لیے سوائے کاتوں بھری زندگی کے اور کچھ باقی نہ رہتا۔

☆ ☆ ☆

لفظ برکتی بھی انہیں عزیز حیاں تھے کہ رو کر اپنا چہرہ دوسری منزل پر پہنچے پہنچے وہ پہنچنے لگے تھے لیکن منزل کی خوشی اس قدر زیادہ تھی کہ سڑکی پر وہ نہیں آئیں۔ دوسری منزل پر پہنچنے ہی یا مکمل سامنے ہی وہ چاہت تو ہر طرح سے پہنچنے کا رُخ بڑھانے لگا تھا اختیار علی کی انہیں بھی جھکا انہیں سمجھ کر دانیہ کے پکڑے پکڑے پکڑے تھے۔ لیکن ایک نظر ان کی شاعرانہ فطرت پر ڈالی تھی اور سر جھکا کر سلام کرتے دانیہ صوبہ انہوں میں دروازہ کھول دیا تھا۔ سامنے ہی یہی راہداری تھی جس کے دونوں طرف سے بیٹن میں لگی ہوئے پہاڑ پہنچنے پہلے گھب مابعد چار پرے تھے۔ بیٹن کے سامنے لکھ چھوٹوں سے بچے کھلے مائلوں کی دوئی خوب صورتی چلتی رہتے تھے۔ وہ دانیہ کی دھیرے دھیرے بچے سے رہے۔ راہداری کے اختتام پر ایک چھوٹا سا مال تھا کہ وہاں جس میں رنگ انگ کوں میں اپنی شیشیں سنبھالے کچھ لوگ لڑکیاں بڑی تندی سے اپنے کام میں مصروف تھے۔ وہ ان میں ایک کے پاس جا گھبرے۔

”اے بھیکاری زنی۔“ بھاری مہذب لہجے پر اس خوش شکل نوجوان لڑکے نے فوراً چہرہ اوپر کیا۔ اپنے سامنے کھڑے شاعرانہ شخصیت کے مالک کا دھڑکنے والی پر نظر پڑے تو وہ فوراً دب سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

”جی سرافراہمیں ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں؟“ صوبہ انہوں میں پر چھایا اختیار علی دل ہی دل میں وہ چاہت تھی شاہ کی ہر چٹاں اور سیمین کے قائل ہوئے تھے۔

”مجھے سیدہ چاہت تھی شلو سے ملتا ہے۔“ انہوں نے ہاتھ دانیہ کے آگے متصد بیان کیا تھا۔

”آخر سوری سر وہ اس وقت کا نظریں روم میں ایک بے حد مہذب بیگ میں مصروف ہیں۔“ نوجوان نے انہیں چھیننے کی آخر کرتے ہوئے ان کی بات کے جواب میں کہا۔

”لیکن یہ ران سے ٹاپے بھر ضرور ہے۔“ صوبہ ایک ہاتھ انہیں میرے متعلق بتا دیں۔ وہ ضرور مجھ سے ملے گا کہ میری دیکھ کے۔“ اختیار علی نے انہیں بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن! انہوں نے سختی سے منع کیا ہے کہ بیگ کے دوران انہیں کسی صورت ڈسٹر نہ کیا جائے۔“ نوجوان اس بار بے بسی سے بولا تھا وہی شاعرانہ کے جیسے ہوا کرخص کا کھار کرتے ہوئے یہ محسوس کرنا تھا۔

”مجھے آپ کو بتا کر دے ہوئے خود بھی اچھا نہیں لگتا۔“ مگر بیٹن کریں اس میں، میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔“ اس نے اپنے احساسات صاف کوئی سے بیان کر دیے تھے۔ اختیار علی مایوس ہوئے تھے اس قدر

ماہوس کران کے چہرے سے بھی واضح ہونے لگی تھی یہ ایسی جیسی سائیلز پر بنے قدرے لمبے اور چوڑے دروازے سے کچھ افراد باہر آتے تھے کم کم کڑے اعتباراً علی سے جس ساہو کی نگاہوں پر ڈال لی تھی۔ اس میں سے ایک قدرے کم عمر لڑکے کی آنکھوں میں انھیں دیکھ کر شامانی کی رقص پا کی تھی۔ اعتباراً علی کا دل جھٹکا اٹھا تھا۔ وہ اسے لاکھوں میں پہچان سکتے تھے۔ وہ ان کا بیڑا خون و جاہت بھی تھا۔ بالکل ان کے چہرے بھائی راجت علی کی تصور۔ وہی خوش قد و قامت، بے حد کھلی کھلی مونچھوں سے سکرانے ہوئے، وہ لاکھوں میں اس نوجوان کو پہچان سکتے تھے مگر خوشی انھیں اس بات کی تھی کہ ان پر نظر پڑتے ہی اس لڑکے کی آنکھوں میں بھی شامانی نکلی تھی۔ وہ ان کا جان سے پیارا بھتیجا ان سے ہوا اتفاق نہیں تھا۔

اپنے ساتھ کڑے لوگوں سے مصافحہ کر کے وہ تیزی سے ان کی طرف آیا تھا اور وہ جیسے بت رہے ہو گئے تھے۔ چپ چاپ اسے دیکھ گئے اور وہ جلد میں سے بھی کچھ ادا کرنا چاہا تھا۔ اسے اپنے لیے پت کیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں لوگوں نے حیرت سے اپنے عجیبہ عجیبہ این کو بے پناہ حرکت کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس نے سید اعتباراً علی سے لپٹ کر انھیں دوبارہ زمین پر ٹکھار دیا۔ اعتباراً علی تو جس کم کم سے کڑے اس کا کس عرصے کرتے ہوئے اس کی اور دنیا کے پاس ہو چلے تھے۔

”تایا اور اس میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آج یوں اس طرح ایک آپ سے ملاقات ہو جائے گی۔ آپ آئیں میرے کمرے میں۔“ وہ انھیں ساتھ لے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

”خدا! وہ جاہت نے اس خوش شکل نوجوان کو کھلب کیا۔

”کی مر!“ جو کمرہ ادا تھا، چونک پڑا۔

”جلدی سے کچھ خطرہ سمجھاؤ۔“ جیسے وغیرہ اور کچھ اور بھی۔ ”وجاہت عیزی سے بولا اور محل کا جراب سے بغیر عیزی سے اعتباراً علی کو ساتھ لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

اعتباراً علی نے اندازے ہی ایک اندازہ نظر اس کے کس پر ڈال لی تھی۔ رقص کی تڑپیں اور انھیں میں سب سے بھرپور ضرر سہا تھا۔ کمرے کا حال بھی اسی پر کہ نظر تھا۔ اعتباراً علی نے بھی کی بات ڈھکی کی تو جاہت مسکرایا۔

”اگر شامہ راض اور اسے ہی کے بغیر وہ چاہتا سکتا ہوں؟“ بہت پاش آنکھوں سے وجاہت کا جہیز سراہتے ہوئے کہا۔

”ارادہ ہے انتہاء اللہ مگر اس سال نہیں آئندہ سال۔“ اصل میں، میں چاہتا ہوں دیکھ کر سڑوں میں بھی کچھ انتظام ہو سکے۔“

وہ بالکل دیا تھا جیسا انھوں نے سوچا تھا۔ اسے ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ وہ بد قسمتیہ طور پر دم دل، جیسے ان کے چہرے بھائی راحت ملی تھے۔

”وہی ہے جو حیران ہوں۔“ ایک نصابی امیڈ بھی تھی کہ تم مجھے پہچان جاؤ گے؟“ ان کا عقار انھوں نے دل میں کلک کی بات پر چھ لی تھی۔ وجاہت مسکرایا تھا۔

”فضل لوگوں سے اتنی محبت ہوتی ہے کہ ان کے ہونے نہ ہونے سے اس محبت میں ذرا براہ بھی کی نہیں آتی بلکہ دل رہتے بلکے جیسے سے صرف بھی اس قدر دیکھ رہے ہو جاتے ہیں کہ صرف پہچان ہی پہچان رہ جاتی ہے۔ غلطاً، وقت یا شخصیت کی تبدیلی پر بھر کچھ نہیں دیکھ رہے۔“ کتنے کمرے لٹھ بولے تھے وجاہت نے۔ اعتباراً علی کی آنکھیں جھپکے لکھیں۔

”وہ تمہیں؟“ جنہیں میں یاد رہا ہو گا؟“ بہت بہت بعد انھوں نے اسے اس نام سے پکارا تھا۔ خود اپنا پہچان اپنی آواز نہیں پہچانی تھی۔

”صرف میں نہیں تھا تاہم آپ کو اس کمرے میں کوئی نہیں پہچانے گا۔ سب کی سانسوں میں یہی ہے۔ آپ۔“

دادا اور پوچھو پوچھو کی زندگی کا ٹھکانہ آپ کی یادیں تو بین کی ہے۔ ”وجاہت کا لہجہ بھر اس کا تھا۔ اعتباراً علی کے دل میں تک حیرت ہو گئی تھی۔

”آپ کو بھی یاد رہی ہے؟“ انہیں اتنی آسانی سے سارے رشتے ساری محبتیں تیار کی آپ نے۔ ایک لمحے کے لیے بھی آپ کو ہم سب پر ترس نہ آیا۔ ”محبت ہو گھڑ ہو۔ ہو سکتے ہیں بھلا، جو اپنے ہوتے ہیں ان کی جگہ انسان کھو کر رہا ہے۔ ان کی کیا تھیں تو دل دکائی ہیں، بھلا غیروں سے بھی توقع رہی ہے کسی نے یہ جان لیا کہ میں اپنا ہے۔“

”جی تو قہا تھا بھی ہوئی ہیں اور جی مان تو بھی، تو قہا تھا اصراری رہ جا تو ہو شکر ہے کہ ان پر پھر بھی اپنی رہتا ہے۔ رشتوں کی خوب صورتی رہتی ہے ان کی مان، تو قہا اور شایکتہ میں۔“

وجاہت کی یادیں خود کو گھومنے سے باز نہ رکھ لیا تھا۔

”میں نے۔“ کیاج، میں صرف میں ذرا دار تھا اس سب کے لیے وجاہت ایسا کمرہ انجان ہوا؟“ انہوں نے وجاہت کی آنکھوں میں دیکھے ہوئے سوال کے بدلے میں سوال کیا تھا۔

”میں چاہتا تھا تاہم اور کچھ بھی مجھ میں حالات کو کھینچنے کی طاقت تھی۔ آپ نے سارے کمرہ کو ایک طرف رکھ کر فیصلہ کیا۔ آپ جانتے تو ایک محبت لکھ کر کتنی محبتوں کا کچھ قیام لیتے۔ آپ نے حتیٰ کی نہیں کھرا دیں بھی۔“

”خدا کی محبت میں ایک محبت پر فرمان کریں۔“ وہ واقعی بہت کمرہ سوچتا تھا۔

”لیکن جس محبت کے لیے کھرا دیا وہ بھی تو غلطی ہی تھی۔“ کمرہ کی دلیل دیتے ہوئے خود انھیں بھی شرمندگی کی محسوس ہوئی۔

”میں نے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا تاہم اور لیکن پھر بھی اللہ کی بخشی جیوتوں جن سے خون کا رشتہ ہو جاتا ہے۔“

”لے کر تکلیف تمہیں کر رہا تھا۔“ وہ ان کو دل کی ایک بھی خرابی کے لیے یوں ٹھکر دیتا کر کے بالکل ہی راستے سے ہٹا دیتا۔ جنہیں یہ فریاد تو نہیں کر سکتے۔ ”زندگی میں کیا جان چکی یا نہیں اپنے آپ واقعی لگلا لگ رہا تھا۔ یہ کھلی باری کی بہت آواز آئی ان کے سامنے کھل چلا۔

”میں اس کے ساتھ سونے کا عادی تھا، بچپن کی وہ چندے پر سکون راتیں جو میں نے آپ کے بغیر گزاریں۔ آپ کے ساتھ گزارنے پر یہ سکون رات پران کا نار و دار ہوتا گیا۔ ذرا سے کھٹکے پر چلا تھا اور آپ کا نام پکارتا ہر لمحہ راب۔ صرف چند دن نہیں تیار ہوئی تھیں تک۔ دادا عبادت گزار تھے۔ مادہ بھی نفاذ نہ چھوڑے مگر آپ کے بعد عبادت زندگی بن گئی ان کے لیے۔ ان کی راتوں کی ساجھی۔ ان کی زندگی اللہ کے بند

آپ کی یاد سے وابستہ ہو گئی۔ ہم تو رقص ہی گئے ان کے پیار و محبت کو۔ آپ صرف آپ رہ گئے سب کی اداس آنکھوں میں۔“ وہ آہستہ آہستہ ٹوٹ رہا تھا اور اعتباراً علی شاہ خود کو کسی کمرے میں کھڑے محسوس کر رہے تھے۔

ایسا لگتا تھا جیسے ایک ایک کر کے ان کے تمام جراثیم کی قبرست تریب دی جا رہی ہو ان کا کمرہ کچھ نہیں تھا مگر جیسے ادا تھا ان کی آنکھوں میں عبادت کی تھی۔ جو خود انھیں بھی بے سود لگ رہی تھی۔

”آپ نے جب پوچھو پوچھ کر شادی کرنے سے انکار کیا تو پوچھو پوچھ کر شادی نہ دیا؟“ ان کا آپ کو اعزاز بھی نہیں رہی، نہ ہی آپ اعزاز لگا سکتے ہیں تیار جان۔ ”کافی دیر نہ سوچ رہے کے بعد وہ خود ہی دوبارہ بولے



”لیکن۔۔۔ جب آپ کی شادی کی خبر گاؤں پہنچی تو ہم جو اس خبر سے ہی طحال ہو گئے تھے، اجڑی کھری چھو چھوکتا ہوا سب کے سب لڑائی کی گالیاں دے رہا تھا کہ آج کدو کی قیامت ہی برپا ہو گئی تھی ہمارے گھر پر۔۔۔ تانیں تانیاں ابوا! کیا اس کے بعد کوئی کھائش باقی رہی۔۔۔ غلطی آپ کی اور گناہ کس کو ادا کرنا پڑا۔ تو قاضی دور یاں بڑا نہ جانے کا ڈر مارا کہ ان؟“ وجاہت نے ہنسنے لگا۔

تایا کو اسے سالوں بعد سامنے دیکھ کر جو غصہ اس کے چہرے پر تھی اس کی جگہ وہ کرب سنہاں چکا تھا جواہری عزیز تانیا کی سر ہاتھوں نے اسے مٹا لیا تھا۔ احتیاطی طور پر جھکا گئے تھے۔ وہ یہ سب جانتے تھے۔ دوستوں کی وجہ سے وہ گھر کی ہر چیز سے اجنبی رہے۔ مگر باہر کی محبت نے ان کے پاؤں یوں پکڑے کہ وہ ہر طرح نقصان سے انھیں سوز بچنے۔ اپنی ذات کی تکمیل کے آگے انھیں اور گھر کی تکلیف کسی کا کرب نظر نہ آیا۔ وہ خاموش بیٹھے رہے۔ لیکن ابھی کہ وجاہت کو اپنے بچے اور سخت الفاظ پر شرم نہ کی ہوئے گی۔

”آتم سوری تانیا ابوا! آپ نے ذکر عجیب اور عجیبے سارے دلمے سرے سے احرار نہ لگے۔ مجھے آپ سے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔“ وہ درخشاں نگاہوں سے بولا تھا۔ احتیاطی شکل نے جگہ سر اٹھایا اور تم انھوں سے وجاہت کو دیکھنے لگے۔

”اگر آج یہ سب نہ کہتے تو شاید میں اپنی خود ساختہ خود رسی کے خول سے کبھی باہر نہ نکلتا۔“ ان کی آواز میں دکھ تھا، بچھڑتا تھا، کرب تھا۔

”میں تو آج تک اپنے دل میں ہونے والی انہی کسی کسک کو بھی تم کو نہیں کاغذ کر داتا رہا۔ مجھے ہمیشہ لگاتے ہیں ایک دن کا وہ بڑا خاتم سب لوگوں کے لیے ختم نہ ہوئی آسانی سے نکال بیٹھا۔ میں اس قدر خود غرض ہو گیا تھا کہ سب کیا دھرا بھی میرا اور ان کے دلمے میں ہی جلا۔ میں تو حق سب کو قصور وار کہتا رہا۔ دل کا بے خبر کو تھکے سے غلاف کرنا باہر لگتا آج تم نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے مجھ کو سب بتا کر کہ ہم کلام کو معنی بخشنا تو کلام کی شہرے سے پہلے اپنیوں سے ہم سب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ سکیں۔“ وہ یوں بول رہے تھے جیسے ان کے وجود میں ساری سختی ہو گئی ہو اور بولنے کے لیے انھیں کافی زور لگانا پڑا ہو۔

”اللہ نہ کرے تانیا ابوا کہ آپ کو کچھ ہو۔“ وجاہت اٹھ کر ان کے پاس چلا آیا تھا۔  
”میں اپنے بابا کا کتا فرمایا رہا تھا۔ انھیں ایک کدو دینے کا سوچا تھا۔ لیکن کدو کی بکری میری ہر ہر حرکت کرتے تھے اور انھوں نے میری بات نہ مانی ہوئی اور مجھ سے پہلے ہمارے لیے اس کی شادی کر دی ہوئی تو شاید میں اتنا غصا نہ دیتا۔ میں نے ایف ایس سی کے بعد جے پڑھنے کی خواہش کی مگر باہر کی شادی کے خواہش مند تھے، میں انھیں انکار کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ ابھی ان سے گزارش کی کہ چاہتا ہوں میری شادی کسی گھر کی شادی فی الحال نہیں۔ میں مزے پڑھتا چاہتا تھا اور پھر اگلے دو سالوں میں ہمارے بابا اور صاحب (چھو پھو) کی شادی ہوئی اور میری بات طے ہوئی اور پھر صرف چند سال بعد ہی جب میں چاہ سائل کرنے میں بھی کامیاب ہو گیا جب تاہم یہی کہتے تھے اس طرح سوچ کر کہ جس کی کسی کے لئے بھرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو سکے۔ میں نے صرف اپنے دل کی خواہش کے لیے ہی زندگی گزاریاں تھوڑی کر دیں۔“ وہ دونوں انھوں میں چہرہ چھپاتے کسی ننھے بچے کی طرح چھوٹ چھوٹ کر رو رہے تھے۔

وجاہت چاہ کر بھی انھیں تسلی نہ دے پایا تھا وہ تنہا دیر تک روتے رہے تھے اور وجاہت کو بھی چپ چاپ

میز پر لائیں دیکھ کر ہا۔۔۔ کدو پر بعد میں بہت مشکل سے انھوں نے خود کو مسلیم بنا تھا۔  
”اور خدا کا انصاف دیکھو! آج اس دور سے سوالی بنا کر بھیج دیا گیا اس کی سب تکلیف میں نے ایک ٹوکے سے رد کر دی جس کا پھر آج ایک مرتبہ پھر میری خوشحالی مجھے تمہارے دروازے تک لے آئی ہے۔“ وہ دم لگے میں بولے تھے۔ وجاہت نے جھک کر انھیں دیکھنے لگا۔

”میری بیٹی ہے دانیہ اس کی خال اور نالہ زادی لاڈلی انھیں میری معصوم بیٹی پر بھی جی۔ میرے پاس وقت بہت کم ہے وجاہت کی اپنی بیٹی میری بیٹی کو کہا۔“ وہ مزے وقت ضائع کیے بغیر اپنا ہدایاں کرتے ہوئے بولے تھے۔ وجاہت نے ہنسا سے انکھ دیکھے گپا، جیسے وہ ان کی بات کو سمجھ نہ پا رہا ہو۔

”میں جاننا چاہوں کہ جو کمیشن میں ٹھہرا کیا تم انھیں میری بیٹی ان سے عزم نہ ہے۔ تم سے کسی دوست یا پارٹنر کی بیٹی کا کر لے جاؤ گے یقیناً ہے کہ ایک نایک دن وہ ضرور ان بھٹیوں کی قدر جان لے گی۔“ ان کے لیے میں سخت کی۔

”کیا یوں۔۔۔ آہ۔۔۔؟“ وہ حیران تھا۔ یہ بیٹان تھا۔  
”میں خوش رہتی ہوں میں بات وجاہت اکہ کی کا کھی سامنا کر سکیں۔ کتنے لوگوں کی زندگیوں چاہ کر کے کے جرم سے مجھے اپنی نظر میں میں کر دیا ہے۔“ وہ ٹوٹ چکے تھے۔

”میں تو کبھی بھی ناراض نہیں ہو گا کیا اب میری طرف سے کچھ ہے۔“ وہ ان کے قریب آیا۔  
”نہیں۔۔۔ وہ چاہتا ہے کہ تم مجھ پر یہ ایک احسان کر دو جی، اس کی عمر دانیہ کو گاؤں سے چلاؤ۔ وہ یہی ہے میں چند دنوں سے ملک سے باہر جا رہا ہوں۔ ایسے میں اسے اکیلے یہاں چھوڑنا اپنے انھوں سے جاذب اور اس کی اس جی شکاری کو معصوم دینے کے مترادف ہو گا۔ اگر میرا جانا اتنا ضروری نہ ہوتا تو میں بھی دانیہ کا ایک دن کے لیے بھی اکیلے چھوڑ کر نہ جاتا لیکن یہ بھی حق ہے کہ صرف دانیہ کے لیے ہی میں باہر جا رہا ہوں۔ مجھے کچھ ضروری مٹ کر دینے میں شاید کچھ مجھے موقع مل سکے یا چند دن مزے بیٹنے کی امید۔“ وہ ہلچل سے وجاہت چڑھتا تھا۔

”ٹھیک۔۔۔؟“  
”ہاں مجھے بلڈ پریشر ہے۔ یہاں کے ڈاکٹر مجھے علاج نہ قرار دے سکے ہیں؟“ وجاہت کو لگا وہ کسی کمرے کو میں جا کر اٹھا۔ اسے اپنا تعلق ختم ہوا تو انھوں نے اٹھا۔

☆ ☆  
ملک کے بار بار ڈاکٹروں سے مشورے کے بعد وہ بالآخر ملک سے باہر مٹ کر دانیہ کے رہائی ہو گئے تھے۔ تھوڑے ڈاکٹروں کے پاس چھ دنوں سے انھیں صاف پتہ چل رہا تھا کہ ان کے پاس اب وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ ہر گھنٹہ صرف دانیہ کے لیے وہ ایک بار ضرور جانا چاہتے تھے۔ اپنی قسمت آزمایا چاہتے تھے۔ شاید کہ انھیں قدرت کچھ مہلت بخش دیتی۔

لیکن دل تھا کہ دانیہ سے دور جانے سے قلبی صدمہ تھا۔  
زندگی میں بھی انھوں نے دانیہ کو کدو سے جدا نہ کیا تھا مگر اب انھیں مسلسل یہی فکر کھائے جارہی تھی کہ اگر اچانک انھیں کچھ ہو گیا تو دانیہ کیسے تنہا کی۔ ان کے جانے سے دانیہ کی کیا حالت ہو گئی۔ وہ ابھی طرح جانتے تھے۔ وہ مکمل طور پر بھڑک جاتی اور اس کی ٹوٹی بکری دانیہ کو جاذب اپنے جھوٹے پیار اور تھوڑی سے بہت

آسانی سے اپنا کارنامہ سکا تھا اور وہ یہاں پر کڑکھیں چاہتے تھے۔

قدرت کا انکس بھی بچہ نہ تھا کہ سوچ و فکری دنیا جی کر ایک موقع ضرور دینا چاہتے تھے کہ وہ اپنے ارد گرد کو دیکھے۔ اسے برے لوگوں میں تیز کرنے کے قابل ہو جائے۔ دانی کی ساری مرید آپ لوہاں مگر بے جڑی تھی اگر کوئی تیسرا اور جو اس کے لیے اہم تھا تو وہ جانب میں کا تھا جو احتیاطی کے لیے کھانا قابل قبول تھا سیالے وہ چاہتے تھے کہ ان کی زندگی میں دانی کو اپنے باپ کی جگہ کر اسے اپنے لوگوں میں رہنے کا موقع دیں۔ وہ کہتے تھے کہ اس طرح اس کا حق دار تاجاب و تاج ہو گا تو ضرور صرف لوگوں کے ہاتھ سے بکسان کی لنگھوں کی زبان سے بھی ان کے اصل کا اعزاز کرنے کے قابل ہو جائے گی اور ہم اس طرح وہ ان کے مرنے کے بعد لاوارث تو نہ ہوں گی اسے سنبھالنے کے لیے اس کے برادر بھائی کے چاہنے والوں کے پاس سے اس کے چاہنے والوں کی بھرپور یہ سب ناہنجی اختیار ملے گا کہ اس کے لیے بے حد اطمینان وہ جس انہوں نے باپ لا آخر فیصلہ کر لیا تھا۔ دروازے پر ہونے والی دانی بھی دنگ سے انہیں چہ نکلا دیا تھا۔

”آ جاؤ دانی بیٹا!“ خود بخود ان کے گھر میں محبت اتر آئی تھی۔

دانی نے ڈراما سا دروازہ کھول کے چھکا تو اسے وہ سامنے ہی بیٹھ کر دروازہ نظر آئے۔ وہ مسکرائی اور پھر دیر سے دیر سے قدم اٹھائی بائیں ان کے قریب ہی جا کر بیٹھ کر بیٹھ گئی۔ اختیار ملے گا دانی کو کہ کسک کے بیٹھ گئے اور دانی کا چھاپنے ہاتھ میں قلم لیا۔

”تم کو بھی آپ سوسے ہوں گے“ دانی کی ایک طرف سے اس نے وضاحت دی کہ اس کا اختیار ملے گا۔

”کاش کاں کا جائزہ لے کر ان کے گھر میں نہ جاؤ“ دانی نے کہا۔ وہ دانی کا مضمون ساچرہ اپنی آنکھوں میں سوتے ہوئے بولے۔ دانی کو وہ کچھ پریشان سے لگے۔

”آپ پریشان ہیں بیٹا؟“ اس کی بات پر اختیار ملے گی ان سے ہوئے تھے۔ وہ اس سے اپنا آپ بھائی سے میں ناکام ہوئے تھے۔ یہ بات ان کے لیے مزید پریشان کن تھی۔

”اب تم بھڑا بہت۔“ انکس اب برہان میں دانی کی توجہ پٹائی تھی۔

”کوں پاؤں گئے تھیں۔“ وہ بھی پریشان ہو گئی۔ وہ سب سے بھرپور تھے۔

”کوں پاؤں گئے تھیں۔“ وہ سب سے بھرپور تھے۔

”کوں پاؤں گئے تھیں۔“ وہ سب سے بھرپور تھے۔

”کوں پاؤں گئے تھیں۔“ وہ سب سے بھرپور تھے۔

”کوں پاؤں گئے تھیں۔“ وہ سب سے بھرپور تھے۔

”اس کاں لوگوں کی manage آپ بے فکر ہو جائیں گی۔“ وہ غصے سے بولی۔

”مگر یہ تو پھر میری بیٹی میرا ایک اور کام بھی کرے گی۔“ وہ دانی کے غصے سے انہیں دیکھتے تھے۔

”تم جانتی ہو ماں دانی! تمہاری ماں سے میں نے اپنے سارے خاندان سے قطع صلہ کر کے شادی کی تھی۔“ دانی بھرے لہجے میں کہا تو دانی شامت میں سر ہلائی۔

”ماں جانتی ہیں کہ تم ایک باپ کی جگہ پر بیٹھتی ہو دانی! وہیں گراؤ۔“

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بیٹا! میں تو ایک دم سے ان میں کہیں۔“ پھر وہ لوگ بھی تو آپ سے تھا ہوں گے؟“ وہ پریشان ہو گئی۔

”وہ لوگ بے شک مجھ سے تھا ہوں گے مگر تم سے نہیں اور یہ تم ہاں میری بیٹی کی حیثیت سے نہیں جاؤ گی۔“ دانی نے بولی۔ وہ دانی کے لیے تھا۔

”تم کو کس حیثیت سے؟“

”ماں کے لیے بیٹی کی حیثیت سے۔“ انہوں نے لکھ کر لیا۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

”ماں کو؟“ وہ دانی سے انکس اور دیکھتی تھی۔

کری پر چلتے ہوئے ہوا۔

”ٹھیک نہیں ہوں۔“ وہ اس کا واحد دوست تھا۔ تبھی اس کے آتے ہی دانیہ شروع ہو گئی تھی۔

”کیا ہوا خیر ہے تو ہے؟“ دونوں ہاتھ سر کے پیچھے جاتے ہوئے دونوں مطمئن ہو کر بولا تھا مجھے کوئی بھی مسئلہ ہو وہ جگہوں میں مل کر لے گا۔ جواب دانیے نے اسے ہماری تحصیل بتادی تھی۔ وجہ بات کے حقائق سن کر تو مایوس ہو کر بیٹھ گیا۔

”خالہ کے بعد آیا آخر نہیں ایٹوں کی یاد آئی تھی۔ جالی فٹ۔ اسے ساروں سے تو کبھی کوئی ذکر نہیں کیا انہوں نے۔ اس پر اس کا چمکتا مکتب کا مطلب؟“ وہ شہدے میں یہ تھا۔ اس قدر کہ اس کے فیصلے اعلا پرانے تھے کبھی نہیں۔  
 ”نہیں اب ایسا تو نہیں ہے۔ پاپا مجھے اکثر سب کے متعلق بتاتے رہتے ہیں۔ میں یہ وجہ تہ خود بخود ہی میرے ذہن سے نکل گیا۔“

والیہ نے مجھے باپ کی طرف سے صفائی پیش کی۔

”میں سب گناہوں کا چاک اس محبت کا کیا مقصد ہے؟“ وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ دانیہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

”وہ ضرور تمہاری اپنے پیٹھ و پیچھے سے شادی کروانا چاہ رہے ہوں گے۔“ وہ کئی سے بولا۔

”چینڈو۔“ فانیسے مزید لکھبرائی۔

”مئی چنڈو۔۔۔ یوںو حالہ کہا کرتی تھیں کہ تمہارے پاپا کے خاندان میں صرف وہی بڑے لیے تھے۔ یہی تو انہوں نے گاؤں کی اپنی اُن بڑھی بختیر پر تمہاری اما سے شادی کرنے کو ترجیح دی تھی اور یہی رشتے بھی تو ڈوڑا لے تھے انہوں نے۔“ جاذب نظر احوال و رتوں کی طرح ہاتھ نہاتے ہوئے بولا۔

”لیکن پاپا ایسا کیوں کریں گے؟“ دانپ بے یقین تھی۔

”ظاہر ہے، تمہاری باتوں سے صاف لگ رہا ہے کہ اگلے اس وجہ است ثانی نصیب سے ملے۔“

ایک ہی ملاقات میں جاگ پڑی ہوئی پرانی محبت اور محبت میں کچھ بھی قربان کر دینا تمہارے پاس کی پرانی عادت ہے۔“ بات کے آخر میں خود بخود اس کا کھنکھارہ ہو گیا۔

وہ بے حد پریشان لگ رہا تھا۔ جاڑ پائس کی کھٹی ٹھکڑا تھا۔ دانے کوچ کر رہی سکون صاحبس ہوا۔

”اچھا تم پریشان نہ ہو میں اب چھوٹی بنی نکلتی ہوں اور ویسے بھی باپ صرف بھری بات کہتے ہیں۔ اگر مجھے یہ رشتہ پسند نکلتی بھی میرے ساتھ زیروقتی نکلتی کریں گے۔“ دانپ نے اسے اطمینان دلایا۔

”کیا مطلب نہ ہوا، تم میرے علاوہ کسی اور کا سوچ بھی کیے

انہی کے لئے ہے۔

”ڈاؤن ٹیل میں“

لایا مطلب ہے سوچ لیا، ہم دونوں بچوں سے ساتھ ہیں۔ اسے علی، ایک دوسرے

”نہیں ہرگز نہیں۔“ نانایہ بھی اس کی انخروں میں نظریں ڈال کر پورے حادو سے بولی تھی۔

22 اگست 2014ء

”دین خیر را ہی است کسب است چو در۔۔۔ میں وہی کسمپرسی ہوں جس سے میرے پریشان ہو گئی ہوں لیکن  
 اس بات میں تمہیں کچھ نیڑ کر دوں کہ میرے لیے اہل تمہارے بارے میں ایسے کوئی جذبہ نہیں۔“ نزی  
 کے کمرہ دروازہ کھل چلی تھی۔ جاذب نے منہ میں مدحیٰ میں بڑبڑاتے لگا تھا۔ امار کے درخت کے تنے سے  
 گہک کر گڑے آواز اعلیٰ شانہ نے سکون کا گہرا سانس لیا تھا۔

☆...☆

پاپے کے کہنے پر اس نے جیسا ہمارے محاکمہ شاپنگ خود کار کی۔ درود جیو پاپا کی اس کے ساتھ اپنے پاس لے آئے تھے اس کے ساتھ ضرورت سی۔ بڑی مٹاس میں نصیحتا رعلی نے خواہش ڈرا تھیں کہ ساتھ جیو پاپا۔  
 جیو پاپا کی کافی پیسہ دار رکھے ہوتے ہیں، جیو پاپا کے ساتھ دوپٹے بھی زیادہ مٹاس ہوتی ہے چادر گرہی  
 بھی، چادر مٹاس بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے تم کو اس پر اور لان کے پکڑے کے لئے اور انڈیم کی بارہ چوڑے  
 خانوں کو دیکھیں ان میں کسی کوئی تکلیف نہ ہو۔ اپنی جیو سامان ہو یا پاپے کے لئے کیا۔ پاپا نے اُسے خاص

اس کی وجہ سے مطالبہ کیا کہ ضرورت کی ہر چیز خرید لی گئی اور وہ اپنی سب سے بڑی بات چیت میں اسے بھروسہ دیا تھا کہ کل رات علی بن ابی طالب سے ملے گا۔ وہ بتا رہا تھا کہ وہ جہالت سے اپنے سامنے گا۔ اس نے وقت سے پہلے ہی تیاری مکمل کر لی تھی تاکہ صبح وقت پر کوئی پریشانی نہ ہو۔

دوسرے دن دوکان میں باپ کے انتظار میں بھی کوئی کتاب نہ پڑھ رہی تھی، یہی ذہنی طور پر تیار ہو کر  
 پہنچے ہوئے دو مسکرا کر باہر آ گئی۔ خان بابا (چندپارے کے ساتھ) بھی انھیں کھڑا کر دیکھ کر وہیں روک  
 کر خان بابا بھی اسے کھڑا دیکھ کر وہاں سے مل گئے وہ خوب خوش لباس نو جوان چہرہ مبارک ہوئے یہ سیدھا حادیسی  
 طرف آ گیا۔

”السلام علیکم! کیا اختیار مل صاحب سے ملاقات ہو سکتی ہے؟“ پاس آتے ہی مہذب انداز میں سلام کر کے اس نے فوراً ہی اپنے آنے کا دعایاں کیا۔

”اور درحکیم السلام اپنی آپ امیں تشریف رھیں۔ وہ بس ابھی آتے ہی ہوں کے۔“ وہ جو کوئی بھی تھا، سحر انگیز شخصیت کا مالک تھا۔

اس کی آنکھوں کی تیز چمک پہنچے کسی معلوم ہوئی تھی۔ یوں بے درجہ چاہنے کیوں ملتا رہا یہی پہلی معلوم ہوئی۔  
 مگر بے حد چلتا رہا آنکھوں میں اس قدر بھید کی تھی کہ اس کی شخصیت پر عجیب و غریب سی نگاہیں پڑ گئیں۔ نہ چاہنے کیوں  
 دانت کو کوئی حیران خود پر غار کی آنکھوں سے اسے لاؤ گئی میں بخدا کہ وہ اس کے لیے جس نے کرا لے تو وہ دانت کا  
 ہی سالار تھا کہ بڑا ہوا تھا۔

”حیرت ہے۔ آپ مراد کر پیدا کئے پڑتے ہیں۔“ وہ مسکرائی۔

مگر وہ جب ہوئی۔

جاذب کا انداز آتے دیکھا تو تیزی سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھ گئی۔

جلد 23، اگست 2014ء



بدلتا ہی ہے۔ کہا۔ تو جوان کی آنکھوں میں نگہاری کی ابھری۔

”نہیں! اس کی تک تو میں آیا دعا کرو ہی آئے۔“ دانیہ نے انگلیوں کو مروڑتے ہوئے کہا۔ لاؤنگ میں بیٹھے تیسرے دو دروازے پر داخل ہو چکی تھی۔

”مجھے آپ ڈر گئے۔ گھبرا کر وہ لوگ داخلی دویسے ہوئے ہیں۔ تم نے بتایا آئی میں ان پر چاہہاں تو میں کیسے رہوں گی اس لئے دن۔“ وہ پریشان تھی۔

”اب میری خاموشی میں اس کا قصور ہی ناں چھوڑ دوں گا۔ آیا کروں گا ہر ایک ایڈز پر تم سے ملے۔ جب بھی دل بھر جائے مجھے تانا بٹا۔ نور اہلس کے آؤں گا۔“ مہنگون کے گلابی سوٹ میں بیٹوں عمری عمری دانیہ کو نظروں میں لیتے ہوئے دو بیرواں تھا۔ دو کی مہنگون ہوئی تھی۔ میں ان کی وقت اختیار علی اندر آئے تھے۔ چاہے جو دروازے کے قریب ہی کھڑا تھا اس پر نظر پڑے ہی ان کا ہیرن تو سا کیا تھا۔

”کیا حال ہیں خالو جان؟“ وہ باتوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بے تکلف لہجے میں بولا۔ اس سے پہلے کہ اسے ہیشہ کی طرح کوئی کارا سا جواب دیتے ان کی نظر سامنے کھڑے دو جوانوں پر پڑی گی جو شاہانہ کی ہی عورت کا شکر تھا۔ ٹیکہ ان کی نگاہ پر تھے جس سے نور اسلام کیا تھا۔ وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھ گئے۔

”وجاہت علی!“ اختیار علی نے محبت سے اس کا نام کیا۔ اس کو اپنے ساتھ لگا لیا اور ان کے منہ سے وجاہت کا نام نہ کر چلاں دانیہ اور وجاہت کی گفتگو شروع ہو گئی۔ جیسے چاہے وہ اسے دوسرے کھڑوں پانی پھر گیا۔ وجاہت تو اس کی امید سے کہیں زیادہ وہبہ نگار تھا اور شاہانہ اس سے زیادہ کوالیفائیڈ تھی۔ کم از کم اس کی شمار شخصیت تو یہی بتا رہی تھی۔

”مجھے بہت خوشی ہوئی تم آئے۔“

”دانیہ بیٹا۔“ انہوں نے وجاہت کو پیچھے کا اشارہ کرتے ہوئے دانیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ وہ دروازے کے پاس پہنچی آئی۔

”جیسا! اسمان کی کچھ خاطر مارت کی؟“ انہوں نے محبت سے پوچھا۔

”میری ڈانٹ دہری، خوب جی جان سے خاطر داری کی ہے انہوں نے۔“ وہ جاو کر بھی اس کے چہرے پر سیرکھاٹ ڈھونڈ پائی تھی جب کہ لہجے سے منکراہت صاف واضح تھی۔ اس نے اپنے آپ کو نہیں میں ان کے محسوس ہوا۔

”کو کھانا خالو جان! میں چن ہوئی ابھی۔“ وجاہت کو شاہانہ خود ہی اس میں ہو چکی تھا۔ یہ وہی اہمیت کا بھی خود ہی اجازت مانگ لی جو فوراً مل بھی گئی۔ وہ دانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بڑھ چلا۔ جو کہ باہر لٹ گیا۔

”تو کیا خیال ہے وجاہت! اذرتو ہمارے ساتھ کو کس؟“ وہ اب اس کی طرف متوجہ تھے۔ ”نہیں بتایا اب! اور دانیہ کی تیار کی کھل ہے تو ہم اب نہیں کے۔“ وہ بے چینی سے جھپٹتے جھپٹتے گائی دہر ہو جانے کی اور پھر آج کل آپ کو حالات کا تو پتہ ہی ہے۔ میرے خیال میں زیادہ دیر ٹھیک نہیں۔ وہ صاف کوئی سے بیواؤ اختیار علی کی سر ہلا گئے۔ انہوں نے دانیہ سے اپنا سامان لانے کو کہا اور خود وجاہت سے حال اسماں پوچھنے لگے۔

صرف آدھا گھنٹہ بعد ہی دانیہ ان سے خوب سارا سارا دروازا مل گیا۔ سب سے وجاہت کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے زندگی میں پہلی بار اپنے لیے سے چھاروں تھی۔ اس کی آنکھیں میں جس اور دل میں عجیب سے احساسات تھے۔ وہ انہیں ہم کا نام نہ یاد چاہ رہی تھی کہ وہ نہ پڑا ہی تھی کہیں ان کے دھانچے ان چھوٹے رشتوں کو کھلی دھند محسوس کرنے کا

جوش، مضمی، خوشی بھی ضرور کھل رہی تھی دل میں بارود اسے سامنے پر چھوڑ تھی۔  
اور اختیار علی شاہانہ کی دوا دہر دانیہ کو خود سے دور بھیج کر پریشان نہیں مہنگون تھے، خوش تھے۔ بے حد مہنگون ہے حد خوش۔

☆ ☆

اپنی زندگی میں پہلی بار دانیہ کے ساتھ کی جگہ گھوم چکی، لاہور کے علاوہ کئی بڑے شہروں کی سیر کی تھی اس نے مگر اندرونی بے چاہی کے علاوہ میں جیسا کہ پہلے سفر تھا۔ سربز لہا تھا۔ کچھ تو اس کے درمیان صاف شہری کشادہ شہرک پر وجاہت کی پوری رفتار سے گاڑی دوڑا رہا تھا۔ کھلے شیشوں سے اندر آتی ٹھنڈی ہوائ نے دانیہ کا بچھا بچھا سوہا حال کر دیا تھا۔

”آپ کو کھوکھ تو نہیں لگی دانیہ؟“ تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وجاہت نے دانیہ کی اسے مخاطب کیا تو دانیہ نے پہلی بار انہیں کیا تھا کہ اس کے خوب صورت کزن کا لہجہ بھی بے حد خوب صورت تھا۔

”جیسا! سادہ سا جواب۔“

”ہم بھی اس کو جوں کے تو بتا دیا آپ، میں نے کچھ سامان لے لیا تھا آپ کے ہاں آتے وقت۔“ مزاک

”اب کچھ مجھے ملاوٹ نہیں ہے۔“ دانیہ نے گاڑی میں کھانے کی تو کہیں طبیعت خراب نہ ہو جائے۔“ اسے

”کیا کلاس بیرون کو لہو تھی؟“ دانیہ کے جانے کا سن کر وہ بھی سچ سے کھانا نہیں کھا پائی تھی اور آتے وقت بھی

”کیا کلاس بیرون کی لیا تھا۔“ بھی اس کی آواز سے دانیہ کی ہلک رہی تھی۔ جیسے اسے اٹھا کر گئے ہوئے سخت برا

”مگر ہاں وہ وجاہت دھمکے سے مسکرایا تھا۔ اسے خاموش دیکھ کر دانیہ کی کوفت مزید بڑھنے لگی۔ بھی سامنے پڑی

”کیا ڈپر میں سے ایک اٹھا کر لے کر دی۔“ راحت تو علی خان کی آواز سننے ہی اس کی ساری کوفت دور ہو گئی وہ

”دوسرے دھمکے سے گانے پڑھتے ہوئے باہر بھاگے مگر کوہ کھینچے گی۔“ دہر دہن کی طوفان بونگ کے

”بہت ایک بار پھر صاف شہری جگہ مزاک پر آئے ہی وجاہت نے اسے بڑھادی تھی۔ بھی سامنے مزاک کے

”کاترے کے کھڑے دوسروں میں سے ایک نے جیسے انہیں ارکے کا اشارہ کیا۔ وجاہت نے بھانے دیکھنے کے

”اپنے مزید بڑھادی۔“

”ارے آپ نے دیکھا نہیں، انہوں نے دیکھے کا اشارہ کیا تھا؟“ دانیہ کو اس طرح وجاہت کا کان کا نظر

انداز کر کے بعد بے حالگ۔  
”تو۔۔۔“ سادہ مگر سکرنا جواب۔

”تو سے مطلب، اسی جگہ سے ہماری گاڑی میں ہم آسانی سے انہیں لٹ دے سکتے تھے۔ اب تو رات

ہونے والی ہے ان کے چاروں کاب دوسری گاڑی ملے نہ۔“ وہ سخت ڈسٹرب تھی۔

وجاہت کو اس کا یہ فزمنہ سارو پے بعد حذر دینے لگا۔

”بیم! میں جیسے آپ کو بے چارے نظر آ رہے تھے یا کوئی چیز اور کو بھی ہو سکتے تھے۔“ اس نے اپنے

تئیں تھکے ہوئی بات کی۔

”ہو سکتے تھے آپ کو کچھ تو نہیں ناں کہ وہ ڈاکو ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ نہ بھی ہوں۔“ دانیہ جیسے کچھ بھائی

نہیں جانتی تھی کہ وجاہت کو یوں ایک دم سے اس کا کیا پتہ تھا۔ مگر ان کے بعد اچھا لگ رہا تھا۔ دانیہ کا ایک



”وہ ایک سلام بھی کر رہا تھا۔“ وہ چاہتا تھا کہ وہاں کی قربت میں عجیب سا سکون محسوس ہوا۔

”میرے دوست سکندر علی کی بیٹی ہیں اسی نے انہیں کچھ دھوکے کے لیے کنگ سے باہر چاہا تھا۔ یہاں ان کا اور کوئی رشتہ دار نہیں تو انہوں نے بے ذمہ داری سمجھے سو بیٹی ہے۔ میں تو برسوں تک چلا چلاؤں گا مگر کچھ آپ لوگوں نے ان کا بہت خیال رکھنا ہے۔“ وہ چاہت ہوئے کہ آرام سے بیٹھتے ہوئے ہلاکو سیکر خاتون بھی دانیہ کو ساتھ لگائے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گئیں۔ ان کی محبت پانچ نظر میں مسلسل دانیہ پر جمی تھیں۔

”تم غریب نہ کرو داتا خاں کی دکان میں اسے کہہ دیا کہ وہاں سے جانے کو اس کا دل ہی نہیں کرے گا۔“ ان کی بات پر وہ چاہت ہے چونک کر کہاں کی طرف دیکھا تھا جو ہر سوچ غریبوں سے دانیہ کا خوب صورت چہرہ دیکھ کر جاری تھیں اس کی سوچ بڑھنے پر خود بخود اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔ سیکر خاتون ہر خوب صورت اور کم کوئی لڑکی میں اپنی بہن سمجھتی تھیں۔

”بی بی کی! کھانا کھاتے کر دیا ہے۔“ اللہ دوسرائی نے کہا تو سیکر خاتون بھی چونک گئیں۔

”اے اے، ہاتھوں میں خیال ہی نہ رہا چلو وہاں تم فریض ہو کے آ جاؤ اور اللہ دوسرائی، گڑیا کو لے جاؤ میرے ساتھ والے کمرے میں اس کا سامان رکھ دو۔ میں جاتی ہوں یہ جب تک یہاں رہے میرے کمرے قریب رہے۔“ انہوں نے کہتے ہوئے فریض سے داد کا کچھ بکڑ لیا۔

”نہ جانے کیوں تم سے عجیب سی اپنائیت،“ فریض محسوس ہو رہی ہے مجھے۔“ دانیہ کو ان کے کس میں مبتلا ہی دیکھتی محسوس ہوئی انہوں میں عجیب سی جھنجھرائی۔

”ہاں امی! یہ ٹھیک ہے گا۔“ وہ چاہت بھی اٹھ کر ابوا۔

”دیکھو یہ باتی سب مٹ گئی کیا؟“ اسے اچانک ہی خیال آ گیا۔

”ہاں، تم تو جانتے ہو اپنے ابا اور دادا کو سر شام ہی سو جاتے ہیں اور تمنا ابھی کچھ دیر پہلے ہی سوئے تھے۔“ لے گئی کسی دوسری ہوئی۔“ سیکر خاتون نے جواب دیا تو وہ مر لے گیا۔

”اچھا! کیا؟“ وہ چاہت ہے کہ اللہ دوسرائی کو غلط کر کے ہونے لگا۔

”کیا ہوا؟“ وہ فوراً راجت ہو گئی۔

”میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ مجھے بس ایک گلاس دودھ دے دیجئے گا۔“

”ٹھیک ہے بابا۔“

”دانیہ! تم فریض ہو کے کھانا کھاؤ اسے اپنا ہی گھر سمجھتا۔“ اس نے غافل طور پر فریض دانیہ کو غلط کیا تو وہ چونک اٹھی اور پھر خاموشی سے سائیکل میں رہا لگائی۔

”میں دانیہ بی بی امی! میں آپ کو آپ کا کرہ دکھا دوں۔“ وہ چاہت کے جانے کے بعد اللہ دوسرائی دانیہ کا سامان اٹھاتے ہوئے پوری تو سیکر خاتون بھی اٹھ کر گئی ہو گئیں۔

”میں بھی اب ذرا سر سید کی گھر کو تم سے پھر جیتے ہیں اللہ اللہ۔“ انہوں نے پیار سے اس کے گل

چھوئے ہوئے کہا۔

”تم اپنی ضرورت۔“ پہلی بار وہ مسکرا کر عمل ادا کرے ہوئی تھی۔

وہ اللہ دوسرائی کی ہر اس میں اسے کمرے میں آئی تو حیران ہوئی۔ سادگی کے باوجود کمرے کی چھات

بے حد نفیس انداز میں کی گئی تھی۔ جس طرح کا نقشہ اس نے گاہوں اور اس کے طرز زندگی کا اپنے ذہن میں بنایا تھا

یہاں سب اس سے غلطی تھیں۔ شہر میں اس کے چارے طرز کے چنگے اور یہاں اس پرانے طرز کی حویلی میں موجود کھانا تھا۔ میں کوئی نماز یا قرآن نہیں پڑھتا۔ زندگی کی ہر سہولت میری تھی یہاں۔

”بی بی! تم اپنی ساتھ باجھو دم سے۔ ضرورت کی ہر چیز جو چاہو میرے گھر پر اگر کچھ ضرورت ہو تو مجھے بلا لینا

آپ، میں بھی اس کے جن کی طرح حاضر ہوتی ہوں۔“ ساتویں سولہوی لڑکھو دوسرائی نے چٹکی بجاتے ہوئے

کہا تو وہ کھٹکھٹا کر بس دی۔

”اچھا امی! تم بہتر ہو۔“

”ہاں امی بہت ہی آزار دہانہ۔“ وہ اڑائی۔

”پلو کھائے۔“ دانیہ کمرے سے ہونے لگی۔

”میں چلوں کھانا کھاؤں دوں آپ کے لیے یہاں لے آؤں یا پھر یہی کھاؤں گی آپ ڈانگ بال پر۔“ اس

نے پوچھا۔

”نہیں میں میں سے باجھو دو کر سوؤں گی۔ ویسے بھی اسکی کھانا کھانے کی عادت نہیں ہے ناں۔“ وہ ذرا

چنگائی۔

”میں پھر آپ کو بھی دودھ دے جاؤں گی۔“ وہ کوہر کر باہر نکل گئی۔

دوسری فریض ہو کر بیڈ پر لیٹنے پر لگتی تھی کہ دروازے پر کھٹکی آئی تاکہ یہ چونک گئی۔

”آپ! اللہ دوسرائی! اس نے بے غلری سے کہا مگر گلے ہی بل اچھل کے سیدھی ہو بیٹھی تھی کیونکہ اندازے

ملا دیا تھا۔

”آپ۔“ وہ شائے کچھ زیادہ ہی حیران تھی۔

”میں امی! کھانا لگ رہا ہے۔ میں کھا لیتے ہیں امی! میں تم کو کے پیٹ کھی نہیں سوتا چاہے۔ ساری رات

دروازے خواب آتے ہیں۔“ وہ دروازے پر ہی کمرے سے بیٹے پر ہاتھ پائے لگیوں پر دھرتا مسکراہٹ

سجائے کہ وہ کسی اور بات کی طرح لگا تھا۔ وہ دھڑکنے لگا تھا۔

”مجھے بھوک نہیں ہے۔ آپ کھا لیں اگر آپ کو بھوک لگی ہے تو۔“ وہ واقعی اس شخص کے ہر سے روپ پر

دیکھ رہی تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی اس نے کہا تھا کہ اسے بھوک نہیں ہے اور اب خود اسے بھوکے پلانے چلا آ گیا

تھا۔ چھپوہہ بیٹھ سے اس کے ساتھ کھانا کھا کے گا دانیہ ہو۔

”مجھے انتظار ہے کہ میں دانیہ امی! مگر میں ڈانگ بال میں کھانا کھا کر رہا ہوں۔“ سادہ لہجے میں کہہ کر وہ

رکا نہیں تھا۔ لپٹ گیا تھا اس کے آرام سے کچھ دیر سو جا چکا تھا۔ بیٹے سے وہ لپٹ کر باہر آ گئی۔ اللہ دوسرائی نہ

جانتے کہ اس کے انتظار میں باہر کھڑی تھی۔ اسے شوق سے شرمندگی ہوئی۔

”میں آجاتی یا راتم کیوں یہاں غمخیز تھک رہی ہو۔“ عسکرت میرے کچھ میں کہا گیا۔

”اے کچھ نہیں بی بی! آپ یہاں ہیں ہماری۔“ مسکرائی۔ پھر دانیہ آپ کی ہوتاں، آپ کو کیا یہ کون سا

کمرہ کہاں ہے۔ میں لپٹا انتظار کر رہی ہوں۔“ سہولت سے کہتی وہ اسے ساتھ لے گئیں کے ہاتھ سامنے بیٹے

چھوئے سے ڈانگ دم میں لے آئی۔ جہاں وہ چاہت دونوں ہاتھوں کی کھپکھپائے ہوئے ہاتھوں پر چھو

رکھے کھانا نہ نظر میں نہ تھا۔ بیٹھا تھا اس کی اس ادا کو دیکھ کر وہ ہاتھ پائے مسکرا دی گئی۔

”اجازت ہو تو بیٹھ جاؤں؟“ ”مگر آواز میں پوچھا گیا۔“



"مجھے بھی جاکو یا رانا ہو گا مارو گی آج۔ دیکھو تو اس نے کیا کہا ہوا ہے۔ شکر خدا کا کہ بھوکا سو نہیں گیا۔ یہ تو بھلا ہو گا کہ اس نے نہیں مجھے بتا دیا کہ تم نے بھی کھانا کھانے سے منع کر دیا ہے اور صرف تمہارے لیے زبردستی خود کو بھوک محسوس کرانی تھیں یہاں اس کو قہر نہ جانے ہو گی بھوک محسوس ہونے لگی، چلو شروع کرو۔" عام سے لہجے میں کہہ کر وہ کھانا شروع ہو گئی کہ چکا تھا اور دائیں کھاتے ہوئے کسی ایک بات سوچے جا رہی تھی کہ وہ اس وقت صرف اس کے لیے کھانا کھاتے آیا تھا۔ کیوں۔ اس لیے کہ وہ ایک اچھا میزبان ہے یا وہ واقعی اس کے لیے اہم ہے۔ بلور کزن کی بھی کیا داس کو کوئی حیثیت دیتا ہے۔

"دائیں۔۔۔ وہ چکی گئی۔"

"سوچا نہیں لگا کھانا؟" وہ جاہت کی آنکھوں میں پرسیٹھانی تھی۔

"نہیں بہت اچھا ہے۔ بس پلا پلا کر رہتے۔" وہ دہرا بہانہ بنا گئی۔

"پلیز رانا میں بھی انکی کا حصہ ہوں اور میرا سب انھوں میں بھی تو جاتی ہو کہ ہم سب سے تمہارا کیا رشتہ ہے۔ دل سے محسوس کر دو چاہا کو بھی میں اسے پاس پاؤ گی۔" وہ کتنا خوب صورت لہجہ استعمال کرتا تھا۔ کتنے اچھے الفاظ دیتا تھا قہقہوں کے لیے کہ اس کا دل کرتا بس اسے ہی تھی جاتی۔ خود کو بھوک نہ لے۔ وہ چپ چاپ رشتہ سے کھانا کھانے لگی جب تک اس نے کھانا مکمل کیا وہ جاہت وہیں بیٹھ رہا۔

"چلو اب آرام سے جا کر سو جانا اور جیز چوکی سوچنا تو اچھا سوچا۔ ایک بات بتاؤں، میں نے دیکھا ہے کہ ہم جو چوچو سوچے ہیں اس کا اثر ہماری قسمت پر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اچھی سوچوں کو اللہ بھی پسند فرماتے ہیں تو بندہ کیوں اداس ہوتا رہے انٹاسیڈ حاسو ج کرلو گے۔" اس نے خاموشی سے سر ہلادیا۔

"گڈ ٹھیکر۔" مسکرا کر کہتا وہ میز کیوں کی طرف بڑھ گیا تو وہ بھی اٹھ کر کمرے میں آگئی۔ اسی رات دائیں اختیار وہ جاہت کے اتفاق واقعات اور اپنے دھیال کے بارے میں سوچے سوچے ٹینکے وادیوں میں بازی لگ گئی۔

☆.....☆

"مجھے ایک فیصد بھی اعزاز تو نہیں تھا کہ وہ بڑھا تھا واقعی اس کی کوئی ترمیم نہیں مل سکتی ہے۔" غلابا نے غمی سے منے سے کہتے ہوئے ایک طرف ٹھوکا تھا جب سے دائیں اپنے دھیال کی کسی اس کا منہ سے کسی حال تھا۔ سوچ سوچ کے اس کا دماغ شل ہو جاتا کہ اس طرح وہ دائیں کو بھلا دیا جلد اور کسی پر آمادہ کر لیتا جس میں اس کو وہ بہت آسان سمجھ کر کھیل رہا تھا اس میں اچانک ہی ایک ایک ٹھانڈی آ یا تھا اور اسے اٹھا دیا۔ وہ ہر تھا کہ وہ دنیا کا بڑی اس پر کالی ہماری ثابت ہو سکتا تھا۔

"میں کچھ نہیں کیا ہوت جب چڑیاں کنگد کنگد کیمت۔" رشید بیگم نے چڑیاں کا گلاس چھاتے ہوئے بولیں۔

"میں نے تمہیں پہلے ہی سمجھا تھا کہ اختیار میں کائنات میں مت۔ دائیں کو کوئی کی جگہ قسمت کے جال میں پھنساؤ لیکن تمہیں ادھر ادھر جھانکنے سے قسمت ملے گی۔" کسی سنبھالنے ہوئے وہ ڈراما گش ہو گئیں۔

"تم نہیں مگر میں اختیار میں کو خوب اچھی طرح جانتی ہوں۔ اسی بہت اور قہر سے انہوں نے ہمارے بابا کا دل بہت لیا تھا اور آج جیسا اس کا انتخاب اٹھاندا اس کو دیکھ رہے ہوں تم۔ یہ سب ہمارے والد کی ہی عمر بانی ہے اور اب بھی مجھے پورا یقین ہے انہیں شک ہو گیا ہے کہ کسی کی طرح تم جوان کی بیماری کے متعلق جان گئے ہیں اور دائیں کو کوئی شکی نہیں کرتا جتنے میں تو وہ یہ چال نہیں گئے۔" رشید بیگم کی آنکھوں میں گہری سوچ کے سامنے تھے۔

جواب نے منہ سے لگایا جس کا گلاس بدلتی سے دائیں پر رکھ دیا۔

"جیسی ہے باا انا آسانی سے تو میں بھی یہ چڑیا اپنے ہاتھ سے جانتے نہیں دوں گا۔ حسن کی کسی نہیں مجھے دانے سے نہیں ترنا وہ خوب صورت لڑکیاں ہیں جو مجھ پر جان دیتی ہیں مگر جو دولت دانے مجھے دے سکتی ہے کسی اور کے پاس اتنا کچھ نہیں، بنا کسی بہت کے آسان یہ پہنچا دیا ہے مجھے آپ کی لادلی بھانجی دائیں اختیار نے اور یہ پاس میں میں نہیں کروں گا کی نہیں۔" اس کے کونوں پر شیطانی مسکراہٹ ابھری تو رشید بھی مسکرا دیں۔

"سحری دعا میں تو ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں جس تم روفت دانے سے رابطے میں رہو۔ تاکہ وہ اپنے دھیال کا اثر نہ لیتے پائے۔" انہوں نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"دھوکے کے ان آن بڑھ کو کون کا وہ کیا اثر لے گی، وخطر وہ ہے تو بس اس وجہات سے بڑی توپ شے ہے کہیں وہ اپنے کو۔" وہ بات کرتے کرتے رکھا تھا۔

"نہیں بابا اب کیا ہرگز نہیں ہوتا جا ہے۔" رشید سارا کھیل بگاڑ جائے گا۔ اللہ کرے بس یہ اختیار علی جلدی سدا جاریا میں لگے جہاں جسے دائیں کے وہاں سے لگانا اتنا مشکل نہیں رہے گا۔" انہوں نے شک کی سے کہا تھا اور جواب نے قہقہہ بکھرا اور دائیں آئیں کہا تھا۔ رشید بیگم کل کے مسکرا دیں تھیں۔

☆.....☆

"اٹل برا کتنی چاہتی ہیں باں آپ کے دوست کی بیٹی۔" فضا بیٹھے ایک کھنے سے وجہات کے کمرے میں بیٹھی اس کا کھانے جا رہی اور وہی مکمل لپ ٹاپ پر معروف تھا اس میں ہی جواب دے چکا تھا۔

"بھائی! تو کتنا کہ مہر کا پتا نہ لیریز ہو ہی گیا۔ اس نے وجہات کے سامنے سے اس کا لپ ٹاپ اٹھالیا۔ وہ۔۔۔ رشید کرہا۔

"میں اتنی دیر سے آپ سے بات کر رہی ہوں۔" وہ فضا ہوئی۔

"ہاں تو میں یہ تو رہا ہوں۔" وہ بے بسی ہوا۔

"سنا تو ہے ہیں مگر جواب تو نہیں دے رہے۔" وہی فضا فضا لہجہ۔

"اب اس بات کا میں کیا جواب دوں جو مکمل لپ ٹاپ ایک کھنے سے دہرائے جا رہی ہو۔"

"کون سی بات؟" فضا نے پیچھے سے لپٹی تھی۔

"جیسا کہ میرے دوست کی بیٹی بہت پیار ہے۔" وہ بار مانتے ہوئے بولا۔

"جے۔۔۔ جے۔۔۔" وہ ادا ہو گئی۔

"اچھا بابا جتے۔؟" کا پیار سے سوال کیا گیا۔

"تو سے اسے مطلب، بھائی یہ اب مجھے اور امی کو کچھ سوچنا پڑے گا۔" وہ شر پر ہو گئی۔

"مگر کیا ہے میں؟" وہ انجان بنا۔

"آپ دونوں کے رشتے کے بارے میں۔" وہ لپ ٹاپ کو دھیرے دھیرے بالکل اس کے پاس ہی بیٹھے

بیٹھی۔

"رشتے آجہاں بننے پر میری جان۔" دھیرے سے بچے کے کونوں سے ٹک لگا گیا۔

"مگر مکمل اس دماغ میں کی جاتے ہیں ہاں یہ بات کر آپ کو کوئی اور پسند ہے تو مجھ سے بتا دیں، ہم بچاؤ ہو چکا ہے دل کی کتنے ہیں۔" فضا بھی اس کی کی نہیں تھی۔

"بھنڈو چھوٹی نہیں مگر مانتے ہوئے فیصلے اتنی جلدی کر لیا ابھی بات نہیں ہوئی گڑیا۔" وہ مسکرا دیا تھا۔

”ابھی کی یہاں آئے دو دن ہی ہوئے ہیں۔ ہم اسے چاہتے ہی کتنا ہیں؟“ ایک لکھورو لہلہ۔  
 ”کسی کو چاہنے کے لیے کسی کو ہی نہ ضروری ہے اور میرا دل کو بھی دیتا ہے کہ وہ ہماری اپنی ہے۔ سو  
 ظاہر ہے اسے درشت بنانا تو جتنا ہے بھر۔“ وہ بات کی آنکھوں میں حیرانی سی چمکی تھی۔  
 ”جیسے یہاں! آؤ وہ اس کے قریب ہوئی۔  
 ”مجھے لگا ہے میں نے دانہ آپنی کو پیلہ بھی نہیں دیکھا ہے۔“ وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولتی اُسے حریف  
 حیران کر گئی۔  
 ”مگر یہ یاد نہیں آتا کہ کہاں؟“ اس کے لہجے میں بے بسی تھی۔ مطلب وہ اس بات پر کافی سوچ بچار کر چکی  
 تھی۔  
 ”یاد آئے گا بھی کیسے، کیونکہ تم بھی لاہور کی ہو وہی وہ بھی انہی یاز میں آئی ہے۔ سو گارگٹ اسٹ او کے،  
 اب جاؤ مجھے کمرے نہ دو۔“ وہ بڑبڑا ہوا کے جھنجھکیا اور دوبارہ سے سامنے پر ڈال لیا۔  
 ”کاہور۔“ اس نے کچھ سوچتے ہوئے دہرایا تھا اور پھر اپنی اس کی آنکھوں میں چمک سی اتنی  
 تھی وہ تیزی سے بند سے اتاری اور بار بھاگ گئی۔ وہ جاہت حیرت سے اسے سوچتا اپنی سبلی چمک کرنے لگا۔  
 ابھی دس منٹ ہی ہوئے تھے اسے دوبارہ سے کام کرنے کو کسی نے اچانک ایک پرانی سادہ بلیک اینڈ وائٹ  
 تصویر اس کے سامنے لہرائی تھی۔  
 ”یہ کیا ہے اب؟“ تصویر پر قہر دینے کے بہانے وہ سامنے کڑی غصا سے جمیدہ لہجے میں بولا تھا۔  
 ”ناپید چاچا کی او دو نو جو کھلی سے تپا کے یک سوٹ میں رہ گئی اور سی نے سنبیل کے کمرے کی فلم  
 میں سما لی تھی۔“  
 اس کی بات پر وہ جاہت کو بھلا سا لگا تھا۔ غصا کافی ڈھینچا تھا۔ وہ آن سٹریف ہوا تھا اس بار اس نے تصویر  
 لے کر ایک کمری کا ڈھال لی تھی۔  
 ”دیکھیں، بالکل دھنیا آپنی کی ہم شکل ہیں۔ وہی آنکھیں، وہی ناک، وہی ہونٹ بس ان کا پھر وہ کلر ہے  
 جب کہ وہ آپنی کا بیوی اور تو کسی خاص فرق نہیں ہے۔“ وہ یوں بولنے سے بول رہی تھی جیسے اسے یہ بھی کوئی  
 بہت بڑی دولت مل گئی ہو۔  
 ”تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میں اسے جانتا ہوں یا رانا ابھی چاہی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔“ وہ بے  
 نیاز ی ظاہر کرتے ہوئے اسے تصویر واپس دینے لگا۔  
 ”میں نے کہا کہ ان کا کوئی تعلق ہے تو ابھی چاہی سے۔“ سٹرائٹ لہجے میں سٹرائٹ۔ وہ چونکا۔  
 ”مگر آپ کی بات سے یہ صاف پتہ چل گیا مجھے کہ تم سے ان کا کیا تعلق ہے اور میری خرافش پوری  
 ہونے کے پاس بھی پیڑھ گئے ہیں۔“ وہ ناہیل کی تصویر دیکھتے ہوئے سٹرائٹ ہی اور وہ جاہت حیرت سے اپنی  
 پیاری بین کو دیکھ رہا تھا۔

☆☆

اسے سر میں شہ جے دوسرا محسوس ہو رہا تھا۔ چائے کی طلب شہ جے ہوئی تو وہ کچن میں چلی آئی۔ رات کا ایک  
 بج رہا تھا اسے کچھ گھنگ بھی محسوس ہوئی مگر کچھ دھندلے دھندلے کی طرف ہی دھنکی کوئی نہ کوئی کام تو اسے کرنا ہی  
 تھا وہ چاہے کے لیے پانی کر لیتے گی کہ آج بھر کے محسوس ہو جاہت میں بین دروازے پر چھ لاکھی کی جانب دیکھ

رہا تھا اس کی خوب صورت نئی آنکھوں میں حیرت کا نیا راج تھی۔  
 ”خیر عہد دانہ! تم اس وقت یہاں۔“ وہ فوراً اس کے قریب چلا آیا۔  
 ”ہاں سر میں جھڑپا ہے کادل جاہر ہاتھ تو۔“ مگر آپ تو لگتی شایعہ رات کا سونے کی کمرے میں تھی۔  
 ”تم تو دیر تک جاگے جاگے جاگے ہو۔“ اس نے اس وقت چائے بنانے آ جا رہا تھا۔ چلو آج نہیں کسی اپنے  
 ہاتھ کی چائے پیلو اپنے ہیں۔“ تیزی سے اس کے ہاتھ سے کھلی لیتے ہوئے وہ سکرارتے ہوئے بولا۔  
 ”نہیں میں بتا چکی ہوں ناں۔“ وہ فوراً سامنے چلا۔  
 ”مگر آن کر۔“ مہمان ہو، انجانے کرو کہ یاد کرو کی کہ کیا کمال کی چائے پیانی تھی کزن نے۔“ وہی  
 دوستانہ۔ وہ سب کچھ وہ سکرادی تھی۔ کچھ میری کھانسی بھی دیکھی جاہت کو کچھ یاد آیا۔  
 ”نہیں مجھے تم سے کیا بات ضروری بات کر رہی۔“ آپنی تنک پاپا چھاموٹ ہے۔“ وہ چائے بناتا ہوا نے بنا  
 اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولا۔ چائے کیوں اس کا دل دھڑکا تھا۔  
 ”کیا سادہ رہی ہے کہ دل دھڑکا یا نہیں لے چائے۔“ گھبراہٹ، شاپک پا جو بھی مگر ایک مسئلہ ہے۔“ وہ  
 شایعہ راجت کرتے ہوئے تھوڑب کھا کھا تھا۔  
 ”آپ صبح کے بات کریں۔ میں سمجھنے کی کوشش کروں گی۔“ اس نے وہ جاہت کے ہاتھ سے چائے کا  
 کپ لیتے ہوئے کہا۔  
 ”میں سمجھتی ہوں، آپ ہماری مہمان ہیں تو ظاہر ہے ہمارے خاندان کی ہی بھی جاؤ گی۔ ہمارے خاندان کی  
 کوئی جاہر میں ہیں جس کی ہمیں عادت نہیں ہے کہ میں جاہت کا کمرہ۔“ وہ دوا راز کا۔ دانیہ چپ چاپ  
 آتے بیٹھتی۔  
 ”کوئی تو میری نہیں۔“ بس امی، ابو اور دادو ہیں ناں ان کے لیے میں کہہ رہا تھا کہ نہیں آپنی میں وہ ہرٹ نہ  
 ہوں۔“ دانیہ چپ رہی۔  
 ”بنت اس اوکے۔ میں سمجھتا ہوں تمہارے لیے مشکل ہے بہت سوز نہ دو۔ کوئی بڑا لٹو نہیں ہے۔“  
 وہ فوراً بات ختم کرتے ہوئے بولا تھا۔  
 ”یادنی بڑی بات تو نہیں ہے، یہی کسی جاہر حضرت بھی جانی ہے مجھے بھلا کیا امتزاض ہو سکتا ہے اور پھر  
 میں کسی نہیں چاہوں گی کہ میری وجہ سے اس گھر کا کوئی فرد ہرٹ ہو۔“ سکرار کر لیتے ہوئے وہ جاہت کو  
 چائے کے لیے ٹھیک کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ نہ چائے کیوں وہ جاہت کو بے حد اچھا لگا اس کا یہ  
 کیرنگ اعزاز۔ وہ کمرے میں آیا تو اس کے کتل کی اسکرین میں تل بھڑکی تھی۔  
 ”احتیاطی کارنگ۔“ اس نے فوراً کال پک کر لی تھی۔  
 ”میں بڑا ہاتھ نہیں کوئی نہ گئے ہو تم۔“ وہ جاہت کے سلام کا جواب دے رہے ہوئے وہ لہو وہ دھن دیا تھا۔  
 ”ارے نہیں تپا یا ابو، ایک دو بجے سے پہلے نیند کہاں آتی ہے۔ آپ سنا میں طبیعت کسی ہے۔“ میٹ  
 ہوئے؟“ وہ متوجہ تھا۔  
 ”کل سے سٹارٹ ہوئی ہے طبیعت، ابھی ہی ہے ابھی کسی سے جاہت؟“ وہ دھم لہجے میں بولے تھے۔  
 ”بہت خوش ہے۔ امی، دادو اور دادو غصا ہے نا توں ہو گئی ہے۔ ان کی آپ کو تو بھوتی جا رہی ہے۔“  
 وہ طاق کرتے ہوئے بولا۔

”بھول ہی جائے تو چاہیے۔ کیا اس کے لیے بھڑ ہے۔“ دوا داس ہوئے۔

”اور کم آن تانا، میں شہزادے کی مذاق کر رہا تھا۔“ وہ بھی افسردہ ہو گیا۔

”چھاپا تذاذ چاہت ہے راولپنڈی سے اس کا؟“

”ہاں! اس موقع فون کرتے رہتے ہیں مگر دانیہ زیادہ تر سیل آف ہی رکھتی ہے یہاں۔ میں نے ورک بھی زیادہ تر

سورہت ہے۔“ دوا کشمیر میٹان دلائے ہوئے بولا۔

”اس کے رویے میں بہت ٹپک ہے تانا۔“ فوراً میری بات سمجھ گئی ہے وہ اور جن کے رویوں میں ٹپک ہو

دو رشتوں کو اتنی ہی جلد ہی قدر دینے لگے تھے سوڈنٹ وری۔ ”اس کے لکھے میں بلا کا لکھتے تھا۔

”ہاں، سچ کہہ رہے ہو، مگر پھر پیچھے سے دانیہ بہت بھڑا رہے۔“ اس سے بالکل خود کج سمجھ و درکھاناں میں

نے تو دنیا کو پرکھنے کی صلاحیت نکلی چنپ کی اس میں۔“

”تمہیں تانا دوا میرے خیال میں وہ بہت بھڑا رہے۔“ انشا ماطہ آپ مایوس نہیں ہوں گے۔“

”اچھا چلو اب تم جو ساؤنڈ خوار دانیہ پھر خود ہی تم سے راولپنڈی کروں گا۔“ وہ گڈ ٹائٹ۔“ وجاہت نے

محسوس کیا تھا ان کی آواز میں شہادت و استغنی۔

”اوکے تانا دانیہ! پتا خیال رکھیے گا۔“ اس کی بات مکمل ہوئی تھی۔ وہ بھی دل ہی دل میں

ان کی صحت کی دعا کرتا سونے لیٹ گیا۔

☆.....☆

”کیسی بھولانی؟“ چاہت کی آواز سن کر نہ جانے کیوں آج اسے وہ خوش محسوس نہ ہوئی تھی جو کچھ دن پہلے

ہوتی تھی۔ عجیب سی ہے کبھی یہ چھاری تھی دل پر۔ وجاہت آج بھی شہر واپس گیا تھا اور تب سے وہ اپنی اصل

اداسی کی کیفیت کو کوئی نام نہیں دے پا رہی تھی۔

”بیگم دانیہ!“ فون سے چاہت کی تیز آواز نے اسے سچ چڑھایا۔

”ہاں میں تیری ہوں۔“ وہ دھوئے دھوئے سے لکھے ہوئی۔

”آئی تو بار بار تمہاراں جا کر یہ بعد پریشان ہو کر یقین مانو میں بھی کچھ کم پریشان نہیں ہوں تمہارے لیے۔“

اس کی بات پر توجہ دینے کی بجائے وہ بار بار توجہ پھار کر پوچھ رہی تھی۔

”تم کو تو میں تمہیں لینے آ جاؤں۔“ ویسے بھی اب تمہی نہیں ہو۔“ اپنی مرضی کی انک ہو۔“ وہ جیسے اسے

اکسائے لگا تھا گردانیہ ہاں ہوتی تو سکتی۔

”چلو۔“ وہ پھر تیز ہوا۔

”چاہت! میں تم سے بعد بھی بات کرتی ہوں۔“ اس نے کال ختم کی اور ابھر چلی آئی جہاں دوا دانیہ اور

اکمل بیڑی دیکھی سے کارڈ کھینچے میں گن تھے۔

”دانیہ بیڑی! آؤ تمہیں جس جگہ کروٹاں۔“ انکل نے اسے دیکھتے ہی پکارا تھا۔

”تمہیں انکل! آپ لوگ انچوائے کریں۔“ میں ڈرافٹا کے پاس جا رہی ہوں۔“ اس نے زہری سے فٹنیں منٹ

کیا اور تیزی سے وہاں سے نکلی تھی۔ دل کا موسم انھوں سے چھلنے لگا تھا۔ یہ فیضا کے کمرے میں جانے کی

بجائے وہ دیکھا اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔

”جیسے کیا ہو گیا ہے۔“ کیوں میری نگاہیں اس کی شخصیت چلی جس سے میں ابھی ہر طرف واقف تھی

میں ہوں۔“ اس نے کھڑکی کے پردے سے پورے دروازوں پر دوا کر کے کھڑکی کی بکری ہوا سے بھگتے لگی تھی۔

”کیا وہ شخص آتا ہے جو ہو گیا ہے میرے لیے؟“ اس نے جیسے خود سے سوال کیا تھا۔

”جہیں صرف انھیں دکر گئے ہیں ہوں ان پر۔“ دانیہ نے جہان کے عمارے کے کاتھان تو ہی لیے اب ان کے

بہتر جیسے کیا ہیں محسوس ہو رہے۔“ اس نے دل کو ایک کر دوزی دیکھ لی۔

”دانیہ بیڑی!“ کیڑے خاتون کی نرم سکرانی آواز پر وہ چمک گیا۔

”آئی آپ۔“ اسے ہیٹ کی طرح انھیں اپنے قریب دیکھ کر وہی پر سکون سا احساس ہوا۔

”اچھا آؤ دوا میرے پاس بیٹھو۔“ اس کا ہاتھ قدام کر دیا سے ساتھ لے کر بیٹھ گیا۔

”مگر تمہیں سے کیا بات پوچھوں تو جیجی تانا کی۔“ دوا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولیں۔

”میرا رشتہ تو ان میں بہت ہے۔“ جھوٹ کیوں بولوں گی۔“ وہ کھڑکی۔

”جیسے آج ہی ان کا جیسے وجاہت سے جانے کے بعد تمہیں اس کی ہوتی ہو۔“ کہیں ان کو جس کی تمہیں اس کے بعد

ان کی بات سن کر رہی ہو۔“ گون کے اس قدر دور تر استعارے پر وہ دوا جی حیران رہ گئی تھی۔ ”تمہیں کتنے غلط محسوس ہوا

تھا اس کے بابا کی سچی بات۔“ وہ جو سوچتی تھی کہ یہاں سب لوگ ان پر حادہ تہذیب سے عاری ہوں گے اب

پہلوں کے لوگوں کے لوگوں کی سادگی، مائل طرف اور غلطی کی محترف ہوئی تھی۔

”تمہیں ان کی باتوں میں عمل میں وجاہت کے ساتھ سمجھا تھا تانا دانیہ تو ان کے جانے کے بعد جب ہی وحشت

کی عاری ہو رہی ہے۔“ دوا ان جیسے سے لوگوں سے جھوٹ نہیں بولنا چاہتی تھی، یہی صاف بات تانا تھی۔

”ہیں یہی غیر مت سمجھنا دانیہ۔“ ”انہوں نے اس کا کچھ مانے انھوں میں تھا جسے ہونے لگا۔

”تم سمجھو دانیہ یہی عزیز ہیں، یہ جتنے نفاذ یقین مانو میری سب اولاد کی طرح عزیز ہو گئی ہو، یہ کسی بھی کچھ ایسا

وفاقت نہ سچا۔“ انہوں نے محبت میرے لکھے میں لگا۔ دانیہ شرمندہ رہی ہو گئی۔

”اسے نہیں آئی! آؤ تمہیں سوری کر آپ نے اتنا محسوس کیا۔“ میں بھلا آپ کو لوگوں کی محبت پر شک کر سکتی

ہوں؟“ اس نے محبت سے کیڑے خاتون کے کچھ قدام لے۔

”اور تمہیں مانیں آئی! آپ جب میرے قریب ہوں تو مجھے میں سکون محسوس ہوتا ہے۔“ متا اور

محبت کا یہ پلاس احساس۔“

”خوش رہو بیڑی! اب چلو میرے ساتھ۔“ آج جہیں اور سب گھر والوں کو اپنے ساتھ سے پکڑے ہمارے

کھلائے ہیں۔“ انہوں نے سکرانے ہوئے کہا۔

”دوا ڈھونڈ رہی! کہیں میری بھی آپ کے ساتھ بیٹھوں گی۔“ دوا چلی۔

”یہ تو میری سب بات ہے چلو۔“ انہوں نے سکرانے ہوئے اس کے کال چھینا ہے تو وہ بھی سکرادی۔

☆.....☆

”کیسی بھولانی؟“ رات کے گیارہ بج رہے تھے اور وہ جو بیڑی پر چلی رہی طرح پاپا کو دکر کے آفسو بہانے

جاری تھی اس وقت پاپا کی کال پر اور رہی طرح ٹھہر گئی تھی۔ وہ کی ڈھونڈ میں یوں سرزد کی تھی۔

”دانیہ! کیا ہوا بیڑی! کوئی مسئلہ ہے وہاں۔“ وجاہت نے تھمارے پاس۔“ وہ بے طرح پریشان ہو گئے۔ دانیہ

کہاں کی آواز بہت عجیب سی لگی۔



ہاں کھول کر لکھا۔

”تم سب تو ایک ہیں۔ میں مجھے تو تمہاری فکر تھی ایسی سخت پریشان تھی تمہاری وجہ سے۔“ وہ سونے پر بیٹھنے سے پہلے بولا۔ ”ایسا ہے کہ ہمارے کونے پر بیٹھنا۔“

”تم خوش ہو کر پریشان ہو رہے تھے۔ یہاں ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ جیسا تم اور میں سوچ رہے تھے۔ بلکہ کچھ کو تو میں تو ان لوگوں کا بتاؤ اور غلاں دلچسپ کر دے ان ہوں۔ ایسے جذباتوں سے گنہگار لوگ میں نے اپنی پوری لائف میں نہیں دیکھے۔“ اس کا لہجہ عقیدت سے بھرا تھا۔ جذبات کو کچھ غلط ہونے کا شدت سے احساس ہونے لگا۔

”دو۔ تو ان لوگوں نے اپنی محبت میں رکتنا شروع کر دیا تھا۔ یہ صرف یہاں نہیں۔ تم سے تمہارے باپ کا حال بھی جاننے کے۔ انھیں کھول دینی تھی۔ یہ تو پوری طرح اس دلدل میں پھنس جاؤ۔“ اس نے ایک اور پتہ پکڑا۔

”خوشی ہو جاؤ۔ اب میں خود سے ان کی محبتوں پر شک کر کے خود کو دشمنان کر کے گناہگار نہیں ہونا چاہتی۔ ہر شے یہاں ہوتی ہی تھی، نہ دیا، نہ لیا، نہ کچھ بھی تھا۔ تو میں وہاں پہلی جاؤں گی مگر یہ بات تو میرے لیے۔ میں نے اب یہاں آئے جاتے رہنا ہے۔“ وہ کچھ پکے لہجے میں بولی۔ جذبات بارے میں کچھ بھی نہیں تھا۔

”جیسا تم چاہو ویسا ہو گا ہمیشہ دانی کر ایک بات سمجھو میں تمہیں یہ حد پیکر کرنا ہوں۔“ اندر آتے وہ جاہت کے قدم خود بخود رکتے تھے۔

”اور میں کی طور پر نہ تو تم سے بے خبر رہ سکتا ہوں نہ تمہیں یوں نہ تھے تجربے کرنے کے لیے چھوڑ سکتا ہوں۔ اگلے آگیا کچھ تو میں نے دو لوگ بات کرنی سے ان سے کہ تم دونوں انہیں سے ساتھ ہیں سب ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ چاہتے ہیں۔“ مزید کہہ کر اس کے پس سے ہار تھا۔ وہ تیزی سے پلٹ گیا تھا۔

”چیزیں جذبات اس بات میں نہیں پہلے ہی تھیں۔ میرا اس بات میں کوئی اعتراض نہ تھا۔ تم میں۔“ وہ سوجھ بوجھ سے بات نہ کرنا اور اس سے بتاؤ کیا لوگ میں اس کی لاتی ہوں۔“ اس نے دو لوگ کے لیے کہا۔

”تمہیں، میرا اصول ہے جس سے جتنی نہیں اس کے گھر کا نوازا نہیں کھاتا میں چلوں گا میرا بیٹا نہیں لکھا اور وہ سکتا میری بات پر فوراً نہ۔“ تیزی سے کہہ کر وہ کالیں ہاں پر نظر کیا تھا۔ وہ دیکھ کر لڑکی کوئی سوئی ہوئی نظر نہ لگتی تھی۔

”آپ جا رہے ہیں کل؟“ وہ لیپ ٹاپ پر کچھ کام میں مصروف تھا۔ وہ اپنے ہاں آئی۔ آج غیر متوقع طور پر اس نے خود وہ جاہت کو طلب کیا تھا۔ لاؤنج میں اس وقت وہ دیکھا گیا بیٹھا تھا۔

”ہاں۔ مجھے کچھ کام ہے۔ یہاں کچھ چاہیے۔“ سیدھی کے سے اس کی طرف دیکھ کر کہا گیا۔

”نہیں۔ سکر۔ میرا مطلب تھا۔“ وہ کچھ کہتے نہ تھے۔

”کیا مطلب ہے؟“ وہ مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”اسے خاموش کیوں ہیں وہ اپنی باتیں اکرنا سے کچھ کہہ دیں۔ وہ مجھے بہت کام ہے اور وہ بھی میری خوش فہمی بہت جلدی ختم ہوئی ہے۔“ سوائی جلدی کوئی نئی خوش فہمی نہ لے کر سوئی نہیں ہوں میں۔“ وہ کیا کہنا

تھا کہ وہ کچھ بھول گیا تھا کہ اس کے لیے کچھ نہیں اس کی آنکھوں میں چلن دے رہی تھی۔

”اور ہاں اگر آپ یہ کہنا چاہ رہی ہیں کہ میں آپ کو کچھ نہ آپ کے اس کزن کے گھر چھوڑ آؤں تو اس کے لیے آخر سہولت کیونکہ بتاوا ہے آپ کی ذمہ داری مجھے سونپی ہے۔ سو ان کے آئے تک تو اس بات کو بالکل بھول جائیں اور اب ذرا اجازت دیں تو میں اپنا کام دیکھ لوں۔“ اس کی ہمیشہ کی دوسرا نہ سکرنا نہ جانے کہاں غائب تھی۔ آج تو دانیہ کو اس کی آنکھوں میں جیب ہی اجنبیت نظر آ رہی تھی۔ وہ بات ختم کر کے دوبارہ بیٹھ کر اپنے کام میں مصروف ہو چکا تھا۔ دانیہ نے ایک گہری لٹکا اس کے چھوڑے ہوئے چھوڑ دی تھی۔ اس کے خفا چہرے کو دیکھ کر وہ جانتا تھا کہ اس کا بیٹا یہ خاموشی سے وہاں سے چلی گئی۔ وہ جاہت نے غصہ ہی سانس لیتے ہوئے لیپ ٹاپ پر کچھ دیکھا تھا اور دونوں ہاتھوں سے سر قلم کیا۔

بلکہ اس کی ایک دیکھ کر وہ اندر چلی آئی۔ کمرے میں اندر پر اچھلا ہوا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر بلب آن کر دیا۔ کمرہ روشن ہوا تو سب بھرا دلچسپ ہوتے گئے۔

”اس کی بڑی بڑی ہوتی تھا۔ ہر دیوار پر آؤں یہاں تھیں۔ ایک طرف چھوٹی سی رانگٹ بیل اور پھر بالوں جیسے پتلی کی سسائے میں رانا جانی کا بیٹا اور بیٹے کے بالکل ساتھ چھوٹا سا بلیک سیلف۔ دانیہ نے داد جانی کی طرف دیکھا جو بیٹے کے لیے کچھ پڑے ہوئے تھے۔ وہ بات بہت جلدی ہوئی ان کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔

”دانیہ! یہ کبھی طرح انہوں نے نہ دیکھے ہی اسے پکڑا لیا تھا۔“

”کیا اور جانی آپ بیٹھ بیٹھ پکڑا لیتے ہیں۔“ وہ زور سے اعجاز میں بولی۔

”انہوں نے سکرانے ہوئے کچھ چہرے سے ہٹا لیا تھا کہ بیٹھ گئے۔“

”چہ نہیں اگر جب تم آتی ہو تو مجھے لگتا ہے میرا اختیار اعلیٰ آگیا ہے۔“ وہ دانیہ سے بولے تھے دانیہ کا دل جھڑک گیا۔

”اب ایسا کیوں ہوتا ہے تو یہ نہیں مگر اس طرح میں یہ جان جاتا ہوں کہ دانیہ میرے کمرے میں آئی ہے۔“ انہوں نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ بھیرا۔

”آپ بہت محبت کرتے ہیں نا اپنے بیٹے سے۔“ دانیہ نے ان کا نرم صیغہ اچھا اپنے ہاتھوں میں تھا تے ہوئے کہا۔

”بہت۔“ اس کی وہ خود اعجاز نہیں لکھا سکتا۔ جب سے وہ کہا ہے مجھے چھوڑ کر میں تو کسی کو اپنی محبت کا جھڑکنا ہی چھوڑ دیا۔“ ان کی آنکھوں کے گوشے چمکنے لگے۔

”تو انہیں صاف کیوں نہیں کر دے داد جانی۔“ اس کے لہجے میں خود یہ غصہ تھا۔

”میں اس سے ناراض نہیں ہو سکتا دانیہ جیسا انکس اس نے جو کچھ ہمارے ساتھ کیا وہ بھی نہیں بھلا سکتا۔ اس نے سب کا دل دیکھا مگر اس کا سب سے بڑا قصور یہ ہے کہ اس نے زنی کی خراب کرنا ہے اس سے نہ یہ کہہ دیتی ہے مار دیا۔“

”جیتے کی مار دیا۔“

”میرے بچے چھوڑ کر اس کی انہیں نہیں دیکھا۔“

”اس کی دل میں کچھ نہیں تھی۔“ انہوں نے ایک اشارہ کر کے انھیں صاف کرتے ہوئے کہا تھا اور دانیہ ہارے بعد سے اس کی نہ پائی تھی۔



کاٹن کے سفید سوٹ میں بیٹھی کی طرح کھڑی کھڑی غصہ تھی۔ وہ چائے کے لیے پانگل تیار کرنا تھا۔ سب کو خدا حافظ کہہ کر وہ باہر نکلا تو دایہ کاڑی کے قریب ہی ٹھہر گئی۔ وہاں نے ایک نظر اس کے سر پر ڈالی تو کراڑی میں بیٹھنے لگا۔

”آپ نے کیا کوئی نئی بات یا کچھ پیو پھو؟“ تم مجھے میں کیا کیا۔ وہ بات نے اس بارگور سے اس کی طرف دیکھا، جھلک پائیں اور چھوٹی سرخ ناک اس کے روتے رہنے کی جگہ کی گاری تھیں۔ وہ جاہت کی ساری باراش ایک چل میں ہوا ہوئی تھی۔

”تم روتی رہی ہو؟“ وہ تیزی سے اس کے پاس آیا تھا۔

”یہ میری بات کا جواب نہیں۔“

”ان کے لیے کبھی بہتر لگے۔“ وہ رندہ اور بکھر جاتے۔ ”اس بار وہ جاہت نے فوراً وضاحت کی۔“

”کھیر سے پاپا نے کیا کیوں کیا۔“ میرے پاپا تو بہت ٹامس ہیں۔ وہ اتنے سارے سارے پیارے لوگوں کا دل کیوں دکھا گئے۔“ اس کی آنکھوں سے پھر آنسو جاری ہو گئے۔

”تمہارے پاپا کیج میں بہت ٹامس انسان ہیں مگر میں تو انسان ہی اس، مٹی سے بنے وجود سے قطعی نہیں ہوں کیونکہ فرشتوں سے ہوں؟“ وہ سکرانے ہوئے اسے سمجھانے لگا۔

”بھری۔“ وہ سکی۔

”میں نے تمہیں سمجھایا تھا کہ صرف اچھا سوچنا ہے۔ جو کچھ بھی ہو اسباب اللہ کی مرضی ہی اور اللہ کی مرضی کے بغیر ایک شے بھی نہیں مل پاتا۔ لو کے سوا بے پروا بندہ کرو تو میں نکلوں۔ ورنہ سارا راستہ تمہاری شوں شوں ہی بنی ہوئی۔“ اس کی بات پر وہ بھی ہنس دی۔

”بھس لا ٹیکے آ کر ٹولہ، اوکے لکے کھیر ہاں۔“ دوسری ہانگنی۔ جیسی وہ جاہت کے فون پر مل آئے تھی۔ وہ اندر چلی آئی۔

”دائے چٹا آؤ آجائے نی لو۔“ کینڈے خاتون نے اسے آواز دی تو وہ بھی ان سب کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ جیسی پریشان سا وہ جاہت دور تا دور اصرار کیا۔

”دائے۔“ وہ بڑی طرح چلایا تھا۔

”اللہ ترے کینڈے خاتون تو دل تمام کر دے گی۔“ دایہ بول ہی نہ پائی۔

”دائے جلدی چلو۔“ تھیں میرے ساتھ چٹانے۔

”مگر کیوں، خیر تو ہے نا؟“ کینڈے خاتون کھراٹے ہوئے لکے میں بولیں۔

”ہاں ہاں ای! بس کچھ ضروری کام ہے دائے کے پاپا کا۔“ وہ قہر دیتے ہوئے بولا۔

”پاپا آگے واپس؟“ دایہ خوشی سے ہنسی۔

”ہاں آگے۔“ چلو جلدی کرو۔ سامان چھوڑ دو بعد میں کوئی لے گا۔“ وہ شاید کچھ زیادہ ہی جلدی میں تھا۔ نصابہاگ کر اس کے لیے چار لے آئی۔ کچھ ہی دیر میں وہ لاٹری طرف رواں تھے۔ دایہ کا چہرہ وہ خوشی سے تیکا رہا تھا اور وہ جاہت کے چہرے پر صرف بے چینی کی رسم تھی۔

☆

پوس ہسپتال کے روم میں بیٹھ رہے بس لینے دیکھ کر کچھ میں پاگل ہوئے مگر جی۔ یہ اس کے سو پر اور جتنے پاپا تو نہیں۔ یہ تو کوئی بے حد کڑوا اور دھوکے سے بھرا زادی تھے۔ وہ انہیں بھلا سا حال میں کبے دیکھ سکتی تھی۔ جی جب سے آئی تھی مگر اسے جادہ ہی۔ وہ جاہت کو انہوں نے کسی کام سے بچا دیا تھا۔ سوئی الحال اسے تسلی دینے والا بھی کوئی نہ تھا۔

”دائے۔“ کوروری آواز میں اسے پکارا گیا۔ وہ ان کے حلقے قریب ہوئی۔

”اللہ کے کریم اور احسان صاحب کی وجہ سے جو کہ تمہیں ملا ہے وہ شاخ تہ کر دیا تمہارا بے رونے سے مجھے بہت دکھ ہوتا ہے یہ آسو پو پھلو۔“ دایہ نے فری سے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور دوسرے ہاتھ سے چہرہ صاف کرنے لگی۔

”آج صبح ایک بات مانو گی؟“ وہ پرسش بول رہے تھے۔

”میں نے آپ کی بات کب نہیں مانی پاپا۔“ وہ آنسو روکنے کی کوشش کرتے تھی۔

”میں۔“ یہ بات تمہاری زندگی کی سب سے بڑی خوشی ہے۔ سوچو گی تمہارا دل کب بھر دیا قرار پائے گا۔ تمہاری ہر خوشی کا سزا میرے دوائی۔“ انہوں نے کڑور کچھ میں کہا کہ ان کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔

”آپ کب تک میری پاپا میں آپ کی بات نہیں مانوں گی۔“ وہ دھیر سے دودی۔

”وہ جاہت سے شادی کرو گی؟“ وہ کلام سے بولے تھے۔ دایہ حیرت سے ان کا چہرہ دیکھنے لگی۔ دل جیسے جھٹکا ہی ہو لے گا تھا۔

”کیوں۔“ وہ جاہت۔“ اسے یقین نہیں تھا کہ وہ مانے گا۔

”وہ میری کوئی بات نہیں مانا۔“ جی سب انتظام کرنے لگا ہے۔ میں ابھی تمہارا نکاح چھوٹا چاہتا ہوں لیکن اگر تمہیں کوئی اعتراض ہے تو میں اسے منہ کر دوں گا۔“ وہ انہیں سمونے کے بولے تھے۔

”جیسا آپ مناسب سمجھیں پاپا۔“ دوسرے جھٹکا تھی۔

☆ ☆

وہ جاہت علی اور کلا داپس آتا دیکھ کر کبھی مگر دلاسے ہوئے تھے۔

”اگر دایہ کو داپس چھوڑنا تھا تو کم سے کم لینے تو دیتے، ہم تو کبھی طرح پریتے سے خدا حافظ بھی نہ کہہ سکتے۔“ کینڈے خاتون خفا خفا میں بولیں۔

”دادو چلی! کدھر ہو رہی؟“ وہ ان کی بات کی قطعی طور پر نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔

”اپنے کمرے میں ہی ہوں گے مگر بات کیا ہے؟“ وہ اس کی جلد باز دی دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

”میں تاتا ہوں ابھی، کچھ کام ہے ان سے۔“ وہ تیزی سے ان کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ دادا جان حسب معمول رہا تو کچھ چیز پر بیٹھے کتب پر بیٹھے میں صرف تھے۔

”دادو چلی! وہ ان کے پاس ہی زمین پر دوڑا تو وہ بکے گیا۔

”اگر سجدہ جاہت ابھی اس پر بیٹھ کر بیٹھو۔“ وہ سے ان زمین پر بیٹھا دیکھ کر حیران رہ گئی۔ بولے۔

”خمس دادو! بہت دیر ہو جائے گی۔“ مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔“ وہ ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔ زور ملی کہ وہ بے حد کھرا کھرا محسوس ہوا۔

”کیا ہوا ہے وہ جاہت اس ٹھیکہ تو ہے نا؟“ وہ پریشان ہوئے تھے۔

"جی کو، میں سن رہا ہوں۔" وہ اخبار سائیز پر رکھ کے اس کی طرف متوجہ ہوا جس سے کچھ قسطے پر ٹھہری انگلیاں روزے بھاری کی گلابی رنگ کے خوب صورت لان کے سوٹ میں وہ بے حد ٹھہری ٹھہری لگ رہی تھی۔  
 "کیا آپ اس شادی سے خوش نہیں تھے۔ میرا مطلب اگر آپ کی کوئی اور پسند ہے تو آپ۔" وہ کچھ کہتے کہتے رہی۔ وجہ بات اٹھ کر اس کے پاس چلا آیا۔  
 "اصل بات کہنے میں جا رہی تھی۔" وہ لب خل کر بولا تھا۔  
 "دانیہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔  
 "کیا مطلب؟"

"مجھے بات کو سمجھا کر اگر کچھ نہیں آتا سو واضح طور پر بتا دیتا ہوں کہ جب جاذب تم سے ملنے ہمارے گھر آیا تھا تو میں نے اس کی سب باتیں سن لی تھیں۔ میں جانتا ہوں کہ تم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو۔" حنیہ سے اس کا چہرہ بدلنے لگا تھا اور دانیہ ہمارے چہرے کی۔  
 "سو ڈونٹ وری ہیتم جب ہوا تو میں نے اس کا تھکا ہوا ہنسنے سے آزاد کروں گا۔" کہہ کر وہ چلا گیا تھا اور دانیہ ہیر کرتی چلی گئی تھی اسے لگا اس کے چہرہ گردنے کی اسے بے جاں کر دیا تھا۔  
 ☆.....☆

"ہمیں کسی سے سیدھے ہرگز نہیں جھی وجہ بات مل کر تم اتنی بات کو اسے اکیلا اچھے طریقے کے ساتھ سمجھ دو گے۔" دادو نے کوئی تیسری ایساں کے کان میں پھپھار دیا اور وہ بس ایک غصہ لگی غصہ لگی ساٹنے کھڑی بے نیاز ہی دانیہ پر ڈال گیا جس نے فوراً رخ پھیر لیا۔  
 اس شام وہ جب ناراض سا باہر گھر نکلا تھا تو اسے گمان تک نہ تھا کہ دانیہ روزانہ راجہ کو ساتھ لے کر گاؤں لگس جائے گی۔

دورات کو میرے گھر کو تو اسے نہ پتا کہ بے حد پریشان ہوا مگر چونکہ اسے اپنے قہر سے دیکھنے کی جگہ کو گھر سے باہر پھرنے کی توقع کے میں ملتا تھا دوسرے روز بھی دادو اور پاپا نے اسے طلب کر لیا تھا اور سب سے اس کی عداوت لگی تھی۔ سب کے سب دانیہ کی طرف تھے جس نے کہہ دیا کہ وجہ بات اس کے ساتھ خوش نہیں ہو دوسری شادی کر لے۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ رہنے لگی۔ مطلب سارے گھرانہ اس کے سر پر آگیا تھا لیکن وہ چپ چاپ اسے خود کچھ سمجھنے لگی تھی۔

"ہم تمہیں سوچنے کے لیے وقت دیتے ہیں۔ تمہارا بوجھ فیصلہ نہیں جتا دیتا۔ چاہے تک ہمارے ساتھ رہے گی۔" دادو جان نے فیصلہ سنایا تھا۔ وجہ بات نے ایک گہری اور غصہ پر ڈالی تھی۔ کسی کی آنکھوں میں پانی چٹکنا دکھائی دیا تھا وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلی تھی۔  
 وہ انہیں چلا گیا تھا اس کے بعد سے اس نے بس بائی سے ہی رہا ہے کیا تھا۔ حال اس کے پچھتاؤں پر بند کر دیا۔  
 "دانیہ اس کے اس قدر رشتہ پر ہنساؤ سے بھرے گئی تھی۔  
 ☆.....☆

آج آخری روز وہ تھا اور اس کا لکھی تک کچھ پتہ نہ تھا۔  
 "دانیہ بھائی،" وہ کمرے میں بیٹھی سوچوں میں تھی۔ جب فضا سے دھڑکنے والی جلی آئی۔  
 "وجہ بات بھائی آگے ہیں۔" فضا چلی۔ اس کی ٹانگیں چٹکنے لگیں۔

"کیا ہوا بھائی؟" اس نے محبت سے دانیہ کے ہاتھ تھامے تھے۔ دانیہ تو جیسے موقع کی تلاش میں تھی۔ اس سے لپٹ کر چھوٹ چھوٹ کر رو رہی تھی۔  
 "ہوا کیسے بھائی؟ دیکھیں بھائی وہاں آگے ہیں تو ضرور دادو جان کی بات مان کر ہی آئے ہوں گے۔"

فضا نے اسے تسلی دی۔  
 "جی تو اصل بات ہے فضا! میاں بوی کے درمیان قحط اخبار سے بنا ہے، جب اخباری بند ہے تو پھر دوسروں کے کام سے اس رشتے کو نہیں سہا سکتے۔" اس نے دانیہ کے سامنے تفصیل فضا کو بتادی۔  
 "مجھے پورا یقین ہے اس دن وجہ بات نے صرف جاذب کی بات ہی سمجھی۔ میں نے اسے کیا جواب دیا وہ نہیں سن پائے اور اس کی جاذب کی بات کو دل میں رکھ لیا۔ اب اگر میں انہیں سو بار بھی یقین کراؤں تو یہ کتنا جان کے دل سے نہیں نکلتا۔" وہاں بھی جی بے حد ہوا۔

دادو نے اسے باہر کھڑے وجہ بات کو خود پر بے حد حشر آیا تھا۔ انجانے میں وہ اس کو لڑی کو کتنی بڑی محبت سے دیکھ رہا تھا۔  
 "خارے دادو! میں بات کر رہا تھا۔" بھائی کے کان میں پھپھار دیا کہ وہ اب بھی ہے۔  
 "خوش فضا! مجھے بھی اس محبت نہیں چاہیے جس میں پہلے سے فضا کا کچھ بھیا ہوا۔ وجہ بات خوش ہیں مگر میں نے اس کو شرم سے یہ آخری فیصلہ ہے۔" وہ فضا کو کچھ حشر ہوئی کہ وجہ بات خوشی سے دانیہ کو لگا رہا تھا۔  
 ☆.....☆

دادو اور فضا محبت پر جا بجا ٹکراتے آئے تھے۔ فضا آگے بڑھ کر فضا اب وہ اکیلے ہی اداسی سے آسمان میں جاکر دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی جی کوئی اس کے ساتھ اٹھ رہا تھا۔  
 "چاہے چاہے؟" کوئی دوسرے جگہ نہیں بولا تھا۔  
 "ہاں۔" دانیہ نے خیالوں میں بے دھاری سے بول دیا۔  
 "تم دونوں؟" کسی نے دوسرے سے اس کا ہاتھ تھا تھا تھا۔ اب کی بار وہ بڑی طرح چپ کی تھی۔ وجہ بات اس کے بالکل پاس ٹھہر رہا تھا۔  
 "خوش نہیں لگتی چاہے آپ سے کچھ بھی۔" وہ ناراض ہوئی۔  
 "پھر مجھے ہی مجھ سے دو۔" وہ اس کے ہاتھ چھڑانے کی کوشش نہ کر سکتے ہوئے بولا وہ سوائے نظروں سے نہ چھینے لگی۔

"معاذی! اس نے دھیرے سے اس کا ہاتھ چھوڑ کے کان پکڑ لیے۔ دانیہ کو لگتی آگے وہ بھی سکر دیا۔  
 "کہتے جانتے کے لیے کچھ اور پسند ہی نہیں آتا سو چاہے چاہے کیوں نہ تو اس آسمان سے۔" سکر جاتے ہوئے اس نے شرم کی جگہ سے ایک ٹھنسی کی آگ لگی تھی جس پر سفید موم چلے سے بنا تھا سا چاند جھلکا رہا تھا۔  
 وجہ بات نے اس کا ہاتھ تھا اور وہ خوب صورت جہاز اس کے ہاتھ پر دھریا بھی فضا اور ایو پر آئے تھے۔ چاند نظر آگیا کہ شرم سے سارا مائل کو بچا تھا تھا۔ وہ سب بھی ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے تھے اور دانیہ کو لیں گے کہ ہاتھ تھا جیسے دانیہ میرے دانیہ کی جہاز کی جہاز پر آگیا تھا۔ اس نے سکر جاتے ہوئے جلی بند کر لی تھی یہ کچھ جاکر بھی جیسے اس کے ساتھ سکر گیا تھا۔  
 ☆.....☆

”کیونکہ ایک شخص نہیں ہے۔ دادو جانی! اقتدار ملی رہ رہے ہیں۔“ وہ مسک گیا تھا۔

”وجاہت؟“ کتاب بان کے ہاتھوں سے گر گئی۔

”وہ ضرور ہے جیسے دادو! انہیں سمجھ لیں، انہیں سنا لیں، انہیں معاف کر دیں، پلایز آپ بڑے ہیں، آپ ہی دل بھی بڑا کر لیں۔ ان کے پاس ہمیں دادو جانی، اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے۔“ وہ رونے لگا تھا۔ دادا جان چپ چاپ اسے دیکھ گئے۔

”خو کیا دانہ! وہی میری چٹائی ہے۔ میرے دل کی گواہی بھی تھی۔“ کچھ دیر بعد وہ بولنے لگا وجاہت! اثبات میں سر ہلایا۔

”مجھے لے جاؤ وجاہت! اسب کمر والوں سے کہو کہ تیار ہوں۔ ہم سب چل رہے ہیں۔“ انہوں نے انا کو شکست دیتے ہوئے فیصلہ کیا تھا۔ سچی انا ہی تو ہے جو رشتوں کو پاس آنے سے روکتی ہے۔ انہیں قدر اور شفقت نہیں بننے والی بلکہ اُن کی جڑیں کھولنی کر رہی ہے کہ اس انا کو زار سا پیچھے دھکیل دو تو رشتوں میں قربت خود بخود آجائی ہے۔ قائلے خود بخود بسنے لگتے ہیں۔

☆ ☆

بکلی نے ان سے ملنے کی دعا کی تھی مگر اب جب وہ تھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو گھٹی نہیں رہے تھے۔ ان سب سے یہ کہ سوچا تھا کہ اس طرح قسمت انہیں ملوے گی۔

”مجھے معاف کر دیں بابا! میں نے ایک اور خود فریبی کی ہے۔ میں نے دانہ اور وجاہت کا نکاح پر مصدقہ کیا ہے۔“ اچھے بابا کا ہاتھ تھا جسے وہ کسی بچے کی طرح سسک رہے تھے۔ کیونکہ خاتون نے فوراً دانہ کو خود سے لگایا۔

”مجھے معاف کر دیجیے۔ بھائی! اور بھائی۔“

”اقتدار ملی! اس کو دینا! وہاں بیٹیں بے حد عزیز ہے۔ تم اس کی نگہ نہ کرو، بس تم دل اور فکریں پر زیادہ دیکھو۔ جو نہ دو۔ اللہ سچا حکم کرے گا۔“ بابا نے اس کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ کے دباؤ کو بڑھایا۔

وہ ہلکا سا مسکرائے، دانہ کی طرف دیکھا۔ وہ نوران کے قریب چلی آئی۔ انہوں نے باری باری سب سے ہاتھ لگائے۔

”بابا! دانہ نے ان کا ہاتھ ہلایا تھا مگر اب اس کی پکار کا جواب دینے کے لیے احتیاطی نہیں رہے تھے۔“

☆ ☆

اقتدار ملی کو اس دنیا سے رخصت ہوئے دو ماہ سے زیادہ ہو گئے تھے۔ ذمہ لیا تھا جس کی طرف سے وہ اس ہونے لگی تھی۔ یہ مہمان شرم ہونے والے تھے۔ کسی کیونکہ خاتون نے اس بار اپنی کڑی موقوفی وجاہت کے ساتھ لاہور بھیجا تھا تا کہ اس بار اسے ہول کی بجائے کمر کا کون سیر ہو۔ وجاہت نے بہت نا اطمینانوں کے ایک بچہ بنی۔

آخر وجاہت بار بار اسے فون کرنے کی کوشش کرتا مگر وہ بار بار کال کرٹ کر رہتی۔ یہ ٹیکٹ تھا کہ بابا کی اس قدر اچھا تک سوت کے بعد وہ اور وجاہت دونوں ایک دوسرے کو اس کی تک اپنا جائز مقام نہ دے رہے تھے۔ بلکہ نہ جانے کیوں دونوں ہی کسی اُن دیکھے قائلے میں سمت کر رہ گئے تھے۔ دانہ نے واضح طور پر یہ محسوس کیا تھا کہ

وجاہت اس سے کڑا تھا کیوں ہی نہ تھکے گی۔

لاہور والے اگر نہ تھا چھوٹا مگر بے حد خوب صورت تھا۔ وجاہت نے آج ہی اسے بتا دیا تھا کہ یہ کہ اس نے خود اپنے ہاتھوں سے بکھیرنے کیا ہے۔ وہ دل ہی دل میں اُس کی پندار و سلیقہ کی قاضی ہوتی تھی۔ اسے کمر چھوڑ

کر وہ افس کے لیے لکھ گیا تھا۔

وہ فریض ہوئے کہ میں بھی آگئی۔ جسی اس کا فون بیٹھ لگا۔ اس نے دیکھا جواہت کا نمبر چکر رہا تھا۔ دانہ نے

کچھ دیر سوچا مگر بالکل کب کر

سج کیا ہے دانہ! اتن مجھ سے اس طرح دور کیوں بھاگ رہی ہو؟“ انکل کے جنازے میں بھی تم نے

مجھ سے بات نہیں کی۔“ وہ مضطرب

”مجھے کچھ ہوش ہی نہیں تھا۔“

”اس وقت وہی نہیں تھا مگر یہ جھپٹنے کی ہونے سے میری کال کاٹ دی ہو وہ؟“ تیز لہجہ تھا۔

”وہ اس لیے کہ میں اب تم سے بات نہیں کر سکتی۔“ وہ دھڑک بکھے میں بولی۔

”کیوں ایسا کیا، ہو گیا کہ اب تم سے بات نہیں کر سکتیں۔“

”میرا نکاح ہو گیا ہے۔ وجاہت سے۔“ اس نے گویا مچھڑا تھا۔

جواہت کی ”اوت“ کی تیز آواز نے اس کے کان بجا دیے تھے۔

”بات سے مطلب؟“ وہ ہار دانی سے بولی۔

”مطلب۔۔۔ وہی جی تم مطلب مجھ سے چھو رہی ہو۔ وہ صرف تمہاری چاہنا ہوا۔۔۔“

”پلایز جواہت! اس نے تیزی سے جواہت کی بات کاٹی۔

”میں نے اپنی ساری چاہنے اور ایک فرسٹ کے نام کر دی ہے۔ مگر بھی وجاہت مجھے اپنانے سے نہیں

کرے۔ سو اب مجھے ایسا کوئی ڈر نہیں رہا ہے ابھی میرے اور وجاہت کے پاس اللہ کا دیا ہوا ہاتھ ہے۔“

جیسا کہ مافوقیول رہا تھا اس کے لیے مجھے میں۔

”ذمہ لیا! اتن کیا! ابھی وہ میری ہاتھ چھیں پانے کے لیے۔“ وہ گالیاں بکتے لگا۔ وہ حیرت سے فون کو

دیکھنے لگی اور حیرت بکھتے ہوئے کال ڈسکٹ کر دی۔

”آئیے۔“ کتنے کتنے بہرہ ور تھے۔ جیسے ان لوگوں کے۔“ وہ حیران تھی۔ جسی اس نے وجاہت کی گاڑی

اغیر اس سے دھکی لی۔ دل کی ادوری لے کر چلا تھا۔ وہ تیزی سے چلی گئی اندر آتا وجاہت اسے دیکھ کر

ایک لمحے کے لیے راکھ قاضی کر گین بکے کان کے سوٹ میں اُس کا ٹھہرا ٹھہرا جیسے دل میں بسنے لگا تھا۔ وہ

نظر نہیں چڑایا۔

”جائے تازوں آپ کے لیے؟“

”نہیں میں اپنے کام خود کرنے کا مادی ہوں۔“ منجھوہ لکھ گیا کہ کہ وہ اپنے کام کی طرف بڑھ گیا۔

”کیوں وجاہت! کسی اور لڑکی میں تو اصرار تھا۔“ اس کا دل کانپا۔ وہ دل ہی دل میں اپنے غصے

کے لفظ ہونے کی دعا کرنے لگی۔

☆ ☆

آج ہی تھوڑا سا وجاہت کا روپ دیکھتا ہوا تھا کہ ایک اچھیتی تھی ان دونوں کے درمیان وہ

بچتا بھی میری سر اس کے ساتھ فریک ہوئے کی کوشش کر گئی وہ وجاہت کے کیوں پر وہ دستانہ مسکراہٹ میں ابھری

تھی اس کے خدشات دن بدن بڑھتے جا رہے تھے۔

”وجاہت! مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔“ پالا آفراس نے دو ٹوک بات کرنے کی فہان ہی لی تھی۔

## الغیر پاکستانی اور وطن سنیہا لور

آج عالیہ خاتون کے شوہر سہا ی شہید ڈاکٹر حسین تھا۔ کمر شہر آن خواتی کا اہتمام کیا کیا تھا۔ باہر کی چوہویریں بری تھی۔ سچ سے ہی کمر کا ماحول سوکار مر دانے میں ان کا بیاض علی انتظامات دلچیز با تھا اور کمر



کے اندر وہ کمال ضبط سے اپنی بیٹی شہرہ کے ساتھ عورتوں کے درمیان بیٹھی تھی۔ کمر شہرہ نے چہ رخ تھی۔ شام کو کارڈ ہو کر ملی بھی اپنی ماں اور بہن کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ شہرہ اپنے بھائی کو دلچیز کر پے اختیار اس کے گلے لگ کر روئے گی۔ ملی کی آنکھیں بھی چمک پڑیں اس وقت عالیہ شہرہ نے انہیں بڑی بہت اور مہر کے ساتھ سنیہا لور۔

”شہرہ بے یوں.....! ہر سال تم لوگ اسی طرح روئے ہو، تمہیں پتہ ہے ماں تمہارے بابا 1999ء کی کارگل کے محاذ میں اس پاک وطن کی عظمت اور شان کو بچانے کے لیے اپنی دین دشن آری کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ جب دشمنوں نے شمالی پیراڈوں پر قبضہ کرنا چاہا تو سارے



بہادر پاک فوجوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور سر پر علم پائے اس دن دشمنوں پر ٹوٹ پڑے، ان کا ڈنٹ کا مقابلہ کیا۔ اس محاذ پر ہزاروں پاک افواج کے جوان شہید ہوئے مگر افرائین آری بھی آخر کار ان کی بہادری اور شجاعت کو دیکھتے ہوئے انہیں Salute کرتے پر مجبور ہو گئی۔ ان کے سینے پر دشمن کی گولیاں پھینک کر تفرقہ جرات سا تھا اور ان کا خون تھری کی ٹم کے لیے زندگی کا امرت ہے اور پھر اللہ پاک بھی قرآن میں فرماتا ہے کہ شہید میرا نہیں بلکہ وہ زندہ رہتا ہے۔ تمہارے لہا بھی ہمارے دلوں میں زخموں ہیں اس عارضی دنیا سے ان کا نقش ختم ہو گیا مگر وہ جنت میں سب سے اونچے مقام پر اور آرام سے ہیں۔ تم لوگوں کے رونے سے انہیں تکلیف پہنچے گی۔ شہداء میرے بچوں! بہادر جوانان کی طرف اور تمہیں بھی ان کی طرح اس دکن سے محبت اور وفا کا ثبوت دینا ہے۔ پر قدم پر اس کی حفاظت کرنی ہے۔"

عالمی تنظیم نے یارے سمجھا ہے تو ہے کیا۔

عالمی ایٹمی ایس ایس ایس کو کچھ کر دیا۔ اسے یاد تھا وہ ستر اسی تک جب وہ صرف دس سال کا تھا اور اپنی چھوٹی بہن کے ساتھ اسکول گیا تھا۔ اس کے باپ کا کارگل جنگ کے محاذ پر گئے ہوئے تھے۔ ہر طرف سوکھری کی فضا قائم تھی اس کی والدہ ہر وقت جانے ناز پر اپنے بچے اور سہاگ کی سلامتی کے لیے دعا کرتی رہتی تھیں۔ اس دن جب وہ گھر واپس آیا تو کمرہ چا ہوا تھا۔ اس کے باپ "سپاہی ذاکر حسین" گھر آئے تو تھے مگر خفیوں میں بیٹھے ہوئے۔ اس بہادر سپاہی نے وطن کی عزت و حرمت بھانے کے لیے اپنی جان کا خطرہ نہ دیا تھا۔ سب لوگ انہیں عقیدت سے دیکھ رہے تھے۔ ان کے چہرے پر ایک الونچ چمک اور ایمان تھا جس سے پاک وطن کا فرض اتار دیا ہو۔ ہر کوئی جنہیں شہید کہہ کر پکار رہا تھا۔ پھر

انہیں پاکستانی پرچم کے ساتھ اس دھڑکی مالاں کے سپرد کر دیا گیا۔ اس وقت اس کے کم سن ذہن کو شہید کا مطلب سمجھنے میں آیا مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسے جب شعور آیا تو کیا تو اسے اپنے باپ پر فخر محسوس ہوا۔ وہ بھی اپنے باپ جیسا صاحب دھن اور جانور بنا جاتا تھا مگر اب ملک کے حالات، دہشت گردی، تعصب، کرپشن، رشوت، مہنگائی اور کراچی شہر میں چارٹ کلک کے واقعات نے اسے مایوس کر دیا تھا۔ وہ یہاں سے نکلیں باہر جا کر اپنی ماں اور بہن کے لیے کچھ کرنا چاہتا تھا۔ M.com کے اسے ایک سال ہو گیا تھا کہیں سے کوئی ملازمت کی امید تھی۔ پھر ہر وقت دہشت گردی، خوف و ہراس نے کراچی جیسے روشنی کے شہر کو اندھیرے اور مایوسی کی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

"مگر امی! اپا اور ان جیسے دوسرے بہادر پاک فضا سے کیا ہیں اور تو جوائوں کی پرائیڈ کی سطر ہے کراچ ہماری زندگی اپنے ملک سے ملے ہوئے ہے۔" چاہت بھی دیتا تھیں۔ مہنگائی آگئی تھی۔

جب بعد سے دیکھنے کے لیے 14 سال کے اپنے تمام خواہشات اور جذبات کو دھار کی تھیں اور پھر اس کے لیے قربان کر دیا مگر اس کا آپ کو کیا صلہ ملا؟ آپ تک آپ ہمارے لیے شہید کر دیں گی۔ اب آپ کی آنکھوں کی دنیا کی تصویر ہو گئی ہے اور نعرہ کے سرال دوائے کی شاخوں پر زور دے رہے ہیں مگر کوئی انتظام نہیں۔ اب تک ان کو تاتے رہیں گے؟

علی نے اپنی ماں سے مایوسی کی۔

"بیٹا! مایوسی کمر ہے۔ وہ اللہ کی پاک ذات جس نے 14 سال تک ہمیں سنبھالے رکھا۔ اب بھی وہی بہتر کرے گا۔ وہ تو پھر میں موجود کیڑے کو بھی رزق دیتا ہے۔ پھر ہم انسان ہو کر تاتے مایوسی ہیں؟"

"مگر امی!"

"ہمیں۔۔۔ اب یہ مایوسی کا ہاتھ چھوڑو۔ تمہارے باپ کو بھی تکلیف ہو گی کہ ان کی قربانی رائے ہو گی۔ چلو میرے بچے! میں نہ ہوں۔ اللہ تمہارا مستقبل اسی ملک میں روشن کرے گا۔ چلو تم ہاتھ دھو نرہ دینا کھانا کھاؤ۔" اس نے ان کو کھانے کے لیے کہا۔

"اب تک میں شہداء کی نماز پڑھ کر آئی ہوں۔" جب تک وہ اپنی غم انہیں ان سے چھپاتے ہوئے کمرے میں جاتا تھا۔

نرہ دینا اپنی سوچ پر متنبہ ہونے لگے کہ ان کی ماں کی صورتیں ہر وقت کے لیے مایوسی کے دائرہ واپس سے مایوس ہونے لگے۔ بے سوچ کر علی ایک نئے عزم ارادے سے اٹھا۔ اب اس کے بچے کو کون اور ایمان تھا۔ نرہ بھی اپنے بھائی کو خوشنود کر کے یہ سکون ہو گئی۔ وہ حقیقت وہ علی کو نرہ دینا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ باپ کے بعد وہی تو ان کا سہارا تھا۔ اس نے فرمایا بار بار، لاکھ بار محبت کرنے والے بھائی سے بہت محبت تھی وہ بھی بکن کی طرف کھانا لگا کر چل دی۔

"السلام علیکم"، چنتی ہوئی آواز پر عالیہ عیسٰی نے دروازے کی طرف دیکھا۔

"وعلیکم السلام؟" کان دہی بعد پھر لگا ہے طیارے۔ سب خیر تھے تو ہے مگر ہے؟ عالیہ عیسٰی نے اسے ساتھ لگا کر ہونے کیا۔

"تمی خالہ چالی! اب صرف تمی آج فارغ ہو کر سب Exam میں صرف کی۔ آج فارغ ہو کر سب سے پہلے آپ سے ملنے آئی ہوں اور یہ ماننے آپ کے کہ کچھ نہیں ہے۔ میں نے یہ خود بتائی ہے۔"

اس نے ابرو اچھڑا دیکھتے ہوئے کہا۔ عالیہ عیسٰی کی نظروں کا مقصد بھوکھ کر سکا ہے۔

"مادہ نرہ سے مل کر نوہوہ علی کے کمرے میں ہے۔" عالیہ عیسٰی کی بات سن کر علی کچھ عجیب ہو گئی۔ وہ دھڑکتے ہوئے بکن کی چابی نکلی۔ طیارے

بھی ملی کے کمرے کی طرف بڑھی۔ جہاں نرہ اس سے کہتا ہے بچت کر رہی تھی۔

"بیٹا! ہماری باڈی؟" اس نے اندر بھاگتے ہوئے کہا۔

"کون ان کی ہی کی تھی۔" علی نے منہ ہاتھ سے چھپا کر۔

"علی! اتنے بیری کی محسوس کی تھی؟ مجھے پتہ تھا تم مجھ سے بہت محبت کرتے ہو۔" اس نے جذبات میں آ کر کہا۔ اس کی اس حرکت پر جہاں علی چپ کیا وہ نرہ اس کی ہنسی لگ گئی۔ علی کا کس بھی بلر ہا تھا اس کے بے وقوف لڑکی کے منہ پر شپ لگا دے جوتھے روشن دیکھتے شروع ہو جاتی تھیں۔ خالہ نرہ کی خبر سے کسی چائے پانے کے بھانے کے بھانے وہاں سے لکل گئی۔ علی نے اس کی طرف گھورتے ہوئے دیکھا۔

"کیا ضرورت تھی اس نکلا اس کی؟"

"کون ان نکلا؟" اس نے اپنی آنکھوں کو مصیبت سے بھوکا ہے ہوئے پوچھا۔ علی کی نہ چاہتے ہوئے بھی ہنسی لکل گئی مگر اپنی ہنسی چھپاتے ہوئے صدمے سے کہا۔

"مجھے یاد ہے تم نے نرہ کے سامنے کی۔"

"اجہاد!" بھتی تو میں کبہ رہی تھی۔

تاؤ کیا تم مجھ سے بہت نہیں کرتے؟" اس کی طرف دیکھنے اس نے اسے اس کے کہا۔ علی اس کی بات سن کر لڑا جواب ہوا۔ طیارے اس کی خالہ لڑکی۔ وہ نرہ کی چھوڑ کر اس کا کمرہ تھا۔ جب وہ 6 سال کا اور نرہ 3 سال کی تھی تو خالہ کے گھر شادی کے پہلے 5 سال بعد یہ سن سوتی صورت والی لڑکا اللہ نے بھیجی۔ وہ دونوں اس کے دیکھنے تھے مگر علی کا تو اسکول سے آنے کے بعد سارا وقت بھی پڑی کے ساتھ گزارا۔ ہر وقت اس کے چھوٹے چھوٹے گلہ بان آتوں کا چھوٹا سا۔ اس نے اپنے بھلے دے دیا اس





”انکھل! پھر کیا پائے تمہیں مانگو کچھ مہدولت سے کیا آگتا ہے؟“

”بس عالی جاو! کچھ خاص نہیں مجھے اور ملے گا کہ اجے سے ریٹائرمنٹ میں داخل اور ہونیک کے خوب صورت سے ڈرامے۔“

اس کے لیے صرف محبتوں کے رنگ تھے۔ فوراً فطری  
جسکا لیں اس وقت ملے کہ یہ شرمیلی، شرمیلی لڑکی بہت  
پیاری لگی۔

اسے رخصت کرتی تھیں۔  
 آفس سے واپسی میں آج وہ بہت خوش تھا۔ اس  
 کو بیلری کے ساتھ ساتھ آج بائیک بھی ملی تھی۔ وہ

اس کے قناب میں کسی کی طرف ایک اور دھماکا لگا اور ہزاروں معصوم بچوں، عورتوں اور مردوں کے ساتھ وہی فقرہ اہل بن گیا۔ خوف و ہراس، خون، آلود جسم، آلود پکا، بچوں کی سکائیاں، عورتوں کی جینیں، ایسویٹس اور پیس سازن کی آواز، ہر طرف ایک قیامت کا شہرہ۔

مرضیہ کی اسی

رحمت برکت جمع کرو...

# روح افزا



اور کیا چاہیے!



۱۔ انسان غل گیا۔  
 "اللہ خیرا" عالمی تنظیم کا چنے ہوا ہے۔  
 اس منظر نے انہیں بھی حیران کیا۔ وہ ہیں دل  
 قلم کے کرکٹیں۔ ملیز سے گھر والوں کو بھی خبر ہو  
 گئی تھی۔ وہ سب بھی وہاں پہنچے۔ ایک مے میں وہ  
 ہنستا ہنستا گھر اپنے گھر میں صبح ماتم بچھ گیا ابھی تو  
 ان کا بیٹا ملازمت سے لگا تھا۔ ابھی تو اسی کی زندگی  
 میں خوشیوں نے دستک دی تھی اور خالوں نے ایک  
 اور ہنستا ہنستا گھر اجاڑ دیا۔ ابھی تو غم کو آنکھوں  
 نے سہاگ کے جڑے کا خواب دیکھا تھا۔ ملیز سے  
 کے دل نے ملی کی محبت کا یقین کیا تھا شرہ کے جھیز  
 کی جھیزیں اور ملیز سے کے لیے چاہے خرچ کیا گیا  
 لاکھ اور ملی کے سین دل پر سیاہی کستی پلائی پر جم  
 جو اب خون آلود ہو چکا تھا۔ سوال کر رہے تھے کہ  
 آخر کیا قصور تھا اس معصوم بچے کا؟ کیا اسی لیے اس  
 کے پاس شہید ڈاکٹر حسین نے اس ملک کی آن بچانے  
 کے لیے اپنی جان کا نذرانہ دے دیا تھا۔ کارگل  
 جنگ میں وہ تو دوسرے فوجیوں کے ساتھ اس کا  
 بیابان برین کر گئے تھے اور آج اپنی بدامنی ہے کہ ان  
 کے جواں بیٹے کو اپنے ہی ملک میں اپنے ہی لوگوں  
 کے درمیان خفہ نہیں، گراہی جو چاہئے قاتل کا شہر  
 ہے، اپنی باپوں میں سب کو بغیر کی ذات، پات  
 اور صوبائی تعصب کے اپنی پتا میں لے لیتا ہے۔  
 پھر آج اس شہر کے ایک معصوم شہری کو تعصب کے  
 نام پر ایک دشمن حاصر کو مار کر کیا ملا؟ ایک بیوہ ماں  
 کی زندگی بھر کی تنگ پوٹی، ان کے سہارے کو بچپن کر  
 کس جذبہ کی تسکین ہوئی؟ ایک بہن کے شادی  
 سے پہلے ہی اپنے کادھک کس کو بتایا جائے؟ ایک  
 معصوم لڑکی کے خوابوں کو توجہ کس کی آنکھوں کو  
 اندھروں کے پردے کو نہ کس کو بتایا جائے؟  
 اور ملی کی ملی آنکھیں سوال کر رہی تھیں کیا میرا

☆☆☆

## دوہ کی مٹی گڑا رہا

رات کا ایک بیج رہا تھا۔ نیمر کی دیوی اس کی آنکھوں سے روٹھ کر نکلی اور جا بھی گئی۔ وہ دنیا جہاں کا خوف و ہراس آنکھوں میں سیٹیلے دل میں اٹھ کا ورو کرتی دروازے کی دلیز پر پختیس اپنے اگلے



sv3 will be ok. نیس سرا اور۔ اس کے کانوں میں موسیقی کی آواز گھرائی۔ وہ شاید کسی سے ملنے پر رابطہ کیے ہوئے تھے۔ اسٹیڈی میں جانے کے بجائے وہ وہیں بیٹھ کر موسیقی کا انتظار کرنے لگیں۔

چونکہ موسیقی ایک اعلیٰ جہز آئی ہے۔ اسی لیے وہ ان کی روشنیوں سے وہی طرح واقف تھیں۔ آج کل ان کی پہلے سے برقی ہوئی سمرفیٹ اور کچھ مفلکوں سر کر رہا اس کے لیے پاس پر بیٹانی بنی ہوئی تھیں۔ اگرچہ ہزار ہا موسیقی انہیں ایک سے بڑھ چکے کے بارے میں بتا کر اپنی طرف سے عمل طور پر مطمئن کرنا چاہتا ہے، کچھ تھوڑا جہاں کے دل میں کھٹک رہا تھا۔ کچھ تھوڑا اسے کی مٹی کی شکل دے رہا تھا۔

اسی لمبے لمبے نے ہاتھ میں برقی کیس تھا ہے موسیقی کو بچ دینی دروازے کی طرف بڑھتے دیکھا۔ ”اس وقت کہاں جا رہے ہیں آپ؟“ وہ تنگی چہرے پر کھائے تھیں سے موسیقی اور دروازے کے وسط میں اٹھ کر بیٹھی۔

”آئیں سے پاس کا فون آیا ہے۔ ایک آر جٹ سینک اینڈ کرنے کے سلسلے میں مجھے وہ دن کے لیے لاہور جانا پڑے گا۔ تم دعا کرنا اس بارڈل میں میرے حق میں ہو، میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سبب ہوئے ہیں میں۔ ہاتھ تاروں کا خزانہ تھے والا ہے۔ پھر ہم اپنا بڑا بیگ لیں گے، بچوں کو سب سے بچے اسکول میں داخل کر دائیں گے۔ بھی نہ ختم ہونے والا چیک ٹیبلٹس، گاڑیاں تو کر چا کر سب ہو گا ہمارے پاس۔“ وہ کتنے حسین خواب میں رہا تھا۔ اس کی ہر کی سیاہ آنکھوں میں اس کی چنگ کی گواہی دینا چاہتی تھی۔

”کہاں سے آئے گی انہی دم، کیا کرنے والے ہیں آپ؟“ موسیقی کچھ تھوڑی تھیں کر رہے تھے۔ کسی اندیشے کے تحت بالآخر انہوں نے دڑتے ہوئے

ہرگز رہا تھا نہیں مزید اذیت سے داد چا کر رہا تھا۔ تیس سال پہلے ہی یہی چیز تھا۔ یہی دن تھے اور یہی پادری برس رہے تھے۔ جب انہوں نے وطن کی محبت میں سر ہٹا دیا تو اپنے چار سالہ بیٹے اور شوہر کی قربانی دینی کی گھر زبان پر بھی کوئی شکوک نہ آنے دیا تھا۔ انہیں شہید کی ماں اور بیوہ دیکھے جانے کا اعزاز حاصل تھا۔ بڑا دل تو وہ اب بھی نہ تھیں۔ اگر وہ بڑا دل ہو تو وہی کچھ کھڑی سہارے کو وطن کی رکھنا ہی کے لیے نہ تھیں۔ ان کے تو ایک ایک میں وطن سے محبت کی خوشبو روپتی ہوئی تھی۔ جیسے حب الوطنی کے سارے چہرے ان پر ایک قسم سے جمے تھے۔ انہوں نے تو گویا اپنی زندگی بھر اپنے وطن پاکستان کی راہ میں قربانی کرنے کی ضمانت دی تھی۔ پر عمر کے اس لمحے میں اگر وہ گھر واپس آ جاتی تھیں۔ اب وہ اپنی آنکھوں کا نور کھٹا نہیں چاہتی تھیں اس کی بڑی بڑی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ مین اسی سے پاس اپنی پوری آپ وہاں سے گرجا اور ان کا ذہن حال سے کٹ کر نہیں دور ہو سکتا۔

☆ ☆

اگست کا پہلا ہفتہ تھا۔ آسمان پورے جوش و خروش کے ساتھ زمین پر پارش کے نئے نظروں کی صورت میں اپنے موسیقی پر سار رہا تھا۔ وہ تھا فو قہ آسمانی جلی کرنا چنگ کے ساتھ رات کے گھپ اندر سے میں غل سا پڑ کر رہی تھی۔ اس طوفانی رات میں اس کی آنکھوں کے تارے جدا اور جڑ ہمارے خوف کے ان کے ساتھ لپٹ گئے۔

موسیقی کو کمرے میں نہ پا کر وہ پریشان ہو گئیں۔ ”اس وقت کہاں جاتے ہیں؟ وہ بچوں کے سر پر شفقت سے ہاتھ چھیرتی سوچتی ہوئی اٹھ کھڑی ہو گئیں۔ اسٹیڈی روم کی بجلی ہوئی لائٹ موسیقی کی وہاں پر موجود کی کچھ تاریکی تھی۔ دیر سے دیر سے قدم اٹھائی وہ اسٹیڈی روم کی طرف بڑھنے لگیں۔

اپنے دل کی بات کہہ دی اہلی۔

”میں صرف آم کھانے سے غرض ہوتی جا ہے، میرے لئے یہ جہاں کر داور گردہ کو میری اپنی سنت کی گمانی ہے چوری یا دیکھ کر کے نہیں لارہ۔“ وہ ایک لمحے میں بڑبڑا تھا۔ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے ہوئے سے کھینچا۔

”سوی! اللہ کا دیا سب کچھ ہے ہمارے پاس، کبھی کسی چیز کی کمی نہیں ہوتی۔ میں تو اللہ کا شکر ادا کرتا جا ہے۔ وہ جتنا اپنی مرضی سے عطا کرتا ہے، بندہ کو اس میں خوش رہتا جا ہے۔ بعض اوقات زیادہ اونچا اڑنے کی کوشش بھی نہیں خاک میں ملا دیتی ہے اور پھر ہمارے ہاتھ کچھ نہیں رہتا سوائے چھتہ اور مایہ کی جو ہم نے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے ہی مقدر میں لکھے ہوئے ہیں۔ سیر حال کچھ بھی کرنے سے پہلے میرا نہ کسی پر اپنے بچوں کا ضرور سوچا کچھ گا۔ انہیں آسان سوں سے نہیں زیادہ آپ کی ضرورت ہے۔ اللہ کائنات کے پیکر میں آپ کی پستی ہوئی ضروریات آپ اور آپ کے بچوں کے مانتے راز نہ ڈالی ہیں۔“ شب کے ٹھونڈی کر دھوئے غسل نہائی کہہ پائی۔

”کچھ تو تک ان کے درمیان خاموشی چھائی رہی۔ دردمیں ڈوبی خاموشی۔  
”جانا ضروری ہے؟“ پوچھ کر کہیں لکھے میں نہ چاہے ہوئے بھی وہ پوچھ نہیں۔  
”موسیٰ جواب دروازہ کھولنے ہی والا تھا چلے بغیر بولا۔

”ہاں؟“  
”پارٹی ابھی ختم نہیں ہے۔“  
”جانتا ہوں۔“  
”پارٹی ختم لینے دیں۔“ اس نے کسی امید کے قوت کہا کہ شاید اس کے دل میں دم نہ جائے۔  
”کیا فرق پڑتا ہے، ڈوبنے کی ہے۔“ دروازہ کھول

کر اس نے قدم باہر بڑھاتے ہوئے کہا۔ موسیٰ نے اس قدر دیر نہ کی کہ اس کی ٹانگیں جھینکے لگیں۔  
”سہیل۔“  
”میں نے سب کی بارسی کی آواز میں شوقی تھی۔“  
”مجھے بھی دور تو نہیں جائیں گے ناں؟“ وہ بچوں کی مصیبت بھی نہ سمجھتا ہوئے بولی۔

”شانزہ! مجھے اچھی زخمہ رہتا ہے۔ تمہارے ساتھ بچوں کے ساتھ ہوئی تمہاری تمہیں سینے ہوئے۔ تمہاری جاہت کے رنگوں میں رہتے ہوئے، زمکی تو کیا موت بھی مجھے تم سے دور نہیں کر سکتی۔ اپنا اور بچوں کا خیال رکھنا۔ میں جلد ہی لوٹ آؤں گا تم دروازہ کھول کے بند کرو۔“ وہ پیار بھرے لہجے میں اسے کہتا کہ رہا چلا گیا۔

باہر میں روڈ پر سیاہ سرباز پر اس کا انتظار کر رہی تھی۔  
اس کے والہانہ انداز پر وہ حیرت میں جا اسٹریٹ لائٹ کی روشنی میں جب تک موسیٰ کی گاڑی کو ٹھکری رہی جب تک وہ لگا ہوں سے اوچھل نہیں ہو سکتی۔

☆ ☆  
آج چوتھی تھی۔ اس کے دونوں بیکر گوشے پر تھے۔ وہ دروازہ کھول کر باہر سے برسیں کر کے چٹ کر رہی تھی کہ ہانچ مارا، سروا ہاتھ میں ٹوٹ جٹ اٹھا۔  
”مما! اٹھ جا۔“ اس نے اس میں یوم آزادی پر ایک تحریر کی مقالہ ہے۔ آپ میری مدد کریں گی تاکہ میں ہمیشہ کی طرح اس بارسی خرسٹ پوزیشن لے سکوں۔“

”ہاں بیٹا میں ضرور آپ کی مدد کروں گی۔“ وہ اس کے ہاتھ پر دھاری سے بوسہ دیتے ہوئے بولی۔  
”اوکے ممما! پھر تائیں پاکستان کا مطلب کیا ہے؟ اور ہم یوم آزادی کیوں منا رہے ہیں؟“ ہاتھ میں بیٹن لیے وہ ٹوٹ جٹ کھول کر بیٹھا۔

”پاکستان کا مطلب ہے، پاک سرزمین یعنی پاکیزہ لوگوں کے رہنے کی جگہ۔“ وہ اسے آسان لفظوں میں سمجھاتے ہوئے بولی۔  
”ممما! پاکیزہ لوگ کیسے ہوتے ہیں؟“ وہ آنکھوں میں تجسس لیے پوچھنے لگا۔

”ایسا انداز، خاص، خلوص ہانچنے والے دوسروں سے منفرد، مثبت سوچ، لیے ہر ممانی کا خاتمہ کرنے والے، داپے ہوئے جن پاکیزہ لوگ جو اللہ کے بہت نزدیک ہوتے ہیں۔ اللہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں۔“ جو بھٹ بولے جن نہ چوری کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ پاکیزہ لوگ مرتے دم تک اپنی اپنی سے دعا دہی سمجھتے ہیں، اپنی جان کی پامانی نہ کر سکتی اپنے پیارے وطن اور وطن میں رہنے والے سے تو لوگوں کی حفاظت کرتے ہیں۔“

☆ ☆  
”ممما! دعا کیسے کا میری خرسٹ پوزیشن آئے۔“ وہ اسے اس کی دین تک چھوٹے چھوٹے چھوٹے نے اس کا ہاتھ چھاتے ہوئے کہا۔  
”اوکے بیٹا! تمہاری دعا میں آپ کے ساتھ ہیں۔“ وہ بھٹ بولے لکھے میں بولی۔  
”آپ کا دعا دہو رہا ہے ناں۔“

”ممما! میں وعدہ کرتا ہوں میں اپنے وطن کی لاج رکھوں گا اور اس پر کسی آنچ تک نہیں آنے دوں گا۔“ وہ کل والے الفاظ پھر سے دہراتے ہوئے بولا۔

”پاکیزہ دعا دہو آپ کو بھی کرنا پڑے گا۔“ وہ ہاتھ چھڑا کر اس کے سامنے اٹھا ہوا۔  
”آپ بھی اپنی آنکھ میں ایک آنسو تک نہیں آنے دیں گی۔ آپ کو بھی ہیں نا جو وطن کی خاطر جان دیتا ہے اور نہیں مرنے دیتا۔“ شہید ہونے سے اور شہادت کا رتبہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ کر ہے۔ آپ کو بھی مجھ سے ایک وعدہ کرنا ہو گا۔ جب بھی میں آپ سے کیا وعدہ پورا کروں گا تو آپ بھی میرا وعدہ دیتے رہیں۔“



کر کھڑا کرتے ہوئے بولی۔ ضبط کے سببی سلسلے اس پر  
 تو ختم تھے۔  
 ”جائیں اس مٹی سے کیا وعدہ پورا کریں۔“ ہو  
 نرم لہجے میں بولی۔  
 ”جاننا ضروری ہے۔“ وہ ہنسل خود کو اکٹھا کرتا  
 ہوا ہوا۔  
 ”اے۔“ اس نے پوچھ لیا۔  
 ”طوائف ابھی جا رہی ہے۔“  
 ”جانتی ہوں۔“  
 ”پارٹی ختم تو لینے دو۔“ اب کی بار اس کے لہجے  
 میں شوخی تھی۔ اس نے راکھ ہونی آٹھوں سے مٹی  
 کی طرف دیکھا۔ دم لہجے میں بولی۔ ”کیا فرق پتا  
 ہے ذرا مٹی یا پلاسٹر ہے۔“  
 وہ اب دروازہ کھول چکا تھا۔ اچانک کسی خیال  
 کے تحت وہاں سے ہٹا۔  
 ”سنو! آجھ سے دور تو نہیں چلی جاؤ گی؟“ اس  
 کا بھیر بھیر ہوا تھا۔  
 ”کون کہتا ہے دوریاں ہمیں تنہا کر دیں گی۔“  
 دوری صرف وجود کو الگ کر سکتی ہے اور دل دلوں کا  
 کیا ہے۔ دلوں کے رشتے تو کسی دوری کے محتاج نہیں  
 ہوتے۔ ہمارے وجود ساتھ رہیں نہ رہیں پروں کی  
 جہاز میں ہوگی۔ میں وعدہ کرتی ہوں مٹی میں شرم کا  
 رشتہ ہمیشہ جوڑے رکھوں گی۔ اس پر بھی شرم تک  
 نہیں آتے دور کی جنہیں لاچ رہی ہے اپنے نام  
 کی۔ اس وطن اور اس سے بڑی پاکیزہ مٹی کی۔ یہ  
 بات ہمیشہ یاد رکھنا۔ ”جس نے ایک انسان کی جان  
 بچائی اس نے کوئی پوری انسانیت کی جان بچائی۔“  
 آنسو ڈھکی آنکھوں سے ہنسل رنہ چھیر کر اس  
 نے اپنی آنکھوں کی نئی صاف کی۔  
 ”مرنا کس کو کہتے ہیں میں نہیں جانتی ہر آج کے  
 بعد جو تم جیو گے وہی تمہاری اصل زندگی ہوگی۔“ آنسو  
 آپ کی آپ کا لوں پر ٹوٹ گیا۔

چتر پوئی آنکھوں میں وہ ضبط کی شدت کی بیکاس  
 لیے انہیں سرے میں کھو گیا۔  
 ☆ ☆  
 ”آؤ میرے بچے، مبارک ہو آج کے بعد تم  
 ہمیشہ کے لیے کامیاب ہو جاؤ گے۔ اس مٹی کے پورا  
 ہونے پر جنت تمہارے نام لکھ دی جائے گی۔ تم نے  
 جو راستہ چنا ہے بالکل درست راستہ ہے۔ یہی بہت  
 نہ بار اپنے اس فیصلے پر قائم رہنا۔ ملک میں بڑے  
 ہونے کتاہوں کو کم کرنے کے لیے ان کا وہ کارکنوں  
 کو کھانا لگنا بہت ضروری ہے۔ جرم میں ملوث  
 لوگوں کو تھم کر کے تم سب کو چھوڑا۔ اس کی جتنی خوشی  
 دو گے۔ ملک سے بڑے لوگوں کا عقابا بہت ضروری  
 ہے۔“ دھت گردی میں ملوث اس گروہ کے سر فخر  
 نے میدان کفر سے کہتے ہوئے کہا۔  
 ”میں وعدہ کرتا ہوں اپنے وطن پر آج نہیں آئے  
 دوں گا۔ میں جرائم کا خاتمہ کر کے اس مٹی سے کیا  
 وعدہ ضرور رہا ہوں گا۔“ سر فخر کی آنکھوں میں ستارے  
 اٹھ رہی تھی اور ہوتی مٹی کیوں ڈال وہ کئی آسمانی  
 موی جیسے جاتے تھے۔ مصعب کو کھول کر پورا اور اسلام  
 کے نام پر بے خوف بنا رہا تھا۔  
 ”مٹی کو موت کو بہت بڑے گناہ سے بچا گیا تھا۔  
 کے وقت اس کی آنکھ کھلی تھی۔“ شہنشاہ نے کہا۔  
 اس سے مراد ہے لازمی اللہ کی اللہ اور یاروں  
 میں سے ایک ہر مائی کی۔ وہ کی اپنے بندے کو جتنے  
 قسم و طرح سے دیکھ رہے وہ غور ملاحظہ کیا ہے۔  
 ”آپ فکر نہ کریں سر! برائی کے خلاف لوگوں  
 کے جرات مندانہ اقدامات کا جو خواب ہم نے دیکھا  
 ہے میں اسے ضرور کامیاب بناؤں گا۔ پاکستان کی  
 پاک سرزمین کو بڑے لوگوں سے پاک کرنا ہی ہو گا  
 تاکہ تاریخ میں ہمارا ملک دین ستارا بن کر پیش  
 آئے۔“ شہنشاہ کا رہا۔ اللہ! آجھ سے اچھا نہ ہو سکتی  
 ہوں وہ صاف گردے۔ میرے مالک میری

قول فرما کر شہادت لا رہا اللہ۔“ بیکہ آزاد میں  
 بکرتے اس نے اپنے بائیں ہاتھ میں موجود ریوٹ  
 فکٹرول کاٹیں دیا۔ کچھ دیر میں ایک زوردار دھماکا  
 کی آواز کوئی ایک ساتھ کی جھپٹیں انھیں مٹا دیں  
 اور پھر ہمیشہ کے لیے سکوت چھا گیا۔ ہماری ہر کم  
 دھماکا فخر ہوا کے سینے سے زمین میں کی فٹ گہرا  
 گڑھا بن گیا تھا۔ زخمی ہاتھوں میں قید مٹی کو وہ آزاد  
 کرتے ہوئے کھڑکی ہوتی آزاد میں کہنے لگا۔  
 ”وطن کی مٹی کو اور ہونا۔ دیکھ میں نے تم پر آج  
 تک نہیں آنے دی۔ اپنے جان کا خدا نہ پیش کر کے  
 میں نے تو مٹی جان بچائی ہے۔ دیکھ میں نے تیرے  
 دین کے سرور پر خاتمہ کیا۔ تم غلام دیئے جانا۔  
 میرے مالک تیرا غلام بن کر کھڑے ہوئے مجھے اس  
 واسطے۔“ شہنشاہ نے آج وطن سے محبت کا فرض چکا  
 رہا۔ شہنشاہ کی ہر ایک بات پر وہ شہنشاہ کی ہر  
 جاننے کا خوف۔ وطن کی مٹی کو وہ۔“ زندگی کا قتل  
 وقت کیا تھا۔  
 ☆ ☆  
 پادری برس رہے تھے۔ صبح 14 اگست کی۔ اس  
 نے اپنی جان کے رملک کو ایک کی روشن دنیا کی امید  
 دی کی۔  
 مٹی اور جزو مفید لیا اس پہنے کسی بیز سے میں محم  
 رہے۔  
 ”مما! ہم نے وطن سے کیا اٹھا وعدہ کیا کر کے  
 دکھایا۔ اور اللہ نے ہمیں اپنے پاک لوگوں میں شامل  
 کر لیا ہم یہاں بہت خوش ہیں۔“ رات کے جانے  
 کس پہر اس کی آنکھ کھلی تھی۔ مٹی اور جزو کو یوں  
 اچانک خواب میں دیکھ رہا تھا۔ شہنشاہ نے چاہے ہوئے  
 بھی اس کی آنکھیں بالکل بے راستہ تھیں۔  
 ”مما! وعدہ کریں بھی وہ دیکھیں گی نہیں۔“ تین  
 سالہ مراد اس کے آنسو اپنی مٹی کی آنکھوں کی ہریوں میں  
 جذب کرتا ہوا ہوا اور وہ دیر سے سے سرکاری اس

کے انداماب سکون کی سکون تھا۔  
 ”مما! آپ نے وعدہ کیا تھا آپ کبھی وہ دیکھیں گی  
 نہیں۔“ وہ اس کی آنسو صاف کرتے ہوئے ہوا۔  
 ☆ ☆  
 14 اگست کا سورج نکل چکا تھا۔ جانے کس  
 پارش کی اور کس مراد اس کے پاس آ بیٹھا۔ وہ اپنے  
 پہتے ہوئے آنسوؤں سے مٹی بے خبر تھی۔  
 ”مجھے سے تاراش ہیں یا، سوری۔“ وہ کانوں کو  
 ہاتھ لگاتے ہوئے ہوا۔  
 ”وطن کے لوگوں کی حفاظت کے لیے سیکھو روٹی کا  
 بندوبست کرتے رہو ہوگی۔ کل 14 اگست ہے ماور  
 پارش کی وجہ سے موہاں بھی بند ہو گیا تھا۔“ وہ اسے  
 سہارا دیتے کمرے میں لایا۔  
 ”آپ سوئی نہیں؟“  
 ”سوئی تھی بیٹا! میں ابھی جاگتی ہوں۔“ وہ اس  
 سے نظر کس چراگے ہوئے ہوئے تھیں۔  
 ”پاکیزہ لوگ جھوٹ نہیں ہوتے۔“ وہ بھی انھی  
 کا بیٹا تھا۔ انھی کے لہجے میں کہنے لگا۔  
 آزادی کا سورج چاروں طرف روشنی پھیر رہا تھا۔  
 14 اگست مبارک ہو! ہونا! آزادی کے  
 اس موقع پر آپ مجھ سے ہمہ کریں کہ کبھی وہ دیکھیں گی  
 نہیں اور جلدی سوئیں گی۔“ وہ اس کی کود میں سر  
 رکھتے ہوئے ہوا۔  
 ”ہاں میرے وطن میں وعدہ کرتی ہوں۔ میں بھی  
 نہیں دروں گی۔“  
 ”وطن کی مٹی کو اور ہونا۔“  
 وہ گھلے میں پڑی مٹی کی طرف دیکھتے ہوئے  
 شونہا میں ہوا۔  
 شہنشاہ کی مسکراہٹ نے فضا میں اٹھنے کو شر  
 بکھیر دیئے۔  
 ☆ ☆ ☆



پہرچھا

مختصر دینی کلاس کا پہلا دن جب انفرادی اور  
 جمعی میں منتخب کر رہے تھے کہ اپنی خود ساختہ دینی سے  
 بچنے کا مہر لے گا۔ تو کیوں کے ساتھ کچھ لوگ کے

آنے پر ایک شور کے بعد خاموشی چھا گئی۔ سب  
توڑے کر سب سے پیشہ گئے۔

ہو، میں آپ کی اردو کی کچھ ہوں۔ مجھے ہم جیسی کہتے ہیں۔ میرے لیے کلاس میں کچھ شیار اور کچھ نئے چادریں۔ یہ ہیں آپ لوگ پلینز اپنا تعارف کروائیں۔" پھر انہیں زیر ہر نئے دائیں ہاتھ کی رو کی طرف اشارہ کیا وہاں سے نوجوان نے کھڑے ہو کر اپنا تعارف کروا دیا۔

”علی خان میں پشاور سے تعلق رکھتا ہوں۔“

”عظیمی کا کہنا تھا۔“

٤٨

۱۰۰

اسی طرح آخری روکت تعارف مکمل ہوا جسے  
خلفہ نے اسے مکمل سے شناختا۔

”بہت خوب ویسے تو فرسٹ ڈے کوئی پر حالی نہیں ہوتی مگر میں آپ لوگوں کو ایک اسائنمنٹ دینا چاہتی ہوں۔“ لیکچرار سے پہلے ہی دن اسائنمنٹ کا ذکر کرنا سنا ہے جو ان لوگوں سے ہے۔

”ہائے! سپوز کریں آپ امریکہ میں ایئر پورٹ پر کھڑی ایئر لائنیشن حملے سے بات کرتی ہیں انہیں وہی تعارف دیں جو مجھے دیا ہے۔“ ہائے علی با احمد کو کڑا جواب دیا۔

”آئی ایم ایف کی طرف سے پاکستان.....“ جیسی زہ  
نے اٹھا اٹھا کر اسے روک دیا تھا۔

”نہیں وہ تعارف دیں جو مجھے دیا تھا مگر میں اس  
مقررہ میں نے فراہم کرا ہی کیا تھا۔“

کو کے اٹھ جائیں۔ حتیٰ شہر و ملک فرض کریں

اس نیا کی بی بی فرم میں جا ب کرتے میں کامیاب  
رواۃ الحجۃ

ہوتے ہیں۔ ایک تقریب میں دنیا کے سامنے اپنا تعارف کروائیں۔ ”شہر و زارِ پاک کر کھڑا ہوا تھا۔“

”آئی ایم شہر و ملک فرام پاکستان۔۔۔۔۔“  
 ”ہیٹھ جائیں آپ بھی اپنا تعارف بھول گئے

جہیز ہر اکے عمل پر اسٹوڈنٹس میں پھیل چکے تھے۔

”میم! پھر دنیا کے سامنے تعارف کیسے ہوگا؟“

بات جاری رکھی تھی۔

پہلے تعارف میں آپ لوگوں نے اپنا اصل پہچان

بلوچستان، پنجاب، مغلّت کا نام لیا تھا۔ وہ آپ کی قوم اور زبان ضرور سے پہچان نہیں آپ کی پہچان

آپ کا ملک پاکستان ہے۔ جب دنیا میں کسی  
کامیابی یا ناکامی کے بعد بھی نام پاکستان کا آتا ہے

تو ہمیشہ کیوں نہیں۔ یہ ہی پنجابی، سرحدی، بلوچی،  
مہاجر، ہزاری شناخت بنا کر ہم اپنی پہچان دنیا میں

کھو چکے ہیں۔ اگر کسی باغ کو پسند کیا جاتا ہے تو وہ جیتا گیا ہے۔

ان کی مہک الگ سی مہک ہے۔ یہ ملک بھی مانتا

یہاں سے تمام سو بے مالک کو بیور سے ہیں میرا

یہاں پر زبان کا رخ ہے کہ یہ تفریق بھی زبان کے

زبان بتا رہے ہیں پھر اپنا مسلک بتا کر اسلام کو

سے ہے مگر میں نے تو نہیں بتایا یہ بھوپان ہاسٹل  
سے میرے لیے مگر اس فقر کا سبب بھی پاکستان ہے۔

65 اکتوبر 2014ء



Hankies

... absorbent  
..... elegant  
..... & luxury



Customer Service  
**H&P**  
Hankies & Paper Products

www.hamp.com, hankies@hamp.com

AKS DENTALS

رواۃ انجست میں شائع ہونے والے مقبول ہول  
کتابی شکل میں شائع ہو گئے ہیں

تم میرے ہو کر رہو

صالیہ محمود

600/-

کچی کلیاں آنگن کی

صالیہ محمود

600/-

کبھی عشق ہو تو پتہ چلے

شاز نسیم عمران

550/-

کچھ عشق میں رنگ جنوں بھی تھا

ہاشم طارق

500/-

القریش پبلیکیشنز

سٹرکچرل پبلیکیشنز  
042-37652548, 37688958 فون

ویکم بک پورٹ اردو بازار کراچی

فون: 021-32633151

پہنچے آج جوں کثیر اور قسطنطنیہ یونانی میں جا کر  
پہچان کیا ہے؟ ملک کیا ہوتا ہے؟ فرد واحد کے طور پر  
آپ کی زبان اور مسلک دنیا میں کوئی حیثیت نہیں  
رکھتی۔ اس وقت عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا  
آپ کو جب آپ خود عزت کریں گے اس ملک کی  
اتنا بچھڑا دیا ہے اس کی سڑک پر اب بھی حوصلہ ہے  
اسے کھود دینے کا تا کین کھینچے؟" طویل گفتگو کے بعد  
صحیح اور حقیقت پر مبنی سوالات کے دروازے کھلے تھے جنہیں  
زہرا نے۔ جن کے جواب سب پر لازم تھے۔

جب ہی کل جان نے احترام اٹھائے ہو کر جواب  
دیا تھا۔ "نہیں ہم اب کچھ کھونے کا حوصلہ نہیں ہے  
قریباں دی ہیں دسے رہے ہیں ٹائم دیتے رہیں  
کے کہ اب مروتہ سکتے ہیں ملک نہیں دے سکتے۔ چند  
مناد پرستوں نے ہمیں زبانوں میں الجھا کر ہم سے  
ہماری اصل پہچان چھین لی۔ ہمیں فرقوں اور زبانوں  
میں الجھا دیا۔ مدح و تحقیر کا مارا پانی آج بھی اسلام کا  
عالم اور صرف پاکستان کا پانی ہے۔ کسی سیاسی پارٹی  
کی طرح سندھ، پنجاب یا بلوچستان کا نہیں ہمیں اس  
مرد و من پر فخر ہے۔"

ملی کی بات کی تائید میں فردا اور پلٹے ہوئے  
ایک زبان اپنا تعارف دیا تھا۔ "آئی ایم فردا اینڈ  
پلٹے وی آر پاکستانی نا اینڈ وی آر پاؤڈر آف انٹ  
(ہم پاکستانی ہیں اور ہمیں اس پر فخر ہے) منگتو  
کے آخر میں گلاس روم ایک ٹیبل سے گونج اٹھی تھی  
"پاکستان زعمہ باد" اس صدا میں آج بھی اتنی  
گونج ہے کہ دشمن کے دل لرز جائیں۔ طلسمی تہ  
ہیزیشن کی نہیں ہم نے انہیں وہ پہلا سبق ہی نہیں  
دیا۔ جو زندگی کی پہلی سیر میں پر پہلا قدم اٹھاتے  
انہیں دیتا تھا۔

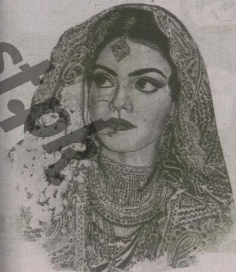
☆☆☆

مخبرین

مکمل ناول

# لاکھی دھن کی لکھ

تقریب کی روایتیں عروج پر تھیں۔ وہ شاید اپنے ہوش میں پہلی دفعہ خاندان کی تقریب سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ لطف اندوز ہونا ہی کیا اس نے تو شرکت ہی کی تقریب میں پہلی دفعہ کی تھی۔ رنگ برنگے طیسات،



شرقی تہذیب کی بھرپور عکاسی کر رہے تھے۔ اس کے تقریباً سارے رشتے دار ایسے ہی تھے جس سے وہ چارونف کی خیر نام کی حد تک تو چند ایک کو وہ جانتی تھی مگر ملاقات کا شرف پہلی دفعہ حاصل ہو رہا تھا۔ سیاہ سیلور لیس میکی زینب تن کیسے اس تقریب میں سب سے نمایاں تو وہی تھی سیاہ بلی ٹیل اس کے ہونٹوں میں یوں چڑھی تھی کہ شاید بی بی اس کے لیے ہو۔ دراز قدم، مناسب سراپا اور چہرے کی خوب صورتی ہی تو اسے جاذب نظر بناتے ہوئے تھی۔ ہوٹوں سے چمکی دھسی مسکراہٹ الگ ہوئے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

”اے شاہانہ بھائی صاحب! ایصال بنی تو کافی بڑی ہو گئی ہے۔ ایک گھر میں آپ سے ہمیشہ رہے گا کہ آپ کسی ایصال کے ہمراہ ہمارے ہاں نہیں آئے۔“ پوچھا جی نے ذوالفقار صاحب سے قدرے خوشی اور بھرپور سے کہا۔

ایصال ذوالفقار صاحب کے پہلو میں کھڑی تھی۔ اس نے انتہیت سے پوچھا جی سے کہا۔ ”نہیں پوچھا



ہی آپ کا گھر بھی اب دور کر دی دیا۔ اب ناراضی دور کر لیجئے اور بھولے گامت کو آج باجی کی شادی پر ہم آپ ہی کی طرف آئے ہوئے ہیں۔“  
 ذرا انتظار صاحب نے اسے ”چپ رہو“ کا اشارہ کرتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا پھر بھائی نے بے اختیار قہقہہ لگایا۔

”ایصال! آؤ تمہیں تمہاری بیٹی سے ہی ملا دوں۔“ ملا کے قریب آکر بیٹس۔  
 ”ملا پھر چوکی بیٹی تو بڑی کی ہیں کہ آخر انہیں یہ سعادت حاصل ہے کہ ایصال ذوالفقار نے ان کی شادی کا نقشہ بنیڈ کیا ہے۔“ وہ ملا کے ساتھ بیٹھی ہوئی تقریباً ان کے کان میں گھس کر بولی۔ ملا سکرانے لگیں۔  
 ”ملا مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی غراب ہے۔“ وہ سنا پتا اعجاز میں ہی بولی۔  
 ”آخر پہلی دفعہ کہی ایسی شادی یاہ کی تقریب بنیڈ کر دی ہو۔ یہی محسوس ہوگا۔“ مانانے بیٹے کے چہرے پر پھیلا جوش و خروش دیکھا تو نابل ہو گئیں۔

”یہ چلی آ ایصال تو کئی بوڑھی ہوئی ہے۔“ حسن نے نغیب سے کہا۔  
 ”تو اور کیا رموڈی چلی کی رموڈی بیٹی۔“ نغیب نے جواب دیا۔  
 ”اوسے رات ہمندی کے نقشہ میں ماسوں والی کو کور ہے تھے کہ ان کی نایاب اولاد حراما ایسی ہے کہ وہ ایسی مخلوق میں شرکت سے الگ ہے۔ حریف ہے کہ وہ تمہاری پسند ہے اور کیونکہ سے گھبرائی ہے۔“ پھر پھوکا

زین بھی ہنسنے لگا۔  
 ”سہاں ہے، لیکن میں تو بھی کو بچے چھوڑا ہوا ہے۔“ خدیجہ بھی بول اٹھی۔ اسے اپنی قمیض سلیر زین سے سلوانے کا شہوت سے حقن ہوا اور شاہ میر کی طرف خفیہ گھوری بھری لگاؤ والی۔

”اسے زین! اتھاری انداز میں میں اضافہ کروں؟“ نغیب پکار پکارتے پر جڑیں سے بولی۔  
 ”کیوں یہ پھینچے سب کزنز اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔“

”ایصال! میں اس کی بچھین سے ہی شادی میر بھائی سے بات لے ہے۔“ کوشش وہ اس نے آہستہ سے کی کہ جس کی سب کزنز نے آسانی سن لیا۔

”یہ سنیں۔“ زین نے جھک کر کہا۔  
 ”اس پاس آئی تو کہیں پہنچل گیا ہے۔“ نغیب نے اس کی بات کاٹی۔

”سبھی کے ہاتھ ایک نیا موضوع آگیا تھا کہ شاہ میر کی موجودگی کے باعث نغیب نے بات آگے نہ بڑھائی۔  
 وہ جتنا بھی اسے سوچا کہ یہ مصروف کئی نغیب کو بھی اس کے دور اور طریقے سے ڈانٹنے سے ڈر لگتا تھا۔

”ان لڑکے لڑکیوں سے زیادہ غریب ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔“ اعجاز نے کہا۔  
 ”آہستہ آواز میں اس سے سختی سے کہا۔ اس نے اذیت میں سر ہلا دیا۔ پایا اسے بڑا بڑا بیٹی نہ بھی کرواتے تو وہ بچھین سے لے کر اس تک کی جانے والی روک ٹوک کی اتنی عادی ہوئی کہ کچا چوتے ہوئے بھی غریبی نہ سوچتی۔

☆ ☆ ☆  
 وہ ملا کے ساتھ اپنے کزنز کی میز کی طرف چلی گئی۔ اس کے تلفظ زندگی ہی تو وہ چاہتی تھی۔ اسے پایا کی

خیر گھائی کا گھر کا قہاس لیے ان سب سے زیادہ سکرانہ رہا تھا کہ کسی کمر لہجہ کی نرمی، لفظی اور لہجوں سے چلی گئی مگر اب ہر وہ وقت نہیں باقی تھی۔

”مجھے یہ نقشہ اور تم لوگ بیٹھ یاد ہو گئے۔“ آئی سویرا میں نے لائف میں بھی ایسا تجربا نہیں کیا تھا آپ لوگوں کی بیٹی میں کیا ہے۔“ آئی ہوپ کہ ہم جلد ہی دوبارہ کھیں گئے۔“ وہ انہی کے وقت سب کزنز سے اس نے شہر کے طور پر کہا۔  
 وہ لوگ تو پہلے ہی کافی حیران تھے۔ ان کی حیرت دو گنا ہو گئی۔ چلی کی طرف سے بتائی گئی ایصال اور اس ایصال میں کافی فرق تھا۔

☆ ☆ ☆  
 ”وہ جیسے کرم کلر کے سوٹ والا آدمی ہے میں اسے تو اتھاری ملا کے بتایا کیا بیٹا ہے۔“ کمانا کھاتے ہوئے

پاپا نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔ وہ یہ صورت کے گلاس ڈور کے ساتھ والی میز پر تھے۔ ایصال نے پاپا کی نظروں کے قریب میں دیکھا۔

”ہمارا آبا جانا نہیں جانتا کہ اس کی طرف تمہاری ماما تو بھی ان کو ان سے لے کر خواہ میں بھی کی۔ خیر ہے پاپا۔“

پاپا نے اس کی بات کو دیکھ کر کہا۔ ”آج کل تو کافی شہادت دیکھنے میں آ رہے ہیں اس کے، یہ میں اس کی بات سے اس کے اسی طرح واقف ہوں۔“ انہوں نے پاپا کا گلاس منہ سے لگایا۔ ایصال کو کڑوا دیا وہ دیکھی

کون سی کڑوا دیا تھا۔ اس سے انہیں سن رہی تھی۔  
 ”جب کہ یہ بیٹی تمہاری ماما سے شادی ہوئی تو اس پر کسی کی زمین پر قبضہ کرنے کا کیس تھا۔ چنگی میں

خانہ دار میں اس کا کھانا تھا تو میرے پاس آیا یا بڑی مشکل سے میں نے وہ پس بیچ کر میں کی کھل دیکھا گوارہ

کیا کیا پھر اسے زمین لاکھیری میں بھی گئی، پچاس ہزار روپے کے کمرہ پر بھی کھل گیا۔“ پاپا اپنے حراج کے مطابق شروع ہو گئے۔ ان کے حراج، عادت اور مقصد سے وہ اسی طرح واقف ہو چکی تھی۔

”تو آپ نے اس سے فیوض کے سلسلے میں بھر کئی بات کیوں نہیں کی؟“  
 ”چھوڑ دو اس بات کو۔“ پاپا نے سر جھکا۔

”ماما کے لیے پیکر کس کو بھیجے گا۔“ وہ ہنسنے لگا تو اس نے کہا۔  
 ”مجھے بتیے بھی رشتے دار نے ہیں وہ سب کے سب ہی ایسے ہیں، بھائی جان کی وقت کے بعد کچھ عرصہ

تک کہ میں نے ان کی ذمہ داری بھائی کا جب لڑکے بڑے ہوئے تو میں پیچھے ہٹ گیا۔“ بھائی جان کی اولاد تو

برسر بھی نکلی ہے لڑکے تو آوارہ گردی میں کمال مہارت رکھتے ہیں۔ کوئی ان میں سے تم نے ڈاکٹر یا وکیل بنا دیکھا؟ سب کے سب نکلے۔“ اس بات پر ایصال نے کوئی رائے نہ دی۔

☆ ☆ ☆  
 پھر پھر کی تو یہ بتا بیٹی کی ولت کرتی تھی۔ ملا کا ارادہ تھا کہ جھڑپ سے پہلے وہ دعوت کا کام نہ لیں۔

حاصل اس میں بھی ان کی حکمت تھی کہ ایصال نے جس حریف پندرو کو کھربانا تھا اور وہ اس کی موجودگی میں

یاد دہانہ کا کام نہ لیتا تھا۔ پچھو کے کمر کے ساتھ ساتھ ان کی بیٹی کی سربراہ اور بتایا کہ کمر والوں کی

دلت کی۔ دھڑوں کے مقابلے میں ذوالفقار صاحب خود افسانہ وار ہے۔ آخرا وہ اوکون نہیں کر داتا

جانتا۔ تم نے کہہ دوسرے واروں سے کوئی زیادہ نہیں دالے تھے اور روک لے تھے، یہی انکوئی نہ زیادہ

بچان کا۔ سب سے زیادہ سکرانہ اور خیر ہو کر ہوئے اس کی گھر اس سب کے مقابلے میں پچھو کا گھر انار داتا یا انکوں کا

گھر انکوئی چاہتے تھے۔ بتایا کہ کمر سے اتنی اسی کے علاوہ خدیجہ، نغیب اور علی آئے تھے جب کہ پچھو کی پوری

جلی موجود تھی۔ ایٹھال ان کو گول سے تھوڑی دھکی، برقی تھی۔ جانی امی، ایٹھال کو دیکھ کر کہاں ہوئی تھی۔ ان کے دل میں بھی خوشی اور ہرٹا دھکیا گیا تھا کہ وہ اس کی پیٹ تھک یا دیکر دانا جانتی تھی۔ شاید میر کو بول تو انہوں نے آگاہ کیا ہو گا کہ کمر کا کلاڑا کلاڑا کر دانا کا لاڈ لایا ہونے کی بدولت اس سے ایک دفعہ بھڑک کر کے بیات چلائے گا اور بارود بھی سکھ۔

”ایٹھال ابھی ہمارے کمر بھی آتا تھا۔“ زونو نے ان میں بیٹھے ہوئے اس سے کہا۔ وہ سب کزنز وہیں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ پاپا کی آج ذرا کم عمر لائی تھی۔ واصل ایک تھوڑا خود بخود مصروف تھے اور دوسرا آغاب میرانی تھا۔

”پاپا کی شادی ہو گئی تھی۔“ وہ حیران ہوئی۔ اس کی ٹھروں میں اتنی جلدی کا تاثر سرعام بکھرے کھاربا تھا۔

”اے تم تو بات نہ کرو، ہمارے کمر تم جب آئیں تھے جب پہلی سی سی، میں تو شادی پر جمیں دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔“ ننگ نے بے تعلقی سے کہا۔

”چاہے پاپا نے پچھو کہ تھا کھایا ایٹھال کو زیادہ دیر نہیں پسند اور انہیں رش میں گھبراہٹ ہوتی ہے۔ ہم سب کے تم شایہ تھوڑا سواری ہو۔“ ننگ نے ایک بات پر وہ خاموشی رہی۔

”جب وہ چلائے گئے تو ایٹھال نے سر دھار کے پیرا سرار کا تلی کہنے لگا۔

”اے تم نے جانتے اسے کر لی تم میں پہلی سے جڑے گواڑ کی۔ یہاں سے یہ تھوڑی تاخیر نہیں پہنچ جائے گا۔“ ایٹھال نے کندھے پر چپکائے۔

”میں بھی کیا کر سکتی۔“

جانتے جانتے جانی امی انہیں بھی پچھو گولوں کے ساتھ دعوت پر مدعو کر گئیں۔ بلانے رات میں جب ان بات پاپا سے استفسار کیا تو وہ خاموش رہے۔ ایٹھال نے ماما کاٹھیں اسرار کرنے کا اشارہ کیا تو انہوں نے دوبارہ بات کی۔ پاپا کوئی فائل، کچر ہے تھے۔ فائل سے نظر اٹھا کر زونو نے تاثرات پر سے چپکا کر ”ایٹھال پر سو کاٹھیں چلی جائے گی ماس لیے اسرار کر رہی ہوں کل شام کی دعوت ہے۔“ ماما منتظر رہا۔

”ایٹھال انتہائی تھی چٹیاں اوپر ہو گئی ہیں۔ نفرت ہے مجھے کامل اور ناقص اولاد سے۔ میں نے سونوں کو کل کی بھی تہداری چھٹی ہے۔“ وہ اس پر چلائے۔ ایٹھال نے سبے دل کے ساتھ خاموشی ٹھروں سے ان کی جانب دیکھا۔

”جلی ہوا ہے ان کزنز سے جس کے کمر جانے کے لیے باپ کی باغیرانی کرنے والی ہو۔ کوئی دھتک کا کام کرتے ہیں ہوا ہے زیادہ سے زیادہ سے زیادہ کیا کریں گے کہی تاکہ لڑکیاں کی پانچویں کے اسکول میں KG کو پڑھاتی پھر کسی کی اولاد کے پھر سے آوارہ گردی۔ میں کہتا ہوں کہ تم نے اپنے باپ کی طرف دیکل بننا ہے۔ میری طرف ہی دیکھو، کیا کہیں سے میرے پاس اب بار یہ سب تھرا رہی تو ہے۔“ وہ سخت لہجے سے پھر سے نرم ہونے لگا۔ وہ خاموش رہی رہی۔

”جلی جانا تم کل کی کہی ان کے کمر، مجھے نہیں ان سے زیادہ مکمل بول پڑھانا۔“ وہ ماما سے دو ٹوک اعاز میں گویا ہوئے۔ شایہ ماما نے کچھ کہا ہو۔ ایٹھال کاٹھوں بیٹے کا تھوڑا دھکیا۔ وہ کب تک ماما سے اس نے اور کوئی بات نہ کہی۔

☆ ☆ ☆

پچھو اور جانی امی دونوں ایک شام مطہی کی نوکری اور چکلوں کے ساتھ ذوالفقار صاحب کے کمر آئیں۔ ایٹھال ان دونوں سے مل کر شام کی تھی۔ ذوالفقار صاحب ان کی آمد کے مقدمے سے خبر تو نہیں تھے۔ کچھ حساب لگاتے ہوئے گئے۔ ماما کاٹھیں خوش نہیں کھول ان کا بھی زور دھوئے دھڑک رہا تھا۔ شوہر کے ارادوں سے وہ خوب باخبر تھیں۔

”ذوالفقار صاحب ایٹھال پر ہوا تھی تو رضا پہلی نے اسے شادی کے لیے تم سے مانگا تھا۔ تم نے کیا کیا کہ جس میں ان کا فیصلہ قبول ہے اور پچھو کے بڑا ہونے پر اپنی بات کو کلی جانتے پچھو کے اب وہ وقت آ گیا ہے۔“ پچھو پچھو نے بات شروع کی۔

”پچھو! آج امی وہ وقت نہیں آئی ابھی ایٹھال بڑھ رہی ہے میں نے تو اسے دیکل بنانا ہے اور شاہ میر بھی ابھی شش نہیں ہے۔ اتنی ہی بات اب اتنی جلدی تھوڑا ہوا جائے گی۔ وقت آنے پر جو خدا کو منظور۔“ وہ بات کو مکمل لے کر چلی اور کچھ چلے گئے تھے۔ ایٹھال کا رشتہ وہاں تو کیا رشتہ داروں میں کبھی بھی کرنے کا ان کا اطلاق تھا۔

”ایٹھال! آج امی وہ وقت نہیں آئی ابھی ایٹھال بڑھ رہی ہے میں نے تو اسے دیکل بنانا ہے اور شاہ میر بھی ابھی شش نہیں ہے۔ اتنی ہی بات اب اتنی جلدی تھوڑا ہوا جائے گی۔ وقت آنے پر جو خدا کو منظور۔“ وہ بات کو مکمل لے کر چلی اور کچھ چلے گئے تھے۔ ایٹھال کا رشتہ وہاں تو کیا رشتہ داروں میں کبھی بھی کرنے کا ان کا اطلاق تھا۔

”ایٹھال! آج امی وہ وقت نہیں آئی ابھی ایٹھال بڑھ رہی ہے میں نے تو اسے دیکل بنانا ہے اور شاہ میر بھی ابھی شش نہیں ہے۔ اتنی ہی بات اب اتنی جلدی تھوڑا ہوا جائے گی۔ وقت آنے پر جو خدا کو منظور۔“ وہ بات کو مکمل لے کر چلی اور کچھ چلے گئے تھے۔ ایٹھال کا رشتہ وہاں تو کیا رشتہ داروں میں کبھی بھی کرنے کا ان کا اطلاق تھا۔

”ایٹھال! آج امی وہ وقت نہیں آئی ابھی ایٹھال بڑھ رہی ہے میں نے تو اسے دیکل بنانا ہے اور شاہ میر بھی ابھی شش نہیں ہے۔ اتنی ہی بات اب اتنی جلدی تھوڑا ہوا جائے گی۔ وقت آنے پر جو خدا کو منظور۔“ وہ بات کو مکمل لے کر چلی اور کچھ چلے گئے تھے۔ ایٹھال کا رشتہ وہاں تو کیا رشتہ داروں میں کبھی بھی کرنے کا ان کا اطلاق تھا۔

”ایٹھال! آج امی وہ وقت نہیں آئی ابھی ایٹھال بڑھ رہی ہے میں نے تو اسے دیکل بنانا ہے اور شاہ میر بھی ابھی شش نہیں ہے۔ اتنی ہی بات اب اتنی جلدی تھوڑا ہوا جائے گی۔ وقت آنے پر جو خدا کو منظور۔“ وہ بات کو مکمل لے کر چلی اور کچھ چلے گئے تھے۔ ایٹھال کا رشتہ وہاں تو کیا رشتہ داروں میں کبھی بھی کرنے کا ان کا اطلاق تھا۔

”ایٹھال! آج امی وہ وقت نہیں آئی ابھی ایٹھال بڑھ رہی ہے میں نے تو اسے دیکل بنانا ہے اور شاہ میر بھی ابھی شش نہیں ہے۔ اتنی ہی بات اب اتنی جلدی تھوڑا ہوا جائے گی۔ وقت آنے پر جو خدا کو منظور۔“ وہ بات کو مکمل لے کر چلی اور کچھ چلے گئے تھے۔ ایٹھال کا رشتہ وہاں تو کیا رشتہ داروں میں کبھی بھی کرنے کا ان کا اطلاق تھا۔

”ایٹھال! آج امی وہ وقت نہیں آئی ابھی ایٹھال بڑھ رہی ہے میں نے تو اسے دیکل بنانا ہے اور شاہ میر بھی ابھی شش نہیں ہے۔ اتنی ہی بات اب اتنی جلدی تھوڑا ہوا جائے گی۔ وقت آنے پر جو خدا کو منظور۔“ وہ بات کو مکمل لے کر چلی اور کچھ چلے گئے تھے۔ ایٹھال کا رشتہ وہاں تو کیا رشتہ داروں میں کبھی بھی کرنے کا ان کا اطلاق تھا۔

☆ ☆ ☆







علیہ سیت شاہ میر اس کے ذہن سے محو ہونے کو تیار نہیں تھا۔ اسے سوچنا خوشی کا احساس بخشتا تھا۔ اسے یہاں ذوالفقار صاحب کا بھی کوئی ڈرنکس تھا خوب صورت مناظر کے درمیان بھی وہ اسے سوچنا ترک نہ کر سکی۔ جو چیز اسے خوشی دیتی تھی اس نے پھر دی بنائی۔ اس کے ہوشوں سے چٹکی نرم سگراہٹ جڑے دلکش ہو گئی۔ جاسی رنگ کی پلیٹو دیکھ کر اس نے فراموش ہو جیتا تھا اور ان کی خوب صورتی کا حصہ لگ رہی تھی۔

"ہائی! لکھ لاکھ اور..." وہ جاڑوا کیے ہوئی۔

حالی نے اس کی بہت سی تصویریں بنائیں۔ ڈانٹک کے انداز میں اور جانے کیسی کیسی۔ ایضاً ذوالفقار بہت خوش تھی۔ حاشیہ کے اشارے سے سارے۔

اس وقت وہ پاپا سے بہت دور تھی اور اس دوری کے دورانیہ میں اس نے جتنا شاہ میر کو سچا تھا اتنا تو شاید خود کو بھی نہیں۔

زندگی کے یہ آٹھ دن بہت مختصر ثابت ہوئے تھے۔ بہت سی حسین یادوں کے ساتھ وہ ابھی کے لیے چلی۔

☆.....☆

فوتھ ایئر کے انتظامات ہونے والے تھے۔ حاشیہ اور ذوالفقار کا وعدہ کیا ہی بھی جاتی تھی جب کہ آج تک اس نے ایسی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ وہ ان طرح مگر آئی ہوئی تھی۔ ردا سے کچھ ٹوس لینے تھے۔ اس نے اسے کال کی تو بے جا ڈواڈہ لگنے لگی ہوئی ہے۔ ٹوس اسے ضروری چاہیے تھے اور جس کیٹیڈی کا اس نے نام لیا تھا وہ ایضاً کورا کے گھر کی نسبتاً قریب پڑتی تھی۔ وہ ملا کو تھراپس پائی آئی۔ اس نے کال کی تو ردا نے کہا وہ کابینہ میں ہے اور وہ ہیں آج جاتے۔

"سے آئی تم ان؟" سرد رائٹ پورڈ کی طرف رخ کیے کچھ گھبر رہے تھے۔ انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

اندر چلی گئی۔ سر نے اسٹوڈنٹس کی طرف رخ کیا تو وہ سامنے کھڑے شاہ میر کو دیکھ کر حیران ہو گئی۔

دل چاہا ایک خوشی سے سڑکا تھا۔ وہ اسے کئی اہم بعد کی یاد تھی۔ شاہ میر کی اس کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

"ہائے؟" حیرت پر قابو پاتے ہوئے وہ بولی۔ شاہ میر نے طلحی گھڑی پر وقت دیکھا اور اسے بچے بچے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے ہاتھ لگایا۔

"تم اصرار کیا کرتے ہو؟" وہ تقریباً جھگڑتے ہوئے اس سے ملی تھی۔ شاہ میر نے گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔

دیکھا۔

"جو تیرے دیکھا۔"

"تو میں تم سمجھ رہی ہوں؟"

"کہہ سکتی ہو۔" اس نے کندھے پر اچانک سے لور اسٹاف روم میں داخل ہوا۔ وہ بھی اس کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گئی۔

"اس کے علاوہ کیا کرتے ہو؟"

"یو ٹیوٹی میں بھی پڑھتا ہوں۔" اس نے آرام سے کہا۔

"سچا؟" اسے خوشگوار حیرت ہوئی۔

"جی ہاں؟"

"اسٹاف ایئر سے۔"

"وہ؟ تو تم نے جب جھوٹ بولا تھا کہ تم کچھ نہیں کرتے؟" وہ چنچیدگی سے گویا ہوئی۔

"سہ سکتی ہو۔" اس نے ہنر سے کندھے اٹھائے۔

"سہاں ہے تم نے ابھی تک کوئی چاہے پائی نہیں نکھولی۔" وہ دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے بولی۔ وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں اس معاملے میں تھوڑا بھوسا واقع ہوا ہوں۔" ایضاً نے ہنسنے کی بجائے کہا۔

"تو کس مسئلے سے آئی ہو؟"

"وہ کم از کم تم سے لینے نہیں۔" وہ بولی۔

"خیر اب میری فریڈ زین کا اشارہ دروازوں سے ٹوس لینے تھے۔" وہ اٹھ گئی۔ اس کا سو بائنگ رنچ، رتھا۔

"وہ بھی نہیں ملے گی۔" وہ اٹھ گئی۔ "موسا کا کان سے لگے وہ بولی اور پھر کال کا ٹی۔"

شاہ میر قہقہے پر چمکا دیکھ کر ہلکا سا ہنسا۔ ایضاً نے چہرہ خروش سے اس کے دل میں وہ لینے والے پھر سے کی

جانب دیکھا اور اس کی ہچکچاہٹ بھول گئی۔ اسے سوچنا سکون دیتا تھا تو دیکھنا تو ہی خوشی دینا تھا۔

"میں اب کبھی جا رہا ہوں۔" وہ قہقہے بکرتے ہوئے سیدھا ہوا اور میز کی ایک جانب قہقہے لگ رہا

دیکھا۔ اس کی طرف متوجہ کیا کہ وہ بھی ہنسنی اور مسکرائی۔

"کون سا؟" وہ دونوں ایک ساتھ ہی ہاتھ لگاتے تھے۔

"ابھی ہم دو رنگ اور جہاں گئے۔" جھجک بھرا رخ نام پائٹری لاری۔ "حاشیہ خوشی سے بولی۔

"کونسا ورگ؟" ایضاً نے طنز سے سنا سنا کر۔

"ابھی جا چکی کہ لو۔" اس نے جان چھڑائی۔

"پائی داوے؟" وہ کوئی رشتہ دار ہیں کیا؟" ردا رازدارانہ لہجے میں بولی۔

"کیوں نہیں کیا؟" وہ جواب کو لگ کر۔

"ردا! ابھی کو تھوڑا دیر کا سائنٹ فکلی کمپٹ کر کے آئیں۔" شاہ میر اسے کہتا ہوا ہاتھ لگ کر گیا۔ ردا اسے

بار بار کی طرف بڑی ایضاً ٹوس پکڑے ہاتھ پر بھگا کی۔ وہ کم از کم ایک دیکھ کر اسے دیکھنا چاہتی تھی۔

☆.....☆

اس کے انتظامات کافی اچھے ہو گئے تھے۔ وہ پاپا کے ڈرے کبھی موسا کی پر بھی کزنز سے رابطہ نہ رکھ سکتی تھی۔

چاہتا ہے دل پر اسے کوئی نظر دل حاصل نہیں تھا۔

وہ ملا کے کمرے میں آئی تو وہ میز پر بیٹھیں، آٹھ گھنٹیں بند کیے دور تھیں۔ وہ گھبرا گئی اور بھاگ کر ان کے

ذہن کی۔

"ملا! کیا ہوا؟" وہ کیوں رہی ہیں؟" ہانپوں کی لٹ کو کالوں کے پیچھے اڑتے ہوئے وہ بولی۔

ملا نے آٹھ گھنٹہ کھول میں اور اسے سوچنے لگیں۔ ایضاً ان کے قریب ہی بیٹھ گئی۔

"تھوڑا سا پیلا کی جھٹکے نہیں آئی۔" چاہنے کی چیز پر انکسار اتنا تھا۔ بے۔ نیا نیا وکیل بن کر وہ جان کوئی ایسے

کس کے لگے کہ ان سے تھوڑا سا باپ کی زندگی بنی تھی۔ شروع ہی سے تھوڑا اور میر کی بات سے ملے۔ بھائی

صاحب کی وفات تک سب سب شیک تھا مگر جب سے گھر بار بنا تو ابا سے اور میر کی ریل میں ہوئی ہے تھوڑا سا

باپ کی آٹھ گھنٹہ تو تھوڑا سا ہے۔ بندے کو ابھی اوقات نہیں بھوتی چاہیے۔ شروع میں تھوڑا سا باپ کی تو

رہنا کے ہی گھر چتا تھا۔ انہوں نے ہی پر حال کیا تھا۔ دیکھیں بن گیا تو آج تک میں بدل نہیں۔ ”اما خوب دل کی ہلکائی  
 نکال رہی ہیں۔ ایسا دل آتش فشاں ہے جس میں تم کی۔“  
 ”مگر اب وہ کیا ہے؟“ اس نے اس کے رونے کی وجہ پوچھا۔

”بہن! یہ ان کے ارادے سے تو میں کیلئے ہی باخبر ہوئی تھی کہ وہ ہوتی تھی ہارنی تھی انی بھتا اچھا بندہ میں  
 نے آج تک نہیں دیکھا۔ آج جب تم سوئی ہوئی تھی تو وہ میرا کمرہ میں گیا۔ جب تمہارے اور شاہ میر کی بات  
 تمہارے پاس سے انہوں نے بات کی تو صاف اظہار کر دیا۔ کم از کم مجھے تو صاف اظہار ہی لگا ہے۔“ وہ تیز تیز ہل  
 رہی تھی۔ ایسا دل کلمے لگا۔  
 ”کیا کہہ رہے ہو؟“

”کہنے لگے کہ میں تو بیٹی کو دیکھتا ہوں گا اور ذرا وہ مجھے کمرہ میں دوں گا۔ لیکن میں کی بات کی زیادہ اہمیت نہیں  
 ہے۔“ ایسا دل نے خفیہ سا مسخ فرمایا۔

”پاپا اس سے بڑھ کر بھی تو بیٹی کی جاسکتی ہے۔“ اس نے اما کے ساتھ ساتھ اپنے دل کو بھی کہایا۔  
 ”تم کی بات کا نتیجہ ابھی اظہار رفتوں کے سامنے مال و دولت کی کیا اہمیت، وہ دل کے بہت اچھے ہیں اور بہت  
 اچھی زندگی گزار رہے ہیں۔ بس تمہارے باپ کی طرح خود نو دل نہیں ہے۔“ اما آج سن کا لہو بھلا کر رہی  
 تھی۔ ایسا دل نے اعزاز میں لا رہا ہی ہوئی۔

”آپ غمزدہ کریں اما! ہم جانتے تو ہیں کہ پاپا کی بیٹی نہیں ہے، چھوڑیں اس بات۔“ وہ قہقہے دیتے ہوئے  
 اٹھ گئی۔

آج تو آتش فشاں کا دن تھا۔ وہ بے چینی کے بیٹوں سے سوچ رہی تھی اس کے لئے کی تو اسے بھی ایسا نہیں  
 تھی۔ آج اگر دل کو حارر بنی تھی تو وہ بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی تھی۔ محض چند لمحات میں اسے اپنی اپنی کوکھ  
 سے شرمندگی محسوس ہوئی۔ کیا سوچتے ہوں کہ وہ لوگ ان کے بارے میں۔

”پاپا بھی ناں۔“ اسے ہی بھر پور کیا۔  
 ”چچا خود گوارا دینا بیٹی کو سمجھتے کیا ہیں؟“ خدیجہ کاغذی شے سے بولی۔ ای نے ان سب کو بیٹھا کاغذ کاغذ  
 دیا تھا۔

”تو اور کیا ہوئے لوگ ہیں وہ اور ان کے اونچے خیال ہوئے ہیں۔“ علی نے بھی کہی۔  
 ”ای! آپ بھی اس کی بات کو یاد رکھتے ہوئے ہیں۔ چچا نے اپنی انگوٹھی بیٹی کی کمر میں لٹکھوڑی دینی  
 ہے۔“ شہب نے بھی دل کی ہلکائی کا اظہار کیا۔ وہ شاہ میر کی سوچ رہی تھی کہ اس کی طرف سے ہوتے تھے۔

شاہ میر کو اس کی بات پر اور ہم بیٹوں پر بہت غصہ آیا۔  
 ”شہب! آپ ایک سے بد نظری کی جارہے ہو، جاؤ رات کافی ہو گئی ہے سو ڈب جا کر۔“ وہ شے سے سخت  
 لہجے میں بولا۔

شاہ میر کو انی دیکر سہم ہوا۔ انہوں میں گرائے بیٹھا رہا۔ وہ ایسا دل ڈالنا تھا جسے وہ بہت عرصہ پہلے سے سوچ  
 رہا تھا۔ شاہب کیجئے سے ہی اس سے دشمنی دار ہونے کا وہ سوچ ہی نہیں سکتا تھا۔ اس کا دماغ بہت تیزی سے چل رہا  
 تھا۔ چاقو کی طرف سے انکار کے غور پر ہونے والی بے عزتی کو وہ بھی فراموش نہیں کر سکتا تھا۔ اسے ایسا دل  
 ڈالنا تھا کہ وہ کبھی نہ کہتا تھا جس سے بھی۔

”دھڑکن کر رہی امی اسب ٹھیک ہو جائے گا۔“ وہ اندر گر چکا تھا۔  
 ☆ ☆

پاپا ان دنوں اس کا لاکھ بلیک میں اپنے مشین کروانے کے چکر میں تھے اور وہ ان دنوں شاہ میر کے حوالے  
 سے کافی بے چینی ہو رہی تھی۔

”پاپا! پلیز! ایک بات مانیں گے، ایک آخری بات پلیز۔“ وہ ڈوڈا انصار صاحب کے کمرے میں موجود تھی۔  
 ”کیوں؟“ وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

”پاپا! میں جو تصویر میں اپنے مشین لے لوں، میری سب سے بڑی MBA کرنا ہے پلیز پاپا!“  
 ”مگر میں تمہارے اپنے مشین کے لیے بات کر چکا ہوں۔“ انہوں نے سہولت سے انکار کر دیا۔ ایسا دل کو ان کی

زنی سے توجہ نہ تھی۔  
 ”مگر امی! کوئی سا ہو گیا ہے۔“ وہ جھجکتے ہوئے بولی۔

”مگر نہ تو کوئی ہو جائے گا۔“ انہیں کوئی سا بھرا خطاب ہے اور اب اس ٹاپک پر دوبارہ بات نہیں ہو  
 گی۔ ”انہوں نے فوراً مانی سے کہا۔

”پاپا! میں کوئی سا بھری ہوں۔“ ماسٹر کے بعد لاکھ بلیک میں اپنے مشین لے لوں گی۔“ اس کا لہو ذرا تیز  
 ہوا۔

”No more!“ انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے بولتے سے روکا۔ ایسا دل ضبط کرتی ہوئی کمرے  
 کے نکل گئی۔

”آپ کمرے میرے پاس ہیں تو میں بھی آپ کی بیٹی ہوں۔“ آپ خود میرا تصویر میں اپنے مشین کروائیں  
 گے۔“ وہ خود لگا کر کرتی ہوئی اما کی طرف چلی گئی۔

رات میں اما ایسا دل کی دیکھیں بن کر ڈوڈا انصار صاحب کے حضور حاضر تھیں۔  
 ”کیا کیا باتیں ہو تم اب؟“ وہ ڈوڈا کے اس کے مطالبات مان کر اسے سر پر چڑھا لوں۔“ وہ ماہر دھارے۔

وہ نے بس جس ایسا دل کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی۔  
 ”کیوں کیا جا کر بات تو نہیں ہے۔“ کہو کیا اگر وہ بیٹے پر غصہ کیا تھی ہے۔“ ان کا لہو بھی ذرا تیز ہوا۔

”تو میں جو تمہارا بن کر رہا تھا اسے دیکھنا تو لوگوں کے بچوں کی طرح اسے بھی آزاد چھوڑ  
 دوں۔“

”بات کو نظر رخ دو دیں، وہ کون سا کمرہ رہی ہے۔ MBA کے بعد بن جائے گی دیکھ۔“ انہوں نے  
 دائیں کو اشارہ کیا۔

”اٹنی تو کیوں کو دیکھنا تھا۔“ وہ چپا تھا کہ بھی میری ایسا دل بھی ایسے ہی دیکھنے کے ہی کمر میری تو قسمت  
 ٹھاپ ہے۔“ ملائی اولاد دینی سے عدب نے مجھے تو۔“ وہ مسلسل شے سے بول رہے تھے۔

”پاپا! میں ضرور لاؤں گی ان کی چاہے جو بھی ہو جائے میں پلیز جسٹ ٹو ایئر۔“ وہ منتہائی دودھ امی  
 کمرے میں آئی تھی۔

وہ چھوڑی رہ کے لیے ناشور ہو گئے۔  
 ”لو! جس یو تصویر میں بھی لینا ہے اپنے مشین۔“ غم رضا مندی کے ساتھ جذباتی مالک میٹنگ کا کام بھی وہ

جاری رکھے ہوئے تھے۔

ایصال بچپن سے ہی بے حد محنت رہی تھی۔

”پاپا! ایسے تو نہیں ملے گا، میں آپ کی بیٹی ہوں تھی تو آج تک آپ کی ہر بات مانی۔ اب ناراضی تو غم کرو دیں، میں بدل سے خوش نہیں ہو سکتی۔“ وہ بے چارے کی بولی۔

”بچے بھی ناں کی ناں کیا نہیں کروا دیتے۔“ انہوں نے پیار سے ایصال کو گلے سے لگایا۔ دو دل سے خوش ہو گئی۔

”ابھی تو خاندان کی کوئی ٹوکی ہو، ورثی تک نہیں پہنچی ہوگی۔ خیر ابھی بھی اس کی داد واہو ہو سکتی تھی۔ یہ سوچ کر ذوالفقار صاحب کے لیے کافی تھی۔“

☆.....☆

گرچہ بیٹن میں B.sc کرنے والی ایصال ذوالفقار تھے، بزنس کی ”الف“ بپ کا بھی یہ نہیں تھا۔ صرف اور صرف شاہ میر رضا کی خاطر اپنا بڑا بیٹھرا سول لینے کے بعد MBA میں ایم بیٹن سے لگی تھی۔ کو کس کی اس دوشیں تھی جس میں گھبراہٹ نہیں جانتا تھا۔ سوائے خدا اور ایصال ذوالفقار کے دل کے جس بڑے کو ذوالفقار صاحب نے اپنی بیٹی کا رشتہ نہیں دیا تھا جس سے ملنا بھی وہ گوارا نہیں کرتے تھے اور جس سے وہ اپنی بیٹی کا ایک بات تک کرنے کی اجازت نہیں دیتے، اس بڑے کے لیے ان کی بیٹن ان سے نہیں کر کے دھڑکی اجازت مانگ رہی تھی اور وہ خود بھی اس بات سے بے خبر تھے۔

شاہ میر رضا کلاس میں داخل ہوئے تھے اس کی دھڑکنوں کو مستحضر کر لیا۔ جسے صرف شہسب میر کو بھلا نہیں سکتی تھی اب تو سونٹا بولا اس کے سامنے کہ لڑا تھا۔ ایصال نظر میں چاہا پھر سے بھول گئی تھی۔ شاہ میر اسے دیکھ کر چپکے کہا اور پھر کرتے ”نہ ہوا۔“

”آئی انم شاہ میر رضا! آئی تھک آج سہا چاہا، تھوڑو کٹن کرو اور تو بہتر رہے گا۔“ وہ دھڑکی کے پیچھے کھڑا اب سے مخاطب تھا۔ سہا شوٹیں باری باری اپنا نام پڑھتا تھا چارے تھے۔ مائیکرو۔ سہا عالی اور وہ سب اس کی کلاس میں تھیں۔

”شاہ میر! اسی بونڈرٹی میں بڑھتا ہے۔“ مائیکرو داک کا کان میں تھکی۔

”لگتا تو بیکار ہے۔“ وہ بھی بولی۔

”آپ MBA کیوں کرنا چاہتی ہیں؟“ مائیکرو باری باری بڑے بڑے سسکتا ہے وہ شاہ میر بولا۔

”میں بزنس کی دنیا میں ایک نام کرنا چاہتی ہوں۔“ وہ بھی بھارت بولی۔

”مائیکرو آپ دنیا میں تو کس کی بیٹی ہیں؟“ بزنس سٹریٹ پر گیا۔

”اس بڑا کی باری تھی۔“ شاہ میر بولی۔

”میرے دادا سے بھی بیکار ہے۔“ وہ سسکتا ہے بولی۔ اس کا اشارہ مائیکرو کی طرف تھا۔

اب سہا کی باری تھی۔ وہ بھی بولی۔ ”وہ ناں ایصال کرنا چاہتی ہے اس لیے۔“

شاہ میر کو بے اختیار ہی آگے کر بھیج دیا۔

”میری لڑ۔“ اسے پیچھے کا اشارہ کیا۔

”بیٹی ایصال ذوالفقار آپ کیوں MBA کرنا چاہتی ہیں؟“ اس کے تعارف کروانے سے پہلے ہی وہ بول

رہا۔

”میری مرضی۔“ اس نے بے نیازی دھڑکی۔

”میرا آخر تک کے لیے کرنا چاہتی ہیں۔“ وہ سسکتا ہے بولا۔

”بیٹی! لال تو کچھ نہیں۔“ شاہ میر ارادہ بن جائے گی۔

”میرا ملک میں نام کیوں نہیں روشن کرنا چاہتیں؟“ پیچھے سے کوئی بولا۔

”مگر میں نے اپنا نام روشن کر لیا تو پھر آپ تو حضرت ارادہ چاہیں گے۔“ وہ دل جلانے والے اعلان میں بولی۔

پوری کلاس بھی کھی کھی کرنے لگی۔

”بیٹی! میری اسٹاٹس ذرا جتنی سے سب سے مخاطب ہوا۔

”بیٹی! تو ایصال ذوالفقار! اگر کچھ سوال میں آپ سے کروں؟“ وہ اس کا اشارہ کھینچی۔

”تو پھر آپ کی خواہش کا ذکر کرو۔“

”میں تو ذرا سوچا اور پھر سے بولی۔ ”بیٹی! کروں گی نام بھی روشن بلکہ چاہتا ہے ہونے والے کنٹرول تک سب سے سب سے بھی نہیں۔“

اس کے لیے ان سے کہنے پر وہ سسکتا ہے لگا اور بیٹن کا اشارہ کیا۔

”تم نے کہا ایصال بیٹن کیوں لے لیا؟“ ایصال اس کے سوال پر چڑکی۔

”میرا تو تم کو یہاں سے لے نہیں۔“

”ابھی! فوراً وہ والا بیٹی! تمہارا فری ہو گا تب تم کہیں میں چلی جاؤ وہاں چلی ہو گا۔“ وہ اسے دعا دیتا ہوا چلا گیا۔ اس کی کسی بات سے بھی نہیں لگا رہا تھا کہ اسے اپنے اور ایصال کے رشتے کے ہونے اور ٹوٹ جانے کا

”میرا۔“ ایصال اس کے کیر کیر انداز کو دیکھ کر بھی اعزاز نہ لگتی۔

☆.....☆

”ایک بات بتاؤ۔“ علی اور وہ کچھین میں بیٹھے ہوئے تھے جب وہ بولا۔ وہ MBA فائنل ایئر میں تھا۔

ایصال کی بڑھائی کے سلسلے میں وہ میر پور دکنہ۔

”ہوں۔“

”تمہیں تو چاہیے کہ لاؤ نہ جانا تھا تم نے ادھر ایم بیٹن کیوں لیا؟“ وہ مملوک انداز میں روت کرتا تھا۔

”میرا سوچو، ہو گیا، مائیکرو کے بعد اس طرف سے نہیں لگی۔“

”تو پھر ان کی مجلس میں Msc کی کونسیں جو تمہیں آتی ہیں، انہیں کھانے کی کیا ضرورت ہے؟“ وہ چڑ کر بولا۔

”تم اپنی جلدی مجھ سے آگے نہ ہو۔“ یاد کرنا اگر میں کہیں بھی نقل ہوئی تو کہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔“ وہ باقاعدہ دھڑکی دینے لگی۔

”پوری کلاس میں میرے بارے میں زیادہ ہونے چاہئیں۔“ وہ سسکتا ہے بولی۔

”لوہا میں تو تمہیں اسٹاپس دیکھا بھول ہی گئی۔“ اس نے ٹیک میں سے سری ٹوپ والی تصاویر نکالیں۔

تعلیق متواتر پر اس کی بہت ساری تصاویر تھیں۔

”خدیجہ کو بیس فرس اور بیس فرس بہت پسند ہیں مگر شاہی سینے ہی نہیں دیتے۔ انہیں یہ سہل  
 پہنچتی۔ اس کی تصاویر پر کبھی پاس کرتے ہوئے دیکھ لیا۔ ایشیا کی انٹرنیٹ پر بھی شہرت پائی تھی۔  
 بورس سے لگ کر بیس اور بیس فرس کی شہرت میں وہ لاکھوں گز کی گز رہی تھی۔ پوری ملک اس کی مصروفیت میں  
 حیرانہ آواز کر رہی تھی۔  
 ”اچھا اور کیا کیا انہیں پسند شاہ میر کو؟“  
 ”جسٹیں کیا؟“  
 ”جو کچھ بھی نہیں۔ اس نے بے نیازی سے کندھے چکائے۔“

☆.....☆

شاہ میر نے فوری کے لیے کسی کپڑے میں اپلائی کیا ہوا تھا۔ اسے اندر بھول آئی اور پھر وہ سلیپٹ بھی ہو گیا۔  
 اب اس نے اس آئینے میں بڑھنا شروع کیا ہوا تھا جس میں اس کا ڈھول کی قائم آٹھ سے دس بیس تک تھے اور یہ  
 آئینے میں اس کے گھر کے کافی نزدیک تھے۔  
 اب پہلے وہ پندرہویں جاتا پھر دسویں سے آٹھ اس کے بعد آئینے اور رات گئے وہ گھر آتا، اسے بہت  
 سارے پیسے کمانے تھے۔  
 آٹھ سے پہلے خود کو لے جاتی۔ وہ کافی خوش تھا مگر انہیں بتانا نہ ہوتا چاہتا تھا۔ وہ بیس سول سے کام کرتا  
 تھا اور شہر کے لیے پرامید تھا۔ پاس نے اسے پاس آٹھ بلایا تھا۔  
 ”شاہ میر صاحب! آپ نے اچھا کام کیا ہے۔ ایک مٹھ میں ہی میں آپ کی کارکردگی سے متاثر ہوں۔ اگر  
 یومی کام کرتے رہتے تو بیسوں کے پاسز دور تھیں۔“ پاس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔  
 اس کی کارکردگی اتنی اچھی تھی کہ وہ پاس کی نظروں میں خود بخود آتا چلا گیا۔ ایک سال میں ہی اس کی دو سو  
 بیسوں ہو چکی تھیں۔ بیسے بعد اس کے پاس آنے والے بیسوں کی تعداد بھی تھی۔ پاس نے اسے بلایا  
 اور وہ ان کے آٹھ میں بیٹھا تھا۔  
 ”شاہ میر! تم نے کل 1 بیس میری بیٹی عاتقہ کو بھڑاؤ الدین کی بیوی سے کپ کرتے ہو اور ہر ایک چور کو بچ  
 آٹھ آتا ہے یا نہ؟“  
 ”تمہیک ہے سر؟“  
 ”اس کے طریقے کو آٹھ تم میرے لیے کہتے ہو۔“ پاس نرمی سے بولے۔ وہ ہنسنے لگا۔  
 عاتقہ نے پندرہویں میں اس کی بیٹی اسٹوڈنٹ تھی۔ لہذا اسے زیادہ پریشانی نہ تھی۔ اس کا پاس اس بات سے آگاہ  
 نہیں تھے۔  
 ”عاتقہ! آج آپ میرے ساتھ چلیں گی۔ میں آپ کو کمر چھوڑ آؤں گا۔“ وہ چانچلی لہجے سے کہتا تھا۔  
 کہ شاہ میر نے عاتقہ کو طالب کر کے کہا۔  
 ”وہ جھک کر بیس میری گاڑی آئے والی ہے۔“ وہ خوش دلی سے بولی۔  
 ”آپ کی گاڑی آج بھی ہے؟“ ایشیا کو ذرا عجیب سا لگا کہ اس نے زیادہ محسوس نہ کیا۔ اب وہ روز  
 عاتقہ کو کمر ڈال کر کے آتا۔ اب تک اسے آٹھ سے گاڑی بھی مل چکی تھی۔

☆.....☆

☆.....☆

”شاہ میر تہا رہی ہو نہ رہی میں پوچھا ہے؟“ ہانسنے کے دوران پاس نے ایشیا کے پوچھا تو ایک دفعہ اس کا  
 بچہ لڑکھا تھا پھر وہ مٹھ میں ہوئی۔  
 ”کیون شاہ میر؟“ وہ ہانسنے سے بولی۔ پاس نے نور سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ نظریں چرائے والوں میں  
 سے نہیں تھی۔  
 ”تمہارے بتایا کاہنا۔“  
 ”اوہ ہاں آئی تھک۔“  
 ”کب سے پڑھا رہا ہے؟“  
 ”کچھ عرصہ ہوا ہے۔ وہ بچا ہوا بولی۔ پاس نے گھر کا سے دیکھا۔  
 ”تم نے بتائیں کہ میں تھا۔“ وہ گھر سے رول سے پوچھنے لگے۔  
 ”کیا یہ اتنا ضروری تھا؟“ وہ گھر سے کہتے ہوئے اس کی طرف سے ایشیا کی اور جواب دینا تو اور بھی طرح۔  
 ”جسٹیں کیا؟“ وہ ہانسنے سے بولی۔ پاس نے گھر سے کہتے ہوئے اس کی طرف سے ایشیا کی اور جواب دینا تو اور بھی طرح۔  
 ”کیون کوئی بات ہو؟“

”نہیں، صرف اس کی کسی بھی دوسرے منجھرتے۔“ اس کا بچہ عام سا تھا۔ اس نے لٹو سے ہونٹ صاف  
 کیے۔ پاس نے اس کی طرف سے ایشیا کی اور جواب دینا تو اور بھی طرح۔  
 ”اس سے لڑی ہوئے کی ضرورت بھی کوئی نہیں۔ اگر کسی اور منجھرتے کوئی کام ہو تو تا دو میں انہیں کھلوادوں  
 میں سے کسیہ کرتے ہوئے انہوں نے ایک آفر بھی کر دی تھی۔  
 ☆.....☆

ایشیا میں غیر معمولی حد تک تبدیلی آچکی تھی۔ اس کے بیسٹریس میں شلوار سوٹ شامل ہو گئے تھے۔ اس  
 نے پورے چار سو سال انہیں پڑھا تھا۔ پڑھتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ بیس کو بیس کو بیس جانتی تھی۔ اس کا  
 وہ بیسٹریس میں شاہ میر باسٹریس کا بھلا ایشیا کی ذرا اعتبار کیا۔ گھر کا بھلا ایشیا کی ذرا اعتبار کیا۔ گھر کا بھلا ایشیا کی  
 چاکا تھا اور وہ قابل اتیر میں بھی تھی۔ شاہ میر اب اس کے بیس چھ بیسوں کے  
 لیے دیکھتا تھا۔ ہوتا تھا مگر نہ ہونے سے خوار نہ تھا۔ بیس چھیاں چڑھتے ہوئے اچانک اس کا شاہ میر نے گمراہ  
 ہو گیا تھا۔ فیروز دی رنگ کے شٹائر اور بیس میں گئے میں وہ پتہ چلائے۔ گمراہ ایشیا کی کو وہ کافی دنوں بعد گھر  
 سے پھر آیا تھا۔  
 جس کے لیے وہ اتنا مصروف ہوا تھا وہ اسے ہی دیکھ کر رکا تھا۔ شاہ میر نے نرمی سے اس کا بازو پکڑ کر اسے  
 بڑھا لیا۔ اسے سامنے دیکھ کر اچانک دل خوش ہو گیا تھا۔  
 ”بہت مصروف ہو گئے ہو۔ سلام دعا سے بھی گئے۔“ ایشیا نے گھر کو دیکھا۔ گھر کے بیس کو دیکھا۔  
 ”نہیں، اب میں تہا رہا پھر ہوں۔ گھر سے شہر سے شہر سے ہوا۔“  
 ”گھر سے؟“ آپ آج کل کہاں مصروف رہتے ہیں؟“  
 ”ایک دوسری دوسری ایجنٹ کا کام ہے۔“ وہ شاہ میر سے ملنے ہوئے گھر کے طرف بڑھے۔  
 ”آج پندرہویں بیس شادی کے پندرہویں میں ہوئے ہیں۔“ وہ مصروفی سے بولی۔

”نہیں وہاں کو بھی ملتی ہو۔“ اس نے کندھے پر اچکا۔

”کیا کی بات دور میں کی سوٹ بنالوں۔“

وہ چٹنے کی شاہ میر نے اپنے اہتمام اس کی طرف دیکھا۔ وہ لڑکی جو اس کے اپنے بندہ بہترین سلیڈز لیس اور چھوٹی سی چادری تھی۔ اب تو اس کے پندہ یہ ملنے میں تھی۔

”کوئی جانے ہو جائے۔ تم نے تو شاید شادی کی بھی جو کلام نہ ہے۔“ وہ کہتے ہیں کہ طرف بڑھی۔

”وہ مجھے۔“ وہ لڑکی پر ہنس دیکھتے ہوئے کچھ کہنے لگا کہ ایٹھال نے اس کی بات کاٹ دی۔

”آئی تو کرتے اس معاملے میں تھوڑا کچھ آجیوں واقع ہوئے ہو مگر یہ میری طرف سے ہے۔ ڈونٹ وری۔“ وہ چٹنے لگا۔

”میں نہیں کہنے والا تھا۔ کچھ کی لٹ ہو تھا۔ پھر چلو پی سی لیتے ہیں۔“

”اسراں کرنے کا بہت بہت شکر ہے۔“ ایٹھال بھی ہنس دی۔

”دو پیسے کیس خوشی میں؟“ شاہ میر نے اس کا پیسے لیے ہوئے بولا۔

”اوس۔“ یہی کچھ تو کیا جتن سے ملنے کی خوشی میں۔ ”وہ اپنا ہاتھ کہہ کر اس کے تاثرات دیکھنے لگی۔ وہ اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

”کمال سے شاہ میر رضا بھی اس کا قیل ہے کہ اس کی کہیں میں ایٹھال ڈوا لکھنا کو خوشی ہوتی ہو۔“ اب کی بار وہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگا۔ ایٹھال نے کندھے پر اچکا۔

”کہہ سکتے ہو۔“

☆.....☆

”شاہ میر! کیا کہیں اور بھی جاہ کرتے ہو؟“ اس نے پوچھا۔ اس نے انہماک میں سر ہلایا۔

”کیا بٹری کی جتنی جیال سنا چھا ہے؟“

”سرا میں تو تھوڑی سی جیال چھانٹا ہوں۔“

”اچھا۔“

”اگر تم چاہو تو وہ ڈیل ڈیل ڈیل کی کہیں کر سکتے ہو۔ میں تمہارے جیسے تھوڑی در کی ضرورت ہے۔“

”اوس سرا میں اس کے جتنی سوچوں گا۔“

”میں تمہاری پوٹھن کا سوچ رہا ہوں۔ اگر تم وہ ڈیل ڈیل ڈیل کی کہیں کر سکتے ہو تو اس کے پوٹھن بھی ڈیل کر دیتی گا۔“

”مجھے بس زیادہ سے زیادہ تمہارا کام چاہیے۔“

اس نے اس پر مدد سے زیادہ دھمکا اور پوچھا کہ یہ صرف اس کی محنت اور لگاؤ کی بدولت ہی تھا۔

یہ تھوڑی سی طرف سے ملنے والی بٹری اور اس کی طرف سے ملنے والی بٹری میں بہت فرق تھا۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

☆.....☆

پاپا کچھ بچوں کے لیے شے سے باہر گئے ہوئے تھے۔ اس کا قائل اور لاسٹ سسٹر شروع ہونے والا تھا۔ ان دنوں وہ نہ چاہتے ہوئے بھی گھر پر رہ کر یہی تیار کر رہی تھی۔ وہ ٹیک ہانے کے لیے کچھ میں گئی تو باہر سے لانا

کی باتیں کرنے کی آواز آئی۔ اس نے زیادہ دھیان نہ دیا اور فیک گاڑا۔ اس لیے باہر چلی آئی۔ سامنے شاہ میر کو

لانا دونوں کڑے تھے۔ شاہ میر نے دائیں ہاتھ میں گاڑی کی چابی پکڑ رکھی تھی اور دونوں ہاتھ پر مسکرا رہے

تھے۔ ”میں چاہتی تھی کہ تھوڑا کام ہے۔ اب پھر کسی دن بہت ساری دیر کے لیے آؤں گا۔“ اس نے شاہ میر کو

کہتے ہوئے شاہ میر کو دیکھی ان کے پاس ہی چلی گئی۔

”میرے ہی گھر میں آکر لاؤ مجھے سے ہی ملے بغیر جا رہے ہو، بیوی بات ہے۔“ وہ خوشگوار لہجے میں بولی

اور دونوں ساتھ ہی گاڑی تک پہنچے ہوئے کچھ تھے۔

”اچھا۔ کیا ہو؟ تیار کی ٹیک جا رہی ہے؟“

”اب ٹیک ہے۔ تم جاؤ۔“ اس نے جوں کا توں کہا۔

”ٹیک تو میری تھی۔“ خیر انہیں نے یہ تھوڑی تھوڑی ہے۔ ”وہ گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔“

”کیوں؟“ وہ بہت زیادہ حیران ہوئی۔

”اس نے اپنی جاہ کی ہے۔“

وہ اسے رخصت کر کے واپس آئی تو لانا میں تھی۔

”کچھ نہ کہاں آیا تھا؟“ وہ لانا سے پوچھنے لگی۔

”میں پہلے ہی آتا رہتا ہے۔ جب میں اسے بلاؤں۔“

”اچھا تو آج نہ آیا تھا۔“ وہ ان کے پاس ہی بیٹھ گئی۔

”اب لانا کی بات دیکھو۔“ دیکھنے کو لگا کر لانا اور دوسرا تھا۔ پاپا بھی گھر پر نہیں تھے۔ ”ان کے جواب پر وہ

سرا لہجے میں بولی۔“

☆.....☆

اس کے کچھ بہت اچھے ہو گئے تھے اور وہ خود کو کافی تھا تھا کھانسی کر رہی تھی۔ آنکھیں اور سر کا پیو جمل ہو

رہے تھے۔ رات سے زکام کے ساتھ ساتھ لگایا تھا کھانسی تھا۔ لانا نے گھر میں سے ایٹھال کی جانب دیکھا تو وہ

بے پرواہی دکھانے لگی۔ ”کوئی کم بہت تھا۔“ اس نے ہور تھا گھر وہ تھوڑی تھوڑی کوزیا دوسرے پڑھانے والوں میں سے

تھی۔ ”میں سب ایک گلاس گرم دودھ کا لے کر وہ لانا کے پاس ہی آئی۔“

”بھائی! کافون آیا تھا کافون؟“ ایٹھال نے لگ رہی تھی۔ ”کہہ دیں کہ شاہ میر دو چار روز سے بیمار چلے۔“ لانا

گھر میں سے بولیں۔ ایٹھال نے ابھی ایک ہی گھونٹ پھر تھا۔ ”بھٹکل لگا اور کھایا ہوئی۔“

”کیا ہوا ہے؟“

”موسم بدل رہا ہے تو بیمار ہوا ہوگا۔“ لانا کی کام سے اٹھ کر چلی گئیں۔ ایٹھال نے بے چینی سے گھڑی کی

طرف دیکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

”لانا! میں کہیں جا رہی ہوں، دوپہر تک آ جاؤں گی۔“ اس نے با آواز بلند کہا۔

”مگر تمہارے پاپا کو کیا کہیں؟“ لانا بھی وہیں آ گئیں اور یہ بیٹھ گئیں۔

”کچھ نہیں کہنے کا میں کام کرتے ہوئے پہلے ہی آ جاؤں گی۔“ ابھی بہت تاخیر سے ان کے گھر آئے۔

”اچھا! آج میں میں ہوں۔“

”طیق تو دل کو زور۔“ لانا اس کی طرف تھوڑی لگاؤ ڈالتے ہوئے بولیں۔ ”کچھ لگائی رنگ کے کالون کے

سوت میں چلیں سامنے سے ہالوں کی کہیں بھی باہر لگی ہوئی میں ایٹھال چلی گئی۔

"ٹھیک تو ہے۔" میز سے گاڑی کی چابی اسی دوسرے بائیں رخا کر وہ باہر چلی۔ علی نے ایک دن سرسری سامنا کیا تھا کہ انہوں نے گھر بدل لیا ہے۔ وہ سٹائے ریس کڈ بن میں ادا کرتے ہوئے ذرا پیچ کر رہی تھی۔ ایک کھٹے کے بعد وہ ان کے کمر میں داخل ہو رہی تھی۔ گھر پہلے کی نسبتا بہت اچھا تھا۔ دوسری دفعہ تباہی کے گھر آئی تھی ایک دفعہ ٹرپ کی رات اور دوسری دفعہ اب۔

"اسلام ٹیکسٹ کی امی؟" بیٹی امی ہونے پر ہنسی ہوئی تھی۔ اسے دیکھ کر نہال ہو گئیں۔  
"کیسی ہے میری بیٹی؟" وہ ان کے ساتھ ہی بیٹھی۔  
"ٹھیک۔ آپ سناں۔" وہ ہنسنے لگی تھی۔

"اب کاشہر سے شاد میر کی طرف سے تحفہ بڑی چٹائی تھی۔" ان کے لیے سے منہ ہول رہی تھی۔  
"ہاں، کوہر سے وہ اب۔" وہ کڑی ہو گئی۔ تائی امی نے اسے اشارے سے کر کے کاٹ لیا۔ وہ ہنسنے چل رہی تھی۔ پورے جسم میں درد دور ہوا تھا۔

دروازہ کھول کر وہ اندر چلی گئی۔ شاد میر جاگ رہا تھا مگر لیٹا ہوا تھا۔ وہ کافی دنوں بعد اسے دیکھ رہی تھی۔ شاد میر کا تھکاتہ سے برا حال تھا۔ ذرا چمکانا ہو کر اسے بیٹھا۔ ایشیا ڈال تھا مگر اس کے کمر میں آدھ کچھ بھی نہیں تھا۔ شاد میر نے ہاتھ پال بچہ سے ساتھ ساتھ چلے گئے اور پوچھنے پر ڈیڑھ سی منکراہٹ ادا کی۔  
"کیسے ہو ماشا؟" وہ کرسی پر بیٹھی۔ بخاری حدت سے اس کی دوسرا رگھت، گھائی ہو رہی تھی۔ آواز بھی بوجھل وہ ہنسنے لگی رہی تھی۔

"میں تو ٹھیک ہوں۔ مجھے تو تم پر جاگ رہی ہو۔" اپنے کچھ میں المٹی پر بیٹھی کو اس نے پچھلایا اور قیاس آرائی کے سے آغاز میں بولا۔

"بہیمانہ درد ہوسا دوسروں کو بھی دیا ہی تھا ہے۔" وہ جھانکنا سوڑ رہا۔  
"دیکھو وہ کیا ہے جس میں؟" وہ حیرت ہوئی۔  
"کچھ بھی نہیں، امی تو بس زیادہ دیکھا ہوا بیٹان ہونے جاری ہیں۔" وہ ہلکا ہلکا ہوا کیا تھا۔

"جی جی جان تھی ہیں؟"  
"ماٹا تو ٹھیک ہیں، پایا آج کل میرے ایلی میٹن کے لیے میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"ہوں تو ٹھیک ہے جس میں اب ایلی میٹن کے لیے لیا ہے۔ پہلے تو پورے لٹ ہوئی ہو۔"  
"دیکھتے ہیں۔" وہ مسکرائی تھی۔ شاد میر اکتانیا پریشان تھا جاب ٹھیک ہو گیا تھا۔ ایشیا کی پریشانی کم ہوئی اور

پایا کی طرف سے ڈراما لایا۔  
"مہر کے اپنا بہت خیال رکھنا۔" وہ آہستہ سے علی۔ بیٹی امی چاہتے لیے دینے لگی تھی۔

"اب میں جاری ہوں تائی امی ایشیاں رکھے گا پتا۔" وہ مسکراتے ہوئے ایلوادی مصالحت کی غرض سے ان کی طرف بڑکی۔

"اب مگر میں تو چاہنے لاتی ہوں۔ اتنی دوسرے آتی ہو جاتی تو تھا۔" وہ مگر منہ سے ہوئیں۔  
"کوئی بات نہیں۔ میں ہی کرتی تھی۔" وہ مگر سے باہر نظر آئی۔ ایشیا ڈال تھا وہ دوسرا ہے تباہی کے گھر آئی تھی اور پائی تک نہیں گیا تھا۔ اس کے گھر کی میز پر ابھی تک اس کا رکھا ہوا دھکا گلاس پڑا تھا۔

ایشیاں کالا وہ کالج میں ایلی میٹن ہو گیا تھا اور وہاں کا کھڑکی سے جا بھی رہی تھی۔ پایا آج کل توڑا مٹھن ہے۔  
"یار امیر تو تمہارے بغیر دل اداں ہو گیا ہے۔ مگر میں پور ہونے سے بہتر ہے کہ میں نے پایا کے آس میں جا ب کر لی ہے تم بھی آ جاؤ وہیں، دوسرے میں رہیں گے۔" عائشہ اس کے کانج آتی ہوئی تھی اور مسلسل بولے جا رہی تھی۔

"عاشق کر دیا پایا ہے جو تے گوانے ہیں۔ وہ تو کبھی بھی پریشان نہیں دیں گے۔ میں نے ان سے پراس کیا ہوا ہے کہ لائز بنوں گی۔" عائشہ ہنسنے لگی۔

"تو کانج ناخ ہے بعد کرلو۔" اس نے فریاد کوئی سے ہنسنے لگی۔  
"کیوں مجھے کیا تکلف ہے جو کہ میں کرتی ہوں۔" وہ بے نیازی سے بولی۔

"ات نہیں ہے۔" وہ کڑی ہو گئی۔ تائی امی نے اسے اشارے سے کر کے کاٹ لیا۔ وہ ہنسنے چل رہی تھی۔ پورے جسم میں درد دور ہوا تھا۔

دروازہ کھول کر وہ اندر چلی گئی۔ شاد میر جاگ رہا تھا مگر لیٹا ہوا تھا۔ وہ کافی دنوں بعد اسے دیکھ رہی تھی۔ شاد میر کا تھکاتہ سے برا حال تھا۔ ذرا چمکانا ہو کر اسے بیٹھا۔ ایشیا ڈال تھا مگر اس کے کمر میں آدھ کچھ بھی نہیں تھا۔ شاد میر نے ہاتھ پال بچہ سے ساتھ ساتھ چلے گئے اور پوچھنے پر ڈیڑھ سی منکراہٹ ادا کی۔

"کیسے ہو ماشا؟" وہ کرسی پر بیٹھی۔ بخاری حدت سے اس کی دوسرا رگھت، گھائی ہو رہی تھی۔ آواز بھی بوجھل وہ ہنسنے لگی رہی تھی۔

"میں تو ٹھیک ہوں۔ مجھے تو تم پر جاگ رہی ہو۔" اپنے کچھ میں المٹی پر بیٹھی کو اس نے پچھلایا اور قیاس آرائی کے سے آغاز میں بولا۔

"بہیمانہ درد ہوسا دوسروں کو بھی دیا ہی تھا ہے۔" وہ جھانکنا سوڑ رہا۔  
"دیکھو وہ کیا ہے جس میں؟" وہ حیرت ہوئی۔  
"کچھ بھی نہیں، امی تو بس زیادہ دیکھا ہوا بیٹان ہونے جاری ہیں۔" وہ ہلکا ہلکا ہوا کیا تھا۔

"جی جی جان تھی ہیں؟"  
"ماٹا تو ٹھیک ہیں، پایا آج کل میرے ایلی میٹن کے لیے میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"ہوں تو ٹھیک ہے جس میں اب ایلی میٹن کے لیے لیا ہے۔ پہلے تو پورے لٹ ہوئی ہو۔"  
"دیکھتے ہیں۔" وہ مسکرائی تھی۔ شاد میر اکتانیا پریشان تھا جاب ٹھیک ہو گیا تھا۔ ایشیا کی پریشانی کم ہوئی اور

پایا کی طرف سے ڈراما لایا۔  
"مہر کے اپنا بہت خیال رکھنا۔" وہ آہستہ سے علی۔ بیٹی امی چاہتے لیے دینے لگی تھی۔

"اب میں جاری ہوں تائی امی ایشیاں رکھے گا پتا۔" وہ مسکراتے ہوئے ایلوادی مصالحت کی غرض سے ان کی طرف بڑکی۔

"اب مگر میں تو چاہنے لاتی ہوں۔ اتنی دوسرے آتی ہو جاتی تو تھا۔" وہ مگر منہ سے ہوئیں۔  
"کوئی بات نہیں۔ میں ہی کرتی تھی۔" وہ مگر سے باہر نظر آئی۔ ایشیا ڈال تھا وہ دوسرا ہے تباہی کے گھر آئی تھی اور پائی تک نہیں گیا تھا۔ اس کے گھر کی میز پر ابھی تک اس کا رکھا ہوا دھکا گلاس پڑا تھا۔

ایشیاں کالا وہ کالج میں ایلی میٹن ہو گیا تھا اور وہاں کا کھڑکی سے جا بھی رہی تھی۔ پایا آج کل توڑا مٹھن ہے۔  
"یار امیر تو تمہارے بغیر دل اداں ہو گیا ہے۔ مگر میں پور ہونے سے بہتر ہے کہ میں نے پایا کے آس میں جا ب کر لی ہے تم بھی آ جاؤ وہیں، دوسرے میں رہیں گے۔" عائشہ اس کے کانج آتی ہوئی تھی اور مسلسل بولے جا رہی تھی۔

"عاشق کر دیا پایا ہے جو تے گوانے ہیں۔ وہ تو کبھی بھی پریشان نہیں دیں گے۔ میں نے ان سے پراس کیا ہوا ہے کہ لائز بنوں گی۔" عائشہ ہنسنے لگی۔  
"تو کانج ناخ ہے بعد کرلو۔" اس نے فریاد کوئی سے ہنسنے لگی۔  
"کیوں مجھے کیا تکلف ہے جو کہ میں کرتی ہوں۔" وہ بے نیازی سے بولی۔  
"ات نہیں ہے۔" وہ کڑی ہو گئی۔ تائی امی نے اسے اشارے سے کر کے کاٹ لیا۔ وہ ہنسنے چل رہی تھی۔ پورے جسم میں درد دور ہوا تھا۔



”ہیٹال اجاب آور میں کہاں تھیں تم؟“ ڈاکٹر نے ہونے پایا ہے اس  
”مینگ میں۔“ دو دفتر پولی۔  
”میں کس کے ساتھ آئی ہوں؟“ ان کا لہجہ زیادہ پرستش تھا۔ دو جھکی۔  
”سر کے ساتھ۔“  
”اچھا!“ انہوں نے جھپٹی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا۔  
”شوہر کے ساتھ میں؟“ دو ذرا رکتی سے اگلے دو رازر شمی۔  
”وہ ہیں کام کر رہے۔“ دو مشتاق شمی۔  
”ہزار دفعہ تم کہتے ہو کہ ان لوگوں سے کوئی رابطہ نہیں رکھنا۔ انہیں ہونے  
کے لیے ایسے ہی کہتے ہو کہ جس سے ان کی انہیں کے نشان تھے۔ وہ کم کم کی۔ ماما۔  
فری میں۔“ پاپا کی بات کوئی کی؟“ دو ہواڑے۔  
”پاپا! بابا ہی کیوں کی؟“ دو ہواڑے۔  
”جب سے میں لی تھی۔“ وہ اٹھ کھڑے ہوئی۔  
”مجھے اس کے ساتھ دو ملائی تھی اور ہر کوئی کے۔“ دو بچتا ہے۔  
”وہ اٹھ کے بعد آؤں گا سارا نظام اس کے پاس ہے۔“ دو جاتا ہے  
”دو شمی۔“  
”ایک بات تو تم نے پاپا اہلا پاپا کو ان لوگوں سے خرابی کی نظر آتی ہے  
”وہ سب کے سب خراب ہیں۔“ ماما صاحب کی طرح ہی ان لوگوں  
ہے۔ کوئی کی حد ہے۔“ اس نے ان کی بات کائی۔  
”تاکا کاسک پاپا! اور نظر میں ثبت کیجئے تو آپ کچھ ملے۔ یہاں بہت  
مجھے یہ خبر پائی چلائی تھی۔  
”ہوں! اتھارہ کی نظر بھی اچھی تیر نہیں ہوئی ہے۔“ انہوں نے اسے سی  
☆ ☆  
ان کے سنے پر شمس کی چشمہ کے لیے وہ ڈاکٹر کی تصاویر دیکھ رہے تھے۔  
لور ایٹال بیٹھے تھے۔ وہ کائی چپ چپ جھپکی تھی۔  
”ہیٹال! ان میں سے بھلا کوئی ذرا اچھی ہے۔ میرا منت مشورہ ہے  
کر لوں گی۔“ عاشقا سے چمکنے لگی۔  
”اگر جان سے سرواڑے نہ کرائی دے تو حاضر ہوں۔“ دو شمی کی سے ہی  
”لاؤ دو تم کو تو لوگ آدے سے کھٹے سے دلاؤ انہیں سلیکٹ کر سکتے  
خوب صورت نظر آتی نہیں سکتا۔“ دو جھٹکا کر بولا۔ اب تک وہ جھپکی GMK  
سکے نہ مانا ہو تو تھے دور تان کے تھے شہر شاہ میرا ہیٹال اور عاشقا پر  
لور عاشقا کی ترقی کے کی مراحل ملے کر جکی میں۔

”ای اے اب آپ کا بیٹا اس کا قتل ہو گیا ہے کہ چچا اب آپ کو کھانسی نہیں کر سکیں گے۔“ شاہ میر سرور ساہواری نے اس کی بیٹائی چم لی۔ ان کے بچنے کے لیے چچا چند برسوں سے درجن جاگ جاگ کر کھنکھیں کیں تھیں۔ ایٹھال کو شاہ میر کی بہن کاٹھان کی برسوں پرانی خواہش تھی۔

”مجھے اپنے بچے پر جان تھا کہ وہ میری خواہش کا احترام کرے گا۔“ وہ پیار سے بولیں۔

اگلے ہی دن وہ ایک دفعہ میر سے ڈوالتقار صاحب کے گھر موجود تھیں۔ جواب غلاف قرق تھا۔ اس دفعہ انہوں نے میر سے انکار کر دیا تھا۔

”اما جھٹھا کھیں۔“ ٹلی کی ہاوی سے لوٹ گئی تھیں۔

”آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟“ خانہ دان کے اٹھے کھلے لوگوں کو آپ نے دلیل کر کے رکھ دیا ہے۔ اب کسی وزیر عظم کا رشتہ آنے سے رہا۔“ وہ پست ہی نہیں۔

”ہاتھ دیرا نہیں لگتی ہے۔“ انکی ڈھنکان کو انکار کیا گیا اور اب جب وہ ہمارے ہم پلہ بکھرے ہم سے زیادہ ہی ہو گئے تو میرا بھی ارادہ تھا خانہ دان میں سرسری بیٹے مرنے ہے۔ اس کی شادی (ایٹھال کی) بھی کبھی شاہ میر سے نہیں ہو سکتی۔“ وہ دو لوگ اعزاز میں ہاتھ کر گئے۔

مگر کدو لے کر میں کڑی ایٹھال کی یقین ہو گیا تھا کہ اس کا شاہ میر کے ساتھ کوئی رشتہ بن جانا مشکل ہے۔

اس کا دوسرا سال L.L.B مکمل ہو چکا تھا۔ تاہم آخر کی وہ لازمی جاتی تھی۔

پاپا نے اپنے لیے تھوڑی شاہک کر تھی اور مانے ایٹھال کو رمضان آنے سے پہلے پہلے کر کے لیے۔ خیر عاری کی تحنن لی ہوئی تھی۔ وہ جو مکمل دل کے ساتھ ہر کام کر رہی تھی۔

”پاپا میں کچھ سامان لے لوں آپ دیکھیں۔“

انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ مانا کے لیے تیس سا ایک سوٹ دیکھنے لگی تھی۔ اس نے آج تک کسی کو ایسی ڈانٹ کر نہیں سنے ان کے لیے کوئی چیز نہیں خریدی تھی۔ اس کا ارادہ اور ان کو یہ گھٹ میں سوٹ دینے کا اصرار تھا۔

لیے کچھ خریدنے کے کوئی نہیں ہو رہا تھا۔ شاہ میر بھی وہیں شاہک کر رہا تھا۔ اس کی نظر ایٹھال پر پڑی تو ان کی طرف بڑھا۔ ایٹھال اس کے دیکھنے لگی۔ وہ اچانک اس اور کدو تنبر کی طرف بڑھی۔ پاپا بولے اور سے تمام اچھا کر کے رہے تھے۔ جانے کیوں انہیں لگتا تھا کہ ایٹھال ان کی نا فرمائی کر رہی ہے اور اپنے گھڑنے سے راہ لے رہے ہوئے ہے۔ پھر وہ اس کے قریب سے ہی اسے نظر انداز کیے آگے بڑھی۔

ڈوالتقار صاحب اپنے رشتے داروں کے معاملے میں ایٹھال کی سبکی سے بیازاری تو جاتے تھے۔ شاہ میر کا کافی حیرانگی سے پلٹ گیا۔

دوری سے اسے دیکھ کر اس کی طرف بڑھانے والی ایٹھال کا رویہ دیکھنا پاپا تھا۔

”حسن کی معافی ہے کوئی ابھی ی شاہک کرلو۔ یہ لگتا ہے کہ ڈوالتقار ایٹھال کو دیکھ کر اٹھوٹی بیٹی ایٹھال ایٹھو دیکھت بھی اس شائن میں موجود ہے۔“ پاپا فخر سے بولے تھے۔

”کون حسن؟“ وہ بدلتے ہوئے اسے پاپا کا رویہ چھانیں لگا تھا۔ ان کی وجہ سے وہ شاہ میر سے نہیں ملتی تھی مگر وہ اس کے ہاتھ سے تھوڑو کی ان کی ٹیڈی کی۔ ان کی غفلت سے ابھی طرف واقف۔

”تہا میر کا چھو کا بیٹا۔“ انہوں نے جواب دیا۔

”چچا اک ہے؟“ وہ سرسری طور پر پوچھنے لگی۔

”رمضان میں ہے شاید۔“ انہوں نے جواب دیا۔

شاہ میر گھر جا رہا تھا کہ جب اسے روک کر پہلے ہوئے نقوش پر چچا کا گمان ہوا۔ کلا کوٹ داکینا ہاتھ پر ڈالے۔ ٹلی کی ٹاٹ ڈھکی لیے بیٹے سے شرابور پچائی تھی۔ اسے انہیں اس حالت میں دیکھ کر زرا حیرت ہوئی تھی۔ گاڑی ان کے پاس جا کر روئی۔

”چچا آج آئے کچھ چھوڑ آؤں۔“ شاہ میر نے اپنی طرف کا شیشہ کھولتے ہوئے کہا۔ ڈوالتقار صاحب نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے آگے AC گاڑی کی ٹکلی سے ان کے حواس بے ہوش۔

”ایٹھال تو ہیں آپ۔“ انہیں کچھ بے ساسی سے دیکھ کر رو رہا۔

”اب وہ گاڑی کی جگہ لی ہوئی ہے۔“ وہ کالی بدھ اس تھے۔

”وہ کدو تنبر سے بولا۔“

”تھوڑی دیر پہلے۔“ شاہ میر کی بکڑائی ہوئی بول سے پانی پئے گئے تھے۔ شاہ میر نے گاڑی کا رخ پولیس سٹیشن کی طرف کر دیا۔ ریوٹ درج کروائی۔ اس معاملے کو وینڈل کرنا کہ ڈوالتقار صاحب زیادہ ابھی طرح جاننے تھے مگر اس نے ان کی ہر طرح مدد کی۔ کالی رات ہوئی تھی جب ڈوالتقار صاحب کی گاڑی واپس ملی۔

”تھوڑی دیر پہلے۔“ شاہ میر ہاتھ ملاتا ہوا کر رہے تھے۔

”تھوڑی دیر پہلے۔“ ڈوالتقار صاحب سرسری سالتے کہہ کر یہ جاوہ چلا۔ شاہ میر سر جھٹکا ہوا گاڑی کی طرف بڑھا۔

حسن کی معافی کی تقریب تھی۔ ابھی چھلکی انتظامیہ کے بعد پر کھلف ڈنکا اجرام تھا۔ چھ ایک باہر کے مہمان تھے۔ پانی سارے گھر کی تھے۔

سیدنی فراق اور چوری دار پاجاے میں دو درجہ راجت والی ایٹھال، کوئی بی بی ای گلدی تھی۔ خانہ دان کی کسی تقریب میں جانا اگر اس کا خواب رہا تھا تو وہاں جا کر جو اس کے محسوسات مجروح کیے جاتے وہ صرف ایٹھال ہی جانتی تھی۔

پاپا غریب سے سلام دعا کر کے مگر اس پر کڑی نگاہ آ یا کہ وہ کسی سے فری تو تھیں۔ حسن نے راہبر کو گھنٹی پہنائی تھی۔ وہ ایک سائیکل پر خاصوی بیٹھی تھی۔ فری میں سوٹ میں شاہ میر حسن کے ایک طرف کھڑا تھا۔ وہ کسی سے آگے بے تکلف نہیں ہوئی تھی۔ ابھی گھر جا کر اس کی شامت آ جاتی۔

”کوئی تم کیوں اصرار کر رہے ہو۔ کھانے کی تیاری میں میری مدد کرو۔“ زین، شاہ میر کو دیکھ کر معنوی گھوری لاتے ہوئے بولا۔

”رہنے دو اسے وہیں کہتا ہوگا اس کے ساتھ رہ رہ کر اس کی بھی جلد ہی باری آ جائے۔“ کوئی اور کرنز بولا۔

”چھوڑو۔“ شاہ میر نے دفاع کے لیے چھوڑو کا واژ دیا۔

”زادہ رو مت میر سے بیٹے ابھی تیری خواہش بھی پوری ہو جاتی ہے۔“ چھوڑو آتے پیار سے خود سے

پہناتے ہوئے تھیں۔ وہ مصوٰی نارانی سے پیچھے ہٹ گیا۔

”سارے خاندان والے اصرار میں جمع ہیں اور میں پورے خاندان کی موجودگی میں اپنے شاہ میر کے لیے ذوالفقار سے ایصال کا رشتہ مانگتی ہوں۔ ذوالفقار! کچھ سوچ کر جواب دینا۔“

پچھو پچھو آواز سے ذوالفقار صاحب سے مخاطب ہوئیں۔ انہوں نے ذوالفقار صاحب کی اٹا کی پاسداری کرتے ہوئے میرے خاندان میں ان سے رشتہ مانگا تھا۔ وہ ذرا حیران ہو گئے۔

پچھو پچھائی نے بھی جبت میں جواب دینے پر کاسیا کو وہ سوچ میں پڑ گئے۔ اماں اور تائی اکی کی پلاننگ کی بدولت ہی آج پورے خاندان کے سامنے رشتہ مانگا گیا تھا۔ اس طرح ذوالفقار صاحب کی ضد بھی ختم ہو جاتی تھی۔

ایصال کو اس پر کیا پاسداری کرتے ہوئے، وہ اپنی بھری لیتے۔  
 وغیرہ اور جانے کیا کیا لقب دے رکھے تھے۔ جس سے دل کی گنگائی بھی وہ اسے ہی حاصل نہ کر سکی۔ پاپا کے صاف انکار کر دینے سے پہلے ہی وہ انہی اور کمرے اندر دھکی کر طرف بڑھنے لگی۔ وہ جلد سے جلد یہاں سے چلی جانا چاہتی تھی۔

”میں آج سے اپنی بیٹی شاہ میر سے منسوب کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ جتنی چاہے اسے مانگا گیا ہے اسے اپنی ہی چاہ زندگی بھر لے گی۔“ آخر پاپا نے فیصلہ کر ہی دیا۔

باپ کی طرف جاتے اس کے قدم ٹھٹھک گئے۔ سب کو نرنے ہوئے شروع کر دی تھی۔ وہ بے چینی سے وہیں کھڑی تھی۔ پاپا کا کیا بھروسہ اس کا انکار کر دیں۔ وہ ابھی تک بے یقین تھی۔ ہر طرف شراٹھ چکا تھا۔ تائی اکی اسے بازو سے پکڑے سب کے سامنے لے گئیں۔

اب وہ حسن اور راجو کے پاس ہی کھڑی تھی۔ سب انکا ہوں کا مرکز کانون میں لٹکے منہ دیکھنے کے بجائے ان کی کوئی حرکت کو دیکھ رہی تھیں۔ وہ ابھی تک اپنی ہونٹ ابھی تک بے چینی سے تھک رہا تھا۔

شاہ میر نے اس کی نازک انگلی میں ڈانڈ رنگ پہنائی۔

”کمال ہے شاہ میر! اپنی چاری کے ساتھ آئے تھے، ہم۔“ زمین نے فخر و کمال۔

وہ ابھی تک اس کا چاندنی میں پیکو جود دیکھ رہی تھیں۔ شاہ میر رضا آفراس کی سے منسوب ہوئی گیا تھا۔

جس کو حاصل کرنے کے لیے اس نے کئی سال بھر محنت اور مشقت کی تھی۔

”آخر آتی بھی کبھی کیا، ایصال! تیرا معاملہ میری اور کونجی جہادی۔“ حسن نے اسے دیکھا۔ ان خوب ناک لہو کا ایصال کو یقین دہانی دے رہا تھا۔ ایک مہر پر سکرانٹ نے اس کے لوہے کا ہاتھ لگایا تھا۔ ایک خوش کن احساس ہر طرف پھرا تھا۔

☆ ☆

”ایصال! شاہ میر نے اس کے کمرے میں بھاٹکا۔“

”ہوں۔“ کیزوں کو تھکائی ہوئی ایصال نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

”میدان شنگ کے حلقے کیا خیال ہے؟“ وہ کمرے میں بیٹھا گیا۔

”تم تو شاید ایسے معاملات میں کبھی راجع ہوتے ہو۔“ اس نے اس پر چوٹ کی۔ وہ بے اختیار پس پڑا۔

”خبر دو یہ تم اسے کیسے ہو گئے؟“ کیزوں نے لہری میں دیکھتے ہوئے وہ پٹکی۔

”آج کل مجھے اتنی خوشی ہو رہی ہے کہ شگفتہ کو خود بخود دل ہی کرتا ہے۔“ وہ واقعی کچھ کہہ رہا تھا۔

”کیوں کوئی نیا کٹر ٹکٹ لے گیا؟“ وہ شاید بھوکا اور رشتہ چاہتی تھی۔ سارے کیزوں نے لہاری میں رکھنے کے بعد وہ اس کے ساتھ ہی کمرے سے باہر نکل آئی۔

”نہیں! وہ مختصر ہو گا۔“

”ایصال! گاڑی ذرا تیز کرتے ہوئے وہ بولا۔“

”ہوں۔“ وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

”میری ساری کامیابیاں تمہارے نام ہیں۔“ وہ دیر سے سے بولا تھا۔ ایصال کا منہ چھوڑا۔

”میں آج جس مقام پر ہوں صرف اور صرف تمہاری وجہ سے ہوں، اگر تم نہ ہوتے تو میں آج بھی یونیورسٹی میں MBA کی کلاسز کو پڑھا رہا ہوتا۔“ وہ اعتراف کرتے لگا۔

”میں۔۔۔ اسے دانی نہرت ہوئی۔“

”جب چلنے چلی، دھکی میں انکا ایک تو مجھے بہت غصہ آیا۔ میں ان کے انکار کی وجہ اپنی طرح جانتا تھا۔“

”خود سے اسے نہرت تھی۔“ کمرے میں نے پوری ہمد جھد کی، صرف اس مقام تک پہنچنے کے لیے جس کی تم حقدار تھیں۔“

ایصال کو اس کی پرانے دن کی جاب اور پھر رات کیڈی میں پڑھانا یاد آیا۔ اسے ان کا پیلا کمر اور بعد والا کمر یاد آیا۔ اسے شاہ میر کا پیلے والی موٹر سائیکل اور اب والی AC کا یاد آیا، مائے جنرل شرٹ پہننے والا لڑکا اور

اب کا باڈی کٹر شاہ میر یاد آیا۔ وہ یاد لایا تھا تو صرف اس کی چاہ میں اور وہ ہر ایک پر اپنی ہی تو صرف اس کی چاہ میں۔

شاہ میر کو کورٹیلوڈ میں خیر اور جنرل والی ایصال رضا سے ہی محبت کی اور اسے سادو سے جنرل شرٹ

دا لے شاہ میر سے۔

اب بہت سال گزر چکے تھے۔ اب بہت کچھ بدل چکا تھا۔

”اگر کچھ سے بدلنے کی غرض سے میں چاہتا تو نہیں بھاگ کر لے جاتا۔“

اس نے شاہ میر کو گھوما۔ وہ ہنسنے لگا۔ ”مگر میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں کر ہی نہیں سکتا تھا۔ بس مجھے اس مقام تک پہنچنا تھا جس پر پہنچ کر تمہیں حاصل کر لیتا۔ میں نے سن کر کہا تھا کہ جس سے دل کی گنگ لگ جائے اسے

حاصل کرنے کے لیے جتن بھی پڑا دینے پڑیں۔ نیلہ محنت دیا گیا نہیں جائے گی۔“ وہ غصے لہجہ میں بولا۔

”شاہ میر!“

”ہوں۔“

”چائے نہیں پلاؤ گے۔“ وہ شرارت سے بولی تھی۔

وہ دونوں ہنسنے لگے تھے۔ میڈ کا پانچواں آگیا تھا۔ چنے پڑے کھانے تھے۔ جدوجہد کو حاصل کرنے والوں کو حاصل ملی چکا تھا۔ ”میدان شنگ“ کی پہلی فضا بھی اعتراف کر رہی تھی لیکن ابھی ہوتی جیت قدر ہوتی ہے۔

☆☆☆

## دورِ دل کا چہانر

سڑک کے کنارے رکی وہ پتھر گول تک دور تک جاتی بس کو دیکھتی رہی تھی۔ آج وہ واحد پتھر تھی جو اس



انساپ پر اتنی تھی وہ نہ عموماً اکاؤنٹ کا افراد سے بس کے انتظار میں یا ساتھ ہی بس سے اترتے دکھائی دے جاتے تھے۔ اس طے میں آبادی بہت کم تھی۔ اس کے لیے قیمت تھا کہ یہ ایک بس یہاں سے نزدیکی تو ہے سر پر چادر درست کرتے ہوئے اس نے سڑک کے دوسری جانب بوسیدہ دیوار کے دور تک جاتے سلیکے کو دیکھا تھا۔ اس دیوار کے پار شہر خوشیاں کا ماحول تھا۔ پلٹے سے پہلے اس نے



میدان پہلے تھے۔ پہلے دن یہاں آکر وہ کچھ پر اسان ہوئی تھی مگر اب تو ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔ اپنے گھر سے کچھ فاصلے پر وہ جس گھر میں دو بچوں کو ٹیوٹن دینے جاتی تھی ان بچوں کی ماں نے اسے یہاں کا ایڈرس دیا تھا۔ صاحبہ ان کی دوست تھیں اور ان کو اپنے بچوں کے لیے ٹیوٹن کی ضرورت تھی۔ اسے یہ بہتر لگا تھا اپنے دن کے دو کے بجائے چار گھنٹے ٹیوٹن دے کر اسے زیادہ فائدہ ہوتا جب کہ اسکول میں ٹیچنگ کی جاب وہ بارہ گنا اس کے لیے فائدہ مند نہ تھا۔ سہل پہلے اپنی طبیعت کی خرابی کے باعث اس نے ٹیچنگ ترک کر دی تھی۔ کچھ ہی تھا کہ طویل عرصے سے اس جاب سے ششک رہ کر وہ اس کا بچاؤ تھی۔ بیماری کے دوران ٹیچنگ کا سلسلہ رکاوٹ پھر اس کا دل نہیں چاہا وہاں جس جگہ اس نے سوا سال

☆ ☆

کیٹ صاحبہ کے شو پر نے کھولا تھا۔ آج بھی وہ ان کو سلام کرنے میں دیر لگتی یا پھر وہ خود سلام میں ہلکے کرنے سے محسوس جھکتے تھے۔ بہر حال شرمندگی سے ان کے سلام کا جواب دینی صاحبہ کی طرف وہ سوچہ ہوئی تھی۔

”مجھے تمہاری بات بہت پسند آئی ہے کہ تم بائبل ٹیک وقت پر پہنچ جاتی ہو۔ حالانکہ بہت طویل سفر کرنے کے یہاں آنا ہوتا ہے تمہیں۔“ صاحبہ اس کی تعریف کرتے ہوئے اسے اپنے ہمراہیوں میں لے آتی تھیں۔ اس ہل کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ایک ایک وی لاؤنج اور دوسرا رانگ روم۔ وی لاؤنج سے گزرتی وہ رانگ روم داخلے تھیں۔ آئی تھیں جہاں دونوں بیٹے اپنے بیگز اور کتابیں پھیلائے اس کے فشر تھے۔

”جب مذاثر ان دونوں کی خبر لڑکھو تو ان کا پھیلا ٹیبلٹ لیا۔ وہ تب تک میں تمہارے لیے جانے لے آتی ہوں۔“ صاحبہ نے سہماتے ہوئے کہا تھا اور غیبت کے بیکہ خوب صورت پردے پھیلا تھیں وہاں سے پہلی گلی میں۔ حالانکہ اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی مگر گھر کے اندر آنے جانے کے لیے سب کو لاؤنج سے ہی گزرنہ پڑتا تھا۔ اس لیے احتیاطاً صاحبہ اس کی موجودگی میں پردے مگر ادنیٰ میں تاکہ مساتھ نہ اور وہ بیٹے اسٹریٹ نہ ہوں۔ دونوں بچوں کو ہوم ورک جلدی جلدی مکمل

اس نے اپنی رست واقع میں وقت دیکھا شام کے 4 بجتے والے تھے۔ صوب کے آٹار بھی باقی تھے۔ ہوا کے ٹیڑوں میں بھی قنات قائم تھی۔ سڑک سے ہٹ کر وہ نم نم میٹھا پراثر آتی تھی۔ سر اٹھانے لکڑی دور سے ہی لٹایا وہ عمارت اب بائبل اس کی ناک کی حد میں تھی۔ چلتے چلتے جانے اس کے سن میں کئی سال کی کدک کر اس نے اپنی بیٹی

کرنے کی تاکید کرتی وہ صاحبہ کی طرف سوچہ ہوئی چھپانے کے ساتھ اٹھتی تھیں۔ ”سانا یہاں آنے جانے میں کوئی مسئلہ نہیں“ وہ کہتا ہوا مجھے ضرور بتاتا۔ ”جی ضرور کرنی اہل ان کو سنا نہیں ہے۔“ اس کے سنجیدہ لہجے اور مختصر جواب پر وہ سر ہلاتی تھیں وہاں سے پہلی گلی تھیں۔ پہلے ہی دن اسے اتنا زور ہوا کہ کھانا کھا کر صحت خراب ہو گئی تھی۔ جب کہ وہ خود ان دونوں بچوں میں بھی کسی گھر پر گزرتی تھیں۔ وہ بھی وہ ان کی خوش آغوشی کے جواب میں ٹیک طرح مسکراتی تھیں۔ ”وہ بھی وہ یہاں جس کام کے لیے آئی تھی اس کی وجہ سے مگر مرکز رکنا چاہتی تھی۔“

صاحبہ کا خیال تھا۔ جانے کے لیے چلتے ہوئے ہمارا ارادہ اس کی وی لاؤنج کی رست آتی تھی۔ اگلے ہی ہل جانے کا اشارہ کرتے ہوئے ہر گلی طرح اس کے ملحق میں رہتی تھی۔ ”سانا لاؤنج میں آئے“ اس کی نظر میں بھی با آسانی تک پہنچتی تھیں۔ فوراً وہ نظر ہاتھ تکا شیف میں رہ گئی۔ اس کی جگہ پر اس کے مقابلے میں ایک صاحبہ سناہہ مشعل ساٹھ چھ سالہ تیز نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی تھی۔ ایسا پہلی بار نہیں ہوا تھا۔ پہلے اس اپنے گھر میں جب جب اسے صوب ملا وہ ایک ٹیکسٹ بک میں نظر ہونے لگی تھی اس شخص کے چہرے سے بدحواسی ہوا تھا۔ وہ تھکتی تھی اس وقت بھی شاید وہ بھول گیا تھا کہ اسے شیف میں سے کون سی کتاب اٹھانی ہے۔ سناہہ کی عجیب سی چھٹی نظریں وہ مشعل خود بے محسوس گرد ہوا تھا۔ بہر حال شیف سے ایک کتاب نکال کر پلٹنے سے پہلے اس نے سن انھیں سے پردوں کی سخت دیکھا تھا۔ تصدیق اسے تھی تھی۔ دو گناہوں نے اس کے چہرے کو چمک کر رکھا تھا۔ غائب

انگوں سے ہاتھ ہٹا کر اس نے ایسے ہی خالی خالی نظروں سے گھر کے دروازہ کو دیکھا تھا مگر ذہن خالی نہیں تھا۔ اس کی نظر دوبارہ کیر آئیے پر جا ٹھہری تھی اسے وہ دن یاد آیا تھا جس کے بارے میں وہ وہ چہا نہیں تھا۔ جی ہاں تھی۔ اس دن عرض اور بحر تقدیر دعویٰ میں یہاں اسی کمرے میں دوڑی آئی تھیں۔

”ہاں ابی لوگ آگے ہیں۔“ سحر کا جھلک بھرا لہجہ سے تیز آکر کہا تھا۔ ”چھالو تو گئے کون ہیں؟“ ”سن دو ہی ہیں۔ ایک وہ خود اور دوسری ان کی بہن۔“ ”کیا مطلب ہے وہ خود؟“ وہ بری طرح چونک کر سحر کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ ”جن کا رشتہ آپ سے ہونا ہے وہ خود آئے ہیں۔ قسم سے اسے اٹھنے لگے ہیں مجھے بالکل بالکل کی طرح اور ان کا بھتیخا اسٹیل تو آفت ہے۔“ سحر



وہ گمراہی سے ہی ہوئی تھی مگر اپنے ہی اس مسئلے نے جانے کیوں اس کو تشویش میں مبتلا کر رکھا تھا۔ اس پر اکتفا ہوا تھا کہ کہیں نہ کہیں دل میں یہ خوف بیدار ہو گیا تھا کہ اس پارہی کوئی رکاوٹ نہ ٹھکری ہو جائے۔

”بس جی جی ہو تمہارے حق میں بہتر ہو۔“ مخرج کے کہنے پر وہ خاموش رہی تھی۔ اس بار سے میں نہ وہ حریف کہہ سکتا تھا جتنی حق میں چنانچہ اتنی ہی یکن جہانوں کے جانے کے بعد اس نے دیکھا تھا کہ گھر کے بڑے نر جوڑ کر بیٹھ گئے تھے۔ ان کو لگ بھگ پندرہ آٹے تھے ہر طرح سے۔ اس کے ماسوں کو پوری امید تھی کہ اس بار بات بین جانے کی کیونکہ وہ خانوں بار بار ان لوگوں کی سادگی اور خشنودی کی تعریف کر رہی تھیں۔ سہانہ کو چلا تھا کہ وہ عورت دوسرے شہر میں اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ تھیں۔ سارے یہ یکن ہمایوں میں بڑی تھیں جس کے ساتھ وہ آئی تھیں۔ بیان کا سب سے چھوٹا بھائی تھا۔

اس بار وہ اپنے بیکے اس لیے آئی تھیں کہ اس آخری بھائی کی بھی شادی کر کے مخرج میں باپ کے فرض سے سکونت ہو جائیں۔ اس دن جب وہ سہانہ چلے گئے تو اس کی ماں اور بیٹیوں نے توقع رکھی تھی کہ اب کم از کم وہ دن تک تو سہانہ کا حراج بگڑا ہی رہے گا مگر حرجت اور طور پر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ ہاں یہ تھا کہ وہ لگ بھگ تین سو سالوں کی تھیں۔ اس بات عثمانی کی فائز کے بعد اس کی دماغیں خوب ہو گئی تھیں۔ اس کی ماں کو پوری امید تھی کہ کدات تک ضرور اس کے ماسوں کے پاس کوئی اچھا جواب بھیج جائے گا۔ بچہ تو تھا کہ وہ اپنی ماں سے زیادہ شدت سے شکر تھی۔ یہ سوچ کر اس نے خود کوئی دلی جی کر آج ہی اڈہ لوگ آئے تھے۔ وہ سوسکا ہے تک ہواں سے فون آجائے مگر..... ہرگز نہ دن کے ساتھ ہی اس دماغیں خوب ہو گئی تھیں مگر خاموشی کی کوٹ کر

میں دسے رہی تھی۔ اس کی ماں اور بیٹیوں نے تو نہیں تھیں جب کہ ماسوں کو یہ خبر تھا کہ کم از کم ان لوگوں کو ہاں یا ناں کا جواب تو دینا چاہیے۔ اس کی ماں اور ماسوں دونوں یکن بھائی بہت خوددار تھے۔ بیٹیوں فون کر کے یا اپنے دوست کے ذریعے بھی کوئی جواب نہیں مانگے۔ یہ نئی انتظار کی سولی پر لگے پورا ہند کر رکھا۔ اسکول میں بھی وہ دھڑ بھڑاتی مگر میں بیٹھ کے لیے جو اسٹوڈنٹ آتے تھے ان پر بھی وہ قہر نہیں دے پارہی تھی کوئی کام فیکلہ طرح سے اس سے نہیں ہو رہا تھا۔ رات میں دعا میں مانگتے مانگتے اسے جانے کہ تینہ آتی کچھ نہیں ہوتا تھا۔ حالانکہ اس نے کسی بار خود کو بھلیا کہ جو عصب میں نہیں اسے کیوں دعاؤں میں بار بار خدا کر کے مانگ رہی ہے۔ یہ جرتیں تو اس نے پہلے ہی نہیں تھیں۔ اس کا دماغ دینے لگا تھا۔ کوئی طاقت تھا کہ اسے اسے ہر وقت دعا میں مانگتے رہنے پر مجبور کرتی تھی۔ اس بھاری بیٹے کے ہر لمبے سے میں اس نے جس قدر ایک اچھا نہیں جس کے لیے اللہ نے اسے اور دعا میں کی تھیں اس کی زندگی میں اس ایک بیٹے سے پہلے ہی نہیں کی تھیں مگر آخر تک؟ اس نے اپنی دعا میں مانگی تھی کہ وہ ان اور دعاؤں میں سن ہو چکے تھے۔ آج میں شک ہو گئی تھیں۔ دیکھی میں کھلی بار کوئی شخص اس کے دل کو چھو گیا تھا۔ پہلی بار اس نے کسی کے لیے شدت سے دعا میں کی تھیں کہ اس دعا میں اثر نہ تھا شاید۔ اس نے کیا جانے نہ جانتا ہے پہلے کوئی دیکھی تھی اور اب تو کوئی نہ پارہی نہیں تھی۔ اس ایک بیٹے کے سکوت میں صرف اس کی دعاؤں نے ہی دم نہیں توڑا تھا کوئی چیز چاہ چاہ اس کے باہر بھی مر گئی تھی۔ جو دعا سے ملے اس کی غلطی کر کے نہ کی آؤ وہ وہاں میرے مگر اس نے تو جبراً خود کو ہر جی کے سخت خول میں قید کر لیا تھا۔

☆.....☆

بچوں کو پر مچا تے ہوئے وہ اپنی ساری توجہ ان پر مرکوز نہیں رکھ پارہی تھی۔ لاؤن والے حصے میں مباحث کی چھوٹی جگہ موجود تھی۔ اسے شاید بند آواز میں بات کرنے اور بات بات پر ٹھٹھکانے کی عادت تھی۔ وہاں کافی دور سے وہ دیکر کے ساتھ باتوں میں مگن تھی حالانکہ اس کے مقابلے میں دیار کی آواز بہت ہی کم مگر سہانہ کا شہد جواب دے گیا تھا۔ وہ دونوں ہی رک کر کے کی طرف متوجہ ہوئے تھے جس سہانہ نے ان دونوں کی طرف بھیجا تھا۔

”مجھے کب رہی ہیں آپ دونوں کی وجہ سے“ اس نے فریب ہو کر ہے۔“ بچے کے اس بیٹام کے بعد اس کے بچے کے گری نہیں رہی تھی۔ دیار کے چہرے پر کبھی کی کبھی کی خاموشی سے سہانہ کی یکن کا اشارہ وہ چاہے خود بھی جانے کے لیے لگا تھا۔ ڈرائنگ روم خالی ہو جانے پر وہ سختی سے جھپکتی وہ بارہ بچوں کو پر مچا تے میں صرف ہو گئی تھی مگر کچھ دیر بعد جب ایک اس نے لگا وہ آدمی بڑھو کی جانب آئی تو ہمارے کی لہروں کو وہ جھپک دیا تھی۔ وہ دونوں لاؤنچ کے بعد اب ان میں رہی کر رہیں تھے۔ وہ بارہ کارش باکس اس کے سامنے تھا چہرہ کوں تک وہ نظر اٹھا کر رہی تھی مگر جب بار بار اس نے دیکھا کوئی طرف بخود نہیں پایا تو کہیں میں شرار سے دوڑ گئے تھے۔ مگر کاشی وہ دوڑو گئی تھی اور ایک جھٹکے سے پردے سے کھج کر باہر کر دیئے تھے۔

☆.....☆

آج بھی وہ سینڈز کے اسٹریٹ میں ہاتھ میں بچے تم پر میری مٹی پر اپنے بیٹوں کے نشان چھوڑی ہو رہی تھی۔ پر سکون اور بھی بگلی گھر ماں کے ہونے کے چہرے پر عموں کرتی وہ سوچ رہی تھی کہ مباحث کو تباہ دے کی کل وہ بچوں کو پر مچا تے

فصیح اس کے کی مگر چھٹی کے دن آکر وہ اس کا تھے کا اڑا کر دے کی، کیونکہ بچوں کے فائل بچہ بہت نزدیک تھے۔ وہ کی سمورت کل چھٹی کرنے کا نہ سوچتی مگر عرض کے اصرار نے اسے مجبور کر دیا تھا وہ اصل کل اس کی ٹیبل کی جگہ چھڑے کی اور عرض پہلے ہی وارنٹ کے بدلے کی کہ وہ سہانہ کو کولی بھانڈا یا انکار سے ہی نہیں۔ اپنی سوچ میں اسے احساس نہیں ہو سکا تھا کہ کوئی اس کے بیٹوں کے نقش پر پناہ بیچے ہی آ رہا ہے۔

”مجھے آپ پر رشک آتا ہے۔“ عقب سے ابھری ہماری آواز پر وہ میری طرح چمک کر ٹپکی گئی۔ ”کس آپ پر میری طرح اپنے بیٹوں کے بچے زمین کو کھسکی تھی مگر کئی ہیں اور اس کی کی کوئی۔“ ایک بل کو کر کر دینے بات مکمل کی گئی۔ دوسری جانب توقع کے بین مطابق سہانہ کے تاثرات بگڑ چکے تھے۔ شہدے کا گوار نظر اس کے پیچھے چہرے سے پھلتی آ کر بڑھ گئی تھی۔

”آپ انتھوں کو اگر استعمال کریں تو شاید میں آپ کے سے کی وجوہات کو کچھ سکوں۔“ مجھے انھوں کی زبان نہیں آتی۔ ”اس بار اس کے لہجے میں کچھ ایسا رسوا تھا تھا نہ چاہے ہوئے ہی سہانہ کے قدم پر گئے تھے۔

”کسی کے گھر میں چھڑ کر بہت مزید طریقے سے شریف اور سادہ انسانوں کی عزتوں کا قاتل دیکھنے میں تو تاہر ہیں یہ آگئیں۔“ وہ بولی نہیں بھنگاری گئی۔

”آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟“ وہ دنگ تھا بالکل۔

”آپ کسی لٹو جی کا ڈکارت ہیں۔“ لٹو کچھ رہی ہیں۔“ سہانہ کی تیز چپتی نظروں نے اس کا احوال ڈالوں کر دیا تھا۔

”میں نہیں اور تم جیسے لوگوں کو بہت اچھی طرح



بکھ جکی ہوں۔ بہت عرصہ پہلے ہی۔ آئندہ مجھے خطاب کرنے کی جرأت بھی مت کرو ورنہ آئندہ کھانا میں جاتی ہوں۔" زہرہ خدیجہ نے منہ دھو لیا۔

دوسری جانب دیواری پانچ گھنٹے کا اسے ابھی نظروں سے دیکھ رہا تھا جو حرکت کے قریب کھینچ کر اپنے بیڈروڑ واپس چمکنے لگی۔

☆ ☆

چائے کے سہ لیتا وہ دیوار پر کھڑی سرسبز بیلوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس ہریالی نے اسے عجیب سی خوشی دی تھی۔ آخر کار اس میں اس کی اپنی محنت بھی شامل تھی۔ پچھلے کچھ عرصے سے اسے کارڈنگ میں کافی دلچسپی ہو گئی تھی۔ اس کا قارئین وقت عموماً اس کام میں گزرتا تھا۔ مطمئن ہو کر پلٹتا وہ صباحت کی طرف متوجہ ہوا تھا جو اسی جانب آ رہی تھی۔

"دیوار تم ابھی باہر کبھی جاؤ گے؟"

"مئی ہاں! بس مجھے بھائی کی واپس کا انتظار ہے۔" خانیکیان کے حوالے کرتا وہ بولا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے ان کے مرنے پر دوست ان کو کچک کر کے لے گئے ہیں۔ کوئی اچھا کھر ہمارے مطابق ان کو لوٹا ہو گا۔ وہ آپ کے گھر معلوم ہو گا۔"

"جب کہیں کہیں چکا ہوں کہ میں اس کھر سے نہیں جانا چاہتا۔ اسے سبیل کرنے کا مت سوچیں۔"

وہ کچھ نہ گواہی سے یاد دار ہوا تھا۔

"یہاں آکر تم جس قدر آدم بنو ارتجائی پسند ہو چکے ہو اس کے بعد کوئی اور کام میں خود بہت جمیدگی سے کینا اور شغف ہونے کا سوچ رہی ہوں لہذا اس معاملے میں تم خاموش رہو۔" صباحت کے مطمئن ہونے پر وہ کچھ کہتے کہتے کلام کا قیادہ بدلتی توں سے باہر آئی سہانے کے بعد پریشان کن چہرے نے ان دونوں کی توجہ پھینکی تھی۔

"مجھے ابھی اسی وقت کھر جانا ہے۔ میرے بھائی

کا ایکزیٹنٹ ہو گیا ہے۔" صباحت کو بدخواہی میں غلبہ کرنے کی وجہ اگلے دوسرے والی دہری تھی۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔ وہ خبر سے ہے؟"

صباحت نے تشویش سے پرچا تھا۔

"ابھی مجھ سے کوئی سوال نہ کریں مجھے کسی طرح اسپتال بٹھادیں۔" اس کے اٹھانی لہجے پر صباحت نے دیوار کو دیکھا تھا۔

"آپ کھر مت کریں۔ میں ابھی جیسی بیلا ہوں۔" دیوار نے فوراً سبیل فون نکالا تھا۔

"اس کے آنے میں وقت گئے گا جب کہ میں ایک منٹ بعد تک کبھی گاڑی کا آپ کی خراب ہے تو بایک تو بے میں کسی کے ساتھ بھی جانے کے لیے چار ہوں۔" وہ یہ کہنے میں حق بجانب تھی کیونکہ اس وقت کیرج میں کار بھی موجود تھی اور بایک کی کھر جو اب جہاں دور کی طور پر صباحت کھیل رہی تھی وہیں دیوار نے کھڑا ثابت ہی بول گئے تھے۔

"دیوار تم ڈرامے روکھوں کر کہ فوراً بیسی لائے گا کہ۔ میں بھی اس کے ساتھ جاؤں گی۔" صراحت کر کے سہانہ زیادہ وقت نہیں گئے گا۔ کھر کھیں ابھی اتنی ہوں۔" دیوار کو تکرار کر کے وہ سہانہ جواب کھینچ کر تیزی سے کھر کے اندر گئی تھی۔

"میں جیسی کا انتظار نہیں کر سکتی۔" سہانہ کی ہلکے آواز پر وہ روکا تھا۔

"انسائیڈ کے لیے آپ میری رات ہی مدد نہیں کر سکتے۔ آپ مجھے نہیں لے جاسکتے تو یہ میری حالت ہے۔" مجھے بالکل آپ کی پریشان کا اعزاز ہے۔ مجھے خود اس بات کی کھر سے کپ جلد اپنے بھائی کے پاس پہنچیں۔ میرے بس میں جو ہے وہ کھر کر رہا ہوں۔" دیوار کے نرم لہجے نے اسے کھلایا تھا۔

"یہ مدد کرنے کی کسی آپ کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے جیسا مانا ہے خود جاسکتی ہوں۔ میں نے طبیکی

دیوار کھر مجھے اعزاز نہیں تھا کسی کھر میں کوئی مرد نہیں ہے۔" کھر لہجے میں بولی وہ اس کے سامنے سے ہٹ رہی تھی کہ کلام دل اچھل کر قسطن میں آگیا تھا۔ دیوار نے کھنی سے اس کا بازو پکڑ کر واپس اپنے سامنے کیا تھا۔ اس کے سرخ ہوتے چہرے کے فیصلے اثرات نے سہانہ کی سانس ہی نہیں آواز بھی بند کر دی تھی۔

"وہ بارہ سے مت ڈرامے نہ تانا پڑے گا کہ اس کھر میرے دل سے ہونے کے پتے پر سخت لہجے پر سہانہ کی آنکھوں میں آنکھیں ہو گئی تھیں کھر فراموشی ایک خطے سے اپنا بازو پھینکی کھنی کی دست پر حق پانی تھی۔ صباحت کی آنکھوں نے کھنی کی اس قدم نہیں روکے تھے کھر صباحت اس کے پیچھے ہی بھاگی تھی تھا کھر کھر پہنچنے ہی ایک کھر کھنی کیا تھا۔ راستے کھر صباحت اسے طبیکی رات ہی میں جب کہ وہ بس خاموشی سے دل ہی دل میں اپنے بھائی کی خاموشی کے لیے دعا میں لگے ہوئے تھی۔

☆ ☆

راستے میں ہی اسے اطلاع مل گئی تھی فون پر کہ اس کا بھائی کھر پہنچا ہے کھر کھنچ گیا ہے کیونکہ کوئی کھر اس کی انگریز نہیں تھی۔ اس کا دل اپنے بھائی کو ٹھیک ٹھاک دیکھ کر جہاں مطمئن ہوا وہیں اس پر غصہ بھی بے تحاشا آ گیا تھا۔ صباحت کی موجودگی کی پر وہ کیے بچھے اس نے اپنے بھائی کو سخت کھر کی تھیں تاہم کھنچا۔ نیز بایک چلانے پر وہ اس سے پہلے ہی کھنی بار چھوئے چھوئے ایکسیٹنٹ اپنے کھر کا چکا تھا۔ پہلے ہی وہ صباحت سے سخت شرمندہ تھی کہ اس کی وجہ سے وہ پریشان ہو گئی۔

"تم کھر شرمندہ مت ہو، یہ میرا فرض تھا کہ اس کی پریشان صورت حال میں نہیں تھا کہ چھوڑ دوں۔" اس کے کھر کے ڈرامہ گم دم میں آتے ہوئے صباحت نے اس کی محضرت پر غار اٹھی سے کہا تھا۔

بول نہیں سکی تھی۔

☆.....☆

”دونوں کا کھول کر بن لو، تاج پلا دوڑا دے، لہجہ کو بالکل تنگ مت کرنا۔“ بچوں کو تاکید کر کے صاحب نے اسے دیکھا تھا۔

”آج پہلے روزے پر میں جا رہی تھی کہ اظہار پر تم ساتھ ہو، میں گھر پر نہ رہا۔“ بچے ہیں تمہارے پاس۔ ان کے شکوے پڑو، مسکرائی تھی۔

”رمضان کا پورا مہینہ باقی ہے۔ آج نہیں تو آگے کی دن اظہار آپ کے ساتھ ضرور کروں گی۔“

”فیک ہے عمر، اپنی بات تم بھی یاد رکھنا۔“ ان کی تاکید پر مسکرائے ہوئے ان کو ہاس سے جاتے ہوئے دیکھتی رہی تھی کہ جب اس کی سکرانٹ غائب ہوئی تھی جب اس نے دیوار کو اچھڑا کر دیکھا تھا

صاحت رک کر اس سے کوئی بات کرنے لگی تھی جب کہ وہ دروازے کا چاب نہیں دیکھ سکی تھی۔ اسٹیزر کی سمت جاتے دیوار کی نگاہ آج بھی باارادہ پرندے کی حد توڑی تھی۔ کچھ دن لگے تھے دیوار کو اس پتھر کا

لیٹین ہوئے پر کہ وہ اس کی چاب دیکھنے سے ہی گریز کر رہی ہے۔ اس کی کاٹ دار جھتی لگاؤں کا وہ عادی تھا کہ اب اس کا ہوا اس کا نظر انداز کرتا۔

دیوار کو بہت عجیب لگسدا تھا۔ صحران کی نماز صاحت کے گھر میں ہی ادا کر کے وہ

اب جانے کے لیے بالکل تیار تھی۔ رمضان کی وجہ سے اس کے خیال آنے جانے کے اوقات میں تبدیلی آئی تھی۔ گیت سے باہر نکلے ہوئے اس نے

رک کر صاحت کو دیکھا تھا جو پیچھے آ رہی تھی۔ ”سہانہ دوست روزگار سے میں نے کہا ہے کہ جس میں اسٹاپ بنک لے جائے، لیکن اس وقت

بس یہاں آئے میں کافی وقت بھی کھانسی سے تمہارا قہقارہ سن کر رہا تھا۔“

”اس کی ضرورت نہیں ہے۔ پریشان نہ ہوں۔“

مجھے کوئی مشکل نہیں ہوئی۔“ اس نے فوراً اٹھ کر کیا تھا کہ جب ہی صاحت کے ساتھ وہ بھی اسی جانب آئے

دیوار کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔ ”دیوار! ان کو اسٹاپ بنک لے جاؤ۔ بس کے آئے تک وہیں رکنا۔“ سہانہ نے اٹھ کر ان کی کیے

وہ دیوار کو تاکید کر رہی تھی۔ اثبات میں سرگرم حرکت دے کر دیوار نے اسے

بھونو دیکھا تھا جو صاحت چڑے کے ساتھ گیت سے باہر نکل گئی تھی۔ باہر بھی پیٹرز پر صاحت کے شوہر

برائے نام اخبار کی ورق گردانی میں مصروف تھے۔ سر جھکا دے وہ بھی پری میٹی میں دھتے اپنے بھروسہ کو

دیکھتی رہی تھی کہ اس کی ساری جینس ایک قدم پیچھے نہیں گھس گئی تھی۔

”آپ میری موجودگی میں بھی اپنے پیٹرز ہاتھ میں لے سکتی ہیں۔“ چہرہ کوں بعد ابھی سہانہ آواز

اس نے سن کر شوہر کی گرد دیوار کی جانب دیکھنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی لیکن اسے پتہ نہیں چلا تھا کہ اس

لے اس نے دیوار کے قدموں کا ساتھ دے کر اپنے قدموں کی رفتار دھبی کر لے لی۔

دیوار کے پلے کے اعزاز میں ایک واضح فرق محسوس ہوا تھا جو کہ پلے نہیں ہوا تھا۔

”کچھ بھائی عیادہ زنی تو نہیں ہوئے تھے؟“ دیوار کے سوال پر سہانہ نے نہیں ایک نگاہ سے

دیکھا تھا۔

چہرے پر ابلیسی جھانک کر گئی تھی۔ ”شاہ! آپ کو میرا اس طرح جواب ہونا پسند

آ رہا ہو کہ میں اسے دن بچپن تک نہیں مٹا دیتے کے بعد آج میں یہ کہنے کا موقع کھانا نہیں چاہتا کہ کیا

انسانیت کے نام آپ مجھ پر ایک احسان کریں گی؟“ اس کے بے اختیار سنجیدہ لہجے پر سہانہ اس کی

جانب نہ دیکھ کر ہی گئی تھی۔ ”آپ جینس میں باند کر رہی ہو؟“

”جی ہاں، ہم بدھ ہو رہے ہیں۔ میری ذات سے آپ کو بھی تعجب نہیں ہے۔“

”اس کے جواب میں اس نے کہا کہ اس کے سانس سنجیدہ ہو گئے ہیں۔“

”میری طرف سے آپ کو جو کچھ معلوم ہوا آپ اسے بھول جائیں۔ نہ میں آپ کو کچھ بھی جاننے کی نہ آپ مجھے نہیں گے۔“

اس نے فحاش زدہ لہجے پر دیوار نے اس کے چہرے پر ہر جگہ اس کے لکھنا اثرات دیکھے تھے۔

”جو کچھ تمہارا دماغ نے مجھے دیکھا ہے ہر دھن کو کوشش کروں گا۔ آپ مجھے بھانسنے کی کوشش تو

کر سکتی ہیں۔“ اس کے اصرار نے سہانہ کو نہذب میں ڈال دیا۔

”رمضان کے اس پہلے مقدس عشرے میں آپ کو میری احسان کرنے کا اس کی مشکل کو دور کرنے کا

موقع مل رہا ہے۔ کیا آپ اس موقع کو کوئی نظر اعزاز

”عظم! نہیں ہے کہ خواہوں تو تعبیر دینے کا موقع ہی ملے۔“

”آپ کو میرا اس طرح جواب ہونا پسند آ رہا ہو کہ میں اسے دن بچپن تک نہیں مٹا دیتے کے بعد آج میں یہ کہنے کا موقع کھانا نہیں چاہتا کہ کیا

انسانیت کے نام آپ مجھ پر ایک احسان کریں گی؟“ اس کے بے اختیار سنجیدہ لہجے پر سہانہ اس کی

جانب نہ دیکھ کر ہی گئی تھی۔ ”آپ جینس میں باند کر رہی ہو؟“

”جی ہاں، ہم بدھ ہو رہے ہیں۔ میری ذات سے آپ کو بھی تعجب نہیں ہے۔“

”اس کے جواب میں اس نے کہا کہ اس کے سانس سنجیدہ ہو گئے ہیں۔“

”میری طرف سے آپ کو جو کچھ معلوم ہوا آپ اسے بھول جائیں۔ نہ میں آپ کو کچھ بھی جاننے کی نہ آپ مجھے نہیں گے۔“

اس نے فحاش زدہ لہجے پر دیوار نے اس کے چہرے پر ہر جگہ اس کے لکھنا اثرات دیکھے تھے۔

”جو کچھ تمہارا دماغ نے مجھے دیکھا ہے ہر دھن کو کوشش کروں گا۔ آپ مجھے بھانسنے کی کوشش تو

کر سکتی ہیں۔“ اس کے اصرار نے سہانہ کو نہذب میں ڈال دیا۔

”رمضان کے اس پہلے مقدس عشرے میں آپ کو میری احسان کرنے کا اس کی مشکل کو دور کرنے کا

موقع مل رہا ہے۔ کیا آپ اس موقع کو کوئی نظر اعزاز



”معانی چاہتا ہوں مگر میں نے ہمائی کی اجازت سے آپ کو کال کی ہے۔ کیا میں بات کر سکتا ہوں؟“

”ہاں! میں بالکل ٹھیک ہوں تم فہرمنہ نہ ہو۔ میں جانتی ہوں تمہاری کوئی غلطی نہیں تھی۔“

”مگر میرے گھر میں کوئی یہ بات نہیں بھڑا کر تمہاری جگہ ہماری جگہ ساتھ ہوئی تو میں تب بھی ان کے نزدیک بھی کسی کو نہیں جانے دیتا۔ چاہے انہوں نے سر سے تھک نہ ہو بلکہ رکھے ہوئے۔“

”مگر میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں تھی۔ میں بس اس صورت حال سے خوفزدہ ہوئی تھی۔“ وہ درمیان میں ہلکی سی۔

”بات یہ نہیں تھی کہ تمہارے پاس رقم زبردستی کوئی اور جیتی چیز موجود نہ تھی۔ ان کا کارہ لفظ لوگوں کو کسی صورت کا نہیں تو کم از کم رمضان کا احترام کرنا چاہیے تھا۔ شاید میں اس حد تک نہ جانتا مگر تمہارا روزہ تقاریر سے کی حالت میں تم عین اور ایک مقصد کے لیے آئی ہو۔ میں اور میرے بری کے بھائی بھی کہ تمہیں کسی قسم کا نقصان نہ ہو لیکن میں اس میں کامیاب نہ ہوسکا۔“

”تم کوئی طرح کا کامیاب ہوئے ہو۔ مجھے اس چیز نے حیران کر دیا ہے کہ تمہاری جانی کی نے کھو رہی ہیں۔“

”ہاں! میں ان لوگوں پر حاوی ہو گئے تھے شاید اس لیے بھی انہوں نے مجھ سے دوبارہ کچھ پیچھے کی کوشش نہیں کی۔“

”سہانہ نے پوری سچائی سے کہا تھا۔“

”تمہاری باتوں کے کڑے بہت کمرے ہیں۔“

”ٹھیک ہوئے میں بددلت نہیں گئے۔“ وہ ہلکا ہوا۔

”ہاں یہ تو ہے۔“ وہ ایک لمبے کے لیے خاموش ہوئی تھی۔

”تمہارا شہر یہ میری خدمت دریافت کرنے کے لیے۔“

”شہر یہ مجھے ادا کرتا ہے تمہارا۔ مجھے چاہئے کہ اس کے لیے تم نے خود کو خطرے میں ڈالا تھا۔ میرے دل

”میں تمہاری عزت اور قدر بڑھ گئی ہے۔“ وہ ہلکا ہوا۔

”کچھ تم نے میرے لیے اچھا کیا کچھ میں نے تمہارے لیے حساب برابر مواب کسی کو کسی کا شہر ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ اس کے ہلکے ہلکے لہجے پر دیا چہرہ نکلوں کے لیے خاموش ہو گیا تھا۔

”جانتی ہو کل رات میں کچھ سوچتا رہا ہوں۔“ وہ ٹیکہ دی ہو لایا تھا۔

”شاید تم نے کچھ نہیں اچھا نہ گے مگر میں نہیں جانتا چاہتا ہوں۔“

”میں سن رہی ہوں۔“ سہانہ کے دل کی کڑھیں بڑھی تھیں۔

”میں یہ سوچتا رہا تھا کہ میں ان پہلے جو سلسلہ رک گیا تھا حالات آج کمرے سے خائف نہ ہوں۔ تو میں اس لیے کو آگے بڑھنا ہے کہ کوشش ضرور کرتا۔“ وہ دم لگے میں یوں لایا تھا۔

”حالات کے مجھ سے پرہیز کے تو میں کیوں اپنے حق میں نہیں کر سکتا۔“ سہانہ نے کچھ شرمکھتا کھنکھناتے ہوئے کہا۔

”میں حالات کو بدل دوں گا۔“ اس کا ہاتھ چمکا رہا تھا۔

”اس کے جواب نے دیا کوئی کیا تھا۔“

”میں جانتی ہوں تم کیا کہتے؟“

”ابھی طرح جانتی ہوں۔“ وہ ہلکی سی۔

”تم جانتی ہو کچھ پرہیز کر دھ کر قدم آگے بڑھا سکتے ہو۔“

”مجھے تمہاری یہ دوا پہلے ہے۔ ابھی طرح سوچ لو۔“

”خائف کا سامنا کرنا ہے گا۔“ وہ پچھتہ خیردار کر دیا تھا۔

”خائف کا سامنا انسان کو کب تک نہیں کرنا پڑتا؟“

”اس کے سوال پر وہ لاجواب ہوا تھا۔“

”تمہاری سپورٹ حالات کو اپنے حق میں کرنے کے لیے بہت ہے۔ میں شہر ادا کر رہا ہوں

”میں نے اپنی سوچ تم پر ظاہر کر دی ورنہ سہارے میں رہتا شاید تم پر۔“ اس کے کمرے پر چھیدو لگنے پر سہانہ خاموش رہی تھی۔ وہ دیا سے نہیں کہہ سکتی تھی کہ میں اس کا دل بھی اس سے یہ سب سننے کا خطرہ تھا۔

☆.....☆

خاموش بیٹھی عرش بنو اس کے چہرے پر چھائے سکون اور غمایت کے تاثرات دیکھ رہی تھی جو نماز کے بعد دعا مانگنے میں مصروف تھی۔ گل مباحث اپنے شوہر کے ساتھ ایک مٹا ہوا صندوق کے آگے لیٹی تھی۔ عرش کی کاپی اس سے ساری تفصیل فون پر معلوم ہوئی تھی۔ ان کے پاس ہے وہ اس وقت مٹا ہوا طور پر اسی بارے میں سہانہ سے بات کرنے آئی تھی۔ ”مگر میں آتی ہی اس کا خیال اور میں کے درمیان سرد دھجی محسوس ہو گئی تھی۔“

”جاننا ہمارے ہی رہتے دو۔“ سہانہ نے کہا تھا کہ وہ کلمہ تکلیف دے رہے ہوں گے۔ ”عرش کی تاکید پر اس نے عمل کیا تھا اور اس کی طرف آگئی تھی۔“

”ابھی ان پر پینڈنگ مت کرنا۔ کچھ وقت کھلے رہتے دو۔ درم کچھ ٹھیک تو ہوں گے۔“ کوشش سے اس کے قابو اس کا جائزہ لیتی عرش بولی تھی۔

”چین نہیں بھی کیا ضرورت تھی یہ مصیبت کر رہی تھی۔ باتوں کا بڑے بڑے کیا ہے۔“ اس کے دماغ میں پروہ میں مسکرائی تھی۔

”ہائی! ہم سب کو تمہاری خوش مزاجی سے بکراہی تھی اپنی جگہ غلط فہم ہیں۔ تم خود سوچ لوگ کیا کہیں گے۔“

”کچھ سنا جلد میرے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا مگر اس میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ میں سال پہلے کی طرح آج بھی حیران اس کے لیے رہا تھا

”ہے۔“

”ظاہر سب کچھ اچھا ہے۔ یہ سب مانتے ہیں تمہارا دل بھی اس کے لیے رہا ہے مگر ذرا حقیقت پسند ہو کر سوچو۔ جذبات کو ایک طرف کر کے دیکھو وہ تمہارے عجیب ہیں۔“ وہ بے لفظوں میں عرش نے اسے کھانے کی کوشش کی تھی۔

”ہاں وہ میرے عجیب نہیں ہے، مجھے ہے کئی درجے بہتر ہے۔ دیا کے لیے میرا دل راسی ہے اور میں اپنے دل کو بار بار نہیں بار کرتی۔ میں انسان کے لیے میں نے دعا مانگی تھی اب جا کر وہ قبول ہوئے تھاری ہیں تو میں کیسے ان سے خیردار ہو سکتی ہوں۔ میں نہ جانتی تھی میں نے حقیقت سے غافل ہوں۔ نہ ہی میں انھوں دیکھی تھی گل رہی ہوں۔ اسی سے جا کر کو کچھ دیا سے عرش شادی کر رہی ہے اس کے بعد بھی اگر ان کو لوگوں کی فکر ہے تو بھر جو چاہے کریں۔ مجھے میرے دل پر چھوڑ دیں۔“ وہ غلطی لگے شہادت ختم کر گئی تھی۔

”ٹھیک ہے۔ میں اسی سے بات کرتی ہوں۔“

”تمہاری رہنمائی کے خلاف کچھ ہو سکتی نہیں سکتا۔“ عرش نے کہا تھا۔

”دیکھو بتاؤ کیا تمہیں اس سے محبت ہوگئی ہے یا اس نے اپنے کی جڑے کا اعلان کر دیا ہے تم سے؟“ عرش نے جانتی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

”مجھے نہیں ہے۔“

”کوئی نوبت نہیں آئی ہے صرف محبت کے عمل ہوئے ہیں تو کسی کو زندگی میں شامل نہیں کر لیا جاتا۔“

”تو پھر دیا کی طرف سے اتنی جگہ کیوں کی جا رہی ہے؟“ عرش ابھی تھا۔

”اس کا مجھے پتہ نہیں کمرے کے لیے 3 سال بعد اب یہ جگہ، جگہ نہیں ہے۔“ اس کے منہ پر کچھ عرش سے دیکھ کر وہ لگی تھی۔

اس کی امید کے میں صلاح اس معاملے کو عرض اور اس کے شوہر نے بہت ملیچے سے سننا لیا تھا۔ اس کی ماں اپنے دادا کی بات کے نظر انداز کر سکتی تھیں اور مگر بچی اپنی حقیقت تھی کہ سہانہ رہی تھی۔ دہانے وہ بارہویں پر اس سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ جب تک سارے معاملات نہ طے پا گئے۔ رمضان کا یہ آخری جمعہ اس کے لیے اور بھی زیادہ مبارک اس لیے جانتا ہوا کہ اس دن ہی کثاب کا انتظام رکھا گیا تھا۔ رخصتی چند ماہ بعد ملنے میں آئی تھی۔ کثاب بہت سادگی سے اور دیاری کی خواہش پر مجبور نہیں ہوا تھا۔ اس کے بعد دیار گھر آیا تھا۔ ظاہر ہے اس بار وہ اس کے سامنے نہیں جا سکتی تھی مگر ایک بار مگر دیاری آئے۔ اس کی زندگی کو ایک نیا رخ دے دیا۔ اسے کال کی تھی مگر جانے جاتی تھی۔ جھجک بھی یا کچھ اور بہر حال اس نے سر کھال دیہیوں کرنے کا کھیر کاٹا یہ خود ہی نہیں دیار پر ہی قلم اٹھی تھا۔ کال کرنے کا مقصد گھٹے کے باوجود دوسرے اسے بہت اچھی طرح اپنی باتوں سے تنگ کر کے اسے کوفت میں ہی جھکا کر ہو گیا۔ جب کہ وہ سکرانی نظروں سے سر کوڑھتی رہی تھی۔ اس وقت تک جب تک دیار کا سارا کرڈیٹ سر کرنے لگا تھا۔

انگلینڈ میں دن اس نے صرف اپنے ساتھ اپنی دنیا میں باہر کی دنیا سے کٹ کر آنے والے وقت کے تانے بانے بنے گزارے تھے۔ کتنا خوش کن احساس تھا یہ اپنی ذات کو کسی خاص شخص کے اختیار میں دینا، ہر مل اس کے بارے میں سوچتا تھا جس میں بھی اسے اپنے اور دوسری سکرانی دیاری کی کیا کیفیات تھیں وہ نہیں جانتی تھی مگر اسے دیار کی یہ عجیب پسند آتی تھی۔ یہ کچھ کا تھوڑا شوق میں باگھ ہوئی تھی دیار اس کی محبت میں غرق تھا۔ ان دونوں کی مثال ان

خاموش پر سکون لہروں میں جیسی تھی جو چاندنی رات کے جوتن میں بھی ایک دوسرے کے پیچھے اور بھی ایک دوسرے میں مدغم ہو جاتا کرتی ہیں۔ کثاب کے تین دن گزرنے کے بعد چوتھے دن جب چاند رات بھی شوق میں صباحت نے سحر کی وقت ہی اسے کال کر کے اس کا وعدہ یاد دلایا تھا۔ اسے اچھا کہ اسے صباحت کے ساتھ انتظار کر رہے۔ اس کے لیے ان کو کتنا اچھا ممکن تھا سو اپنی ماں کی اجازت سے اس نے جاتی بھری تھی۔

دوپہر، وصل رہی تھی۔ جب صباحت اپنے شوہر کے ہمراہ اسے ساتھ لے جانے آئی تھیں۔ دن خاما کر دوپہر تک تھا۔ صباحت کو پورا تینین تھا کہ یہ آخری روزہ ہے۔ جو کہ اپنی طوالت کی وجہ سے یادگار ہونے والا ہے مگر اسے وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چل رہا تھا۔ صباحت کے پیچھے اس کی موجودگی سے بہت خوش تھے۔ ان کے شوہر خاص طور پر اس کے لیے باہر سے ڈیجیٹل ساری کھانے بننے کی کچھ سیلے آئے تھے۔ حالانکہ صباحت نے پہلے ہی انتظار کیا تھا کہ اس کو کھانا رکھا تھا۔ کچن میں وہ صباحت کے باہر روکنے کے باوجود ان کے ہر ذکر اور رہی تھی۔ صباحت کے کہنے پر اس نے صبح کی نماز پڑھ لی۔ اپنی ماں کی تھی جو کہ کچن میں دوڑتی، ہوا دار اور شیشا تھا۔ تیس روپیہ کا جائزہ لینے کے بعد اس نے کچن سے دیار کے کمرے کا بھی دورہ کیا۔ یہ بھی جائزہ لیا تھا۔ کٹ کے دیار صباحت کے شوہر پاپ کے ذریعے پانی کی بوتلیوں کو سوکھ جانے والی پانی کی بوتلیوں پر سے تھوڑی جھک کر نکلتے ہوئے دیار کو دیکھ کر بھی جھپٹی ہوئی تھی۔ پاپ کی ہاتھوں کے سامنے آکر خود کو بھروسے سے صباحت کے شوہر کے فون پر کال آ رہی تھی۔ اس نے سہانے سے فوراً آگے بڑھ کر پاپ ان سے ملے ہوئے تھا۔ سکرانے ہوئے وہ درگزر میں پر اور بچوں

اپنی ذاتی محفوظ پوری تھی۔ جب اس کی نگاہ دور سے آتی تھی اس کی جانب آگے کی۔ ایک ایک کس کس کی طرح بڑھتی تھی۔ بچے بچے ہوتے اس کی جانب سے بچے جو تھکی سے اتر رہا تھا۔ ایک چھوڑا ہوا لڑکا شرت میں ملیں وہ سہانہ کو اچھا تھا سکرانے نے اپنی چوڑی پانی کی پیمائشوں پر ہی تھی کہ صباحت کے شوہر بہت زیادہ دور نہیں تھے۔ یہی قائل ہے ایک کمرے پر بیٹھ کر بات کرنے میں مصروف تھے۔ دیار کے سامنے کی آواز اس کے کانوں تک بھی پہنچی تھی۔ زرب جواب دیتے ہوئے سہانے نے ایک کھانا لے لیا تھا۔ کچن کی میز پر کھانا تھا۔ اس کے سامنے ہی سکرانے اب اپنی شرت کی سلیٹوں میں ایک تک چڑھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے کا مقصد پاپ جانے ہوئے سہانے نے پاپ کا رخ توڑا اور بچا دیا۔ صبح کے حال میں یہ شیشا میں سے بھی پانی صبح کے پچھلے تھا۔ جب ہی تو اس نے کچن کا رخ کر کے اس طرح کہیں تک ہاتھ دوسرے سے توڑا پانی چہرے پر بھی ڈالنے ہوئے دیار نے ایک گہری نگاہ اس کی پہلی پگھل پر ڈالی تھی۔ شیشوں کے کمرے کے دروازے کے پاس میں اس کے سادہ سے کچھ فرمال سے چہرے پر ایک جبب سے تنگ پہنچی تھی۔ کچن کے کچھ دیار نے توڑا پانی ایک ہاتھ میں لیا تھا۔ وہ بالکل ہوشیار تھی پانی انھوں میں بھی چلا گیا تھا۔ چہرے کے درخ چہرے سے وہ اپنی سکرانے نہیں چھپا کر تھی۔ نہ ہی اس کی جانب دیکھ کر بھی کچھ کچھ آجائے تھیں۔ وہ اس کا سامنا انتظار کے وقت ہی اچھا تھا۔ صباحت انتظار کے دوران ایک ایک چیز اسے چھٹی کر تھیں شرت وہ کچن میں گھر وہ ایک عمدہ پیمائش تھی۔ یہ بھی اس نے دیار کی جانب نگاہ سے اٹھائی تھی مگر وہ پانی اپنے چہرے سے اس کی نگاہ کو مدھمک رہی تھی۔ مگر کہ وہ مدھمک رہی تھی۔

نمازی کی ادائیگی کے لیے گھر سے گئے تو جب تک صباحت نماز سے فارغ ہوئیں اس نے کچن سے سب چیزیں سمیٹ لی تھیں۔ اس کے بعد خود نماز کے لیے اٹھ گیا۔

صباحت چائے پانے کے لیے واپس تیسرے سے ملتی تھی جس کو کہ وہ ان کی طبیعت پر آسان پر چائے کے آٹھ روپے میں من ہو گئی تھی۔ مگر ہی الحال تو کھانا کھا سنا تھا مگر ہی سانس لے کر اس نے آسمان کے کنبوں پر ابھری ہوئی پہلی شوق کی سحر کی کوڑھکا تھا۔ نظروں کے سامنے پہلے پیمانے کی بھر پوری کی تھی مگر وہاں کے بھوکوں سے تمکیدی تھی۔ آسان پر ایک ملازمت نگاہ ڈالتے ہوئے وہ کچھ چوک کر کھاتی تھی۔

”شکر ہے مجھے تم سے بات کرنے کا موقع تو مل رہا ہے۔“ پہلی ہی سکرانے کے ساتھ دیار وہ اس کی جانب آ رہا تھا۔ ”اب تم اس طرح مجھے مت دیکھو ہانا! کیونکہ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔“ اس کی تنبیہ نظروں پر وہ سکرانے چھپانے لگا تھا۔

”تم نے میری سپورٹ کا ضرورت سے زیادہ فائدہ اٹھایا ہے دیار تم نے جلدی کی تمکیدی ہے مگر اپنی جلدی۔“ سہانے کے حق اس اعجاز پر وہ کچھ سکرانی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

”تمہیں کچھ اعزاز ہے کہ اس ہلا کی جگت میں بھی تمہارا ساتھ دینے کے لیے مجھے کئی وسائل کا مظاہرہ کرنا پڑا ہے۔ تمہارے لیے مجھے یہ بھی پڑنا پڑا کہ بعد میں مجھے سہانے گھر والوں کا سامنا بھی کرنا ہوگا۔“ ”اب تم مجھے بتاؤ دل چاہے ڈانٹ لو مگر میں نے جو کیا تمہارے مجھ سے پر کیا۔“ وہ سکرانے چھپانے لگا تھا۔

”دوسرے بھی میں اور جھپٹیں کر سکتا تھا۔ اسے دن سے ایک لڑکی مجھے دور دور سے گھورتی رہی تھی

# UHU®

## stic glue stick

The exclusive  
screw cap  
prevents  
the glue  
from drying.



UHU The World of Adhesives

اور میں کچھ کرکٹیں بنانا تھا میں ایک مردوں کہاں تک  
برداشت کرتا۔ جگہ میں تو آج نہیں اپنے گھر میں  
دیکھ کر خود کو ہی ملاست کر ہاؤں کہ میں نے صرف  
کھانچ پر ہی کیوں اکتفا کر لیا۔ اس دن میں اپنے  
ساتھ لے آتا تو زیادہ اچھا ہوتا۔ اس کی مسکراتی  
گہری نظروں پر سناٹا کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔  
”کیا وہاں نہیں لگتا ہے کہ اپنے اور تمہارے  
لیے فیصلہ کرے میں، میں نے تجلیت کی ہے کیا یہ  
میں نے طشکی کی ہے؟“ اس کے سمجھنے کے لیے یہ سہانہ  
نے اسے دیکھا تو کچھ یوں نہیں لگتی تھی۔ دوسرے  
سے دیا رہے اس کے ہاتھ اپنے سامنے کے تھے جن  
پر ہلکی سی بیڑج اس نے وضو کے بعد خود ہی کر لی تھی۔  
البتہ انگلیوں کو اب بیڑج کی ضرورت نہیں تھی۔  
کیونکہ اس پر لگے گہرے کانفی حد تک ٹھیک ہو چکے تھے۔  
”کیا دیکھ رہے ہو اے بھروسہ لگ رہے  
ہیں یا ہاتھ۔“ شرمندگی سے سہانہ نے اپنے ہاتھ اس  
کی گرفت سے نکالنا چاہتے تھے مگر کام ہوئی تھی۔  
”میری نظروں میں ان ہاتھوں سے زیادہ خوب  
صورت میں کچھ نہیں ہو سکتا۔ دو بارہ اپنے ہاتھوں کے  
بارے میں ایسی بات مٹ کرتا۔“ دیا رہے کے سمجھنے کی  
سے ٹوٹنے پر وہ ہر طرح چاکی تھی۔  
”مجھے پتہ چلا تھا کہ کھانچ کے لیے تم ہاتھوں پر  
مہندی نہیں لگا کر کیسے اس لیے خوب دلی میں؟“  
”بالکل نہیں۔“ وہ زور پائی تھی۔  
”بھوت بھوت مجھے تمہارے ماتم کے بارے  
میں بتا رہا تھا۔“  
”وہ ماتم نہیں تھا۔ مجھے دکھ ہو رہا تھا کہ کھانچ  
زخمی کا ایک خاص موقع ہوتا ہے جو بار بار کھانچ آتا اور  
میرے روئے کی صرف یہی وجہ نہیں تھی کہ مردوں کو تم  
میرے ان چند بات کو نہیں سمجھ سکتے، ساری لڑکیاں جس  
ایسے موقع پر آنسوؤں کے ڈرے ہیں جن کا اظہار کرنی  
ہیں۔“ اس کے بے حد سمجھدہ اعزاز پر دیا رہے شکل

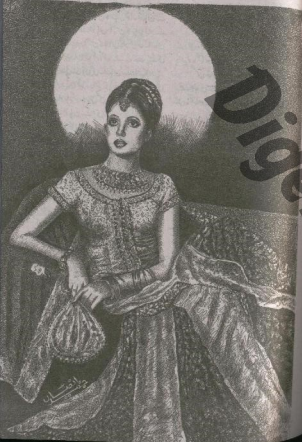
## اتھیر رینگ رینگ رہا کون

”واہیا! سوٹ لے ہو تم پر بہت اچھا لگے گا۔“  
اتھیر ڈائل بول رہا تھا۔  
”اتھیر! تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔ مجھے کوئی شائبہ نہیں کرتی۔ تمہیں میرا کوئی ناچا ہے تم مجھے کوئی اعتراض نہیں، میں تو چاہتی ہوں تم جلد از جلد مدہ مجھے سے شادی کرلو۔“ واہیا زہر خند لہے میں بول رہی تھی۔

”مسز واہیا! اتھیر حیات خان! میرے ضبط و ضبط کا استحقاق نہ لو۔ نکاح اپنی ضرورت کی چیز کی خرید و اور مگر چلو تمہارا اس کنڈیشن میں اتنا چلنا پھرنا اتنی تحسین ٹھیک نہیں۔ بے نی کے لیے پراہلو ہو جائیں گی۔“ اتھیر نے اپنا سر براعزا ڈالنا ہوا تھا۔  
”اتھیر! تمہیں شرم آتی چاہیے۔ تم اپنی بھائی سے کس طرح بات کر رہے ہو۔“ واہیا کا لہجہ تیز لگ رہا تھا۔

”واہیا! تم بھول رہی ہو تم بچہ ماہی میری بھائی تھیں۔ جب اسن بھائی زندہ تھے، وہ ٹھیک حادثے میں چاچا بچن ہو گئے۔ تمہارا تم پر رکوں سے دیکھا نہ کیا تو تمہیں میرے ساتھ منسوب کر دیا۔ تمہاری عدت کے بعد تمہارا مجھ سے نکاح ہوا ہے اب میں تمہارا شوہر ہوں۔ تم میری بھائی نہیں میری بیوی ہو۔“ اتھیر بڑے ضبط سے بولا تھا۔

”اتھیر! اسن زندہ ہیں اور میں صرف ان ہی کی بیوی ہوں۔ تم نے زبردستی مجھ سے رشتہ جوڑا





وایسے کو لے کر کھر پہنچا اور ساری باتیں جاننے تکم کو بتادیں تھیں۔

”معا! میں کہیں نہیں جاؤں گی، اسی گھر میں۔“

”میرے خیال میں دانیہ کا علاج گھر کے ہی کسی لڑکے سے کر دینا چاہیے۔ اس سے ہم احسن کے

ہے جسے چاہئے لگ گیا ہوں۔“  
 اظہر، وانیہ کے پاس آکر بیٹھا تھا۔ عائشہ بیگم

دبیر سے مسکرائی تھی۔  
 ”اظہر اس لڑکی کا دماغ جیکر بھلائے کے لیے

ہی میں نے طلاق والی بات کی تھی۔ اب مجھے عمل  
 یقین سے کرتے دوںوں پرانے رشتے کو چھوڑ کر اپنے

نئے رشتے کو محبت سے استوار کر دے گی۔ میاں دیدی  
 کا رشتہ شادی کا بندن ہر رشتے پر حاوی ہوتا ہے۔

ہر رشتے کو مضبوطی سے جوڑے رکھتا ہے۔ سدا خوش  
 رہو۔ اپنا خیال رکھنا۔ اظہر میرے احسن کے بھی خیال

رکھنا۔“ عائشہ بیگم دبیر نے دعا میں دینے کے بعد  
 دم ہانک کر کہنے لگی تھی۔

”اظہر! یہ میری زندگی میں کیسا حادثہ ہو گیا  
 میں نے بھی ایسا نہیں سوچا تھا۔ میری تو ہمیشہ یہی دعا

تھی۔ احسن اور میرا ساتھ دو گی ہو۔ پھر کبھی میں  
 اسے عجیب بندھن میں بندھ گئی۔ نہ میں یہ بندھن

بھٹاتا چاہتی ہوں نہ یہ بندھن توڑنا چاہتی ہوں۔  
 میں کروں تو کیا کروں۔“

وانیہ دوڑتے ہوئے اپنی دلی کیفیت اظہر سے  
 بیان کر رہی تھی۔ نکاح کے بعد بیٹھے چار ماہ میں آج

وانیہ نے اظہر سے میرے لیے جسے اپنا نیت والی  
 بات کی تھی۔

”وانیہ! تو خود کو وقت اور حالات کے حوالے  
 کر دو۔ دیکھنا ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں

تمہارا آخری سانس تک انتظار کروں گا۔ تمہاری  
 مرضی کے بغیر تمہیں چھوڑوں گا بھی نہیں۔ لازمی نہیں

کہ تم میاں پوری والا ہی رشتہ تمہارا ہی ہم دوستوں  
 کی طرح بھی رو سکتے ہیں۔ جس تمہاری خوشی میں

خوش ہوں۔ جس طرح تم چاہو۔ احسن بھائی اس  
 دلچسپے سے چاہتے ہیں وہ بھی لوٹ کر نہیں آسکتے۔ تم یہ

حقیقت پہنچی چھٹی تھیں کہ لوگوں کی اتنی جلدی تمہاری

زندگی خوشگوار ہو جائے گی۔“

اظہر، وانیہ کے بالوں میں ہاتھ بکھیر رہا تھا۔  
 وانیہ سکون سے کھلی تھی۔ آہستہ آہستہ وانیہ کی زندگی

میں تبدیلی آنے لگ گئی تھی۔ وانیہ نے خود کو وقت اور  
 حالات کے حوالے کر دیا تھا اور وقت اور حالات

نے وانیہ کو اظہر کے قریب کر دیا تھا۔ دوسروں کی  
 چھٹی چھٹی باتوں کا خیال رکھنے سے بڑی بڑی

محنتیں جنم لیتی تھیں۔ اظہر، وانیہ کا بعد خیال رکھ  
 رہا تھا۔ وانیہ کی پریشانی آخری مراحل میں تھی۔ اظہر

ہر طرح سے وانیہ کا خیال رکھ رہا تھا اور وانیہ نے بھی  
 خود کو مکمل طور پر اظہر کے سپرد کر دیا تھا۔ خوشیاں اور غم

زندگی کے ساتھ ساتھ جن جن قضائی نے آکر وانیہ کی  
 زندگی سے احسن کو ٹھٹھاکا تو اظہر کو اس کا شریک سفر

دیا۔ اظہر نے اپنی بے لوث محبت سے وانیہ کو پایا  
 تھا۔ چند روز ہوئے روزے کو وانیہ نے کول منوں سے

پیارے محبت منہ سے پی کر پیٹ دیا تھا۔ جس کا نام کہ  
 بے درگوں نے احسن رکھا تھا۔ وانیہ اپنے اپنے

مکمل ہو کر احسن کو تھوڑا سا خوش کر چکی تھی۔  
 ”احسن! ہمارے ساتھ عید منانے آ جا۔

وانیہ کے پیلو میں لپٹے بغیر نومولود کو چار گھنٹے  
 ہوئے اظہر نے دبیر سے کہہ دیا۔

”کھنکھن! مجھے تو عید تمہارے ساتھ منانی ہے۔“  
 وانیہ دبیر سے شرمناک رہی تھی۔

”واہ! سوچ کر ہنسنے کے ساتھ عید منانا تو  
 ..... وانیہ نے شرمناک نظر میں آئی تھی۔

وانیہ نے کبیرہ مارتے ہوئے کہا تھا۔ اظہر کی جانب ایک  
 قدم بڑھانے کی دیر تھی اظہر، وانیہ کا ہاتھ قائم

اسے منزل تک پہنچا چکا تھا۔ وانیہ عید سلیمین  
 کر رہی تھی۔ عید تک پہنچنے کے لئے گزرتی تھی۔

☆☆☆

## فضائل قرآن

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص سب سے پہلے قرآن شریف کو کھنکھاتا رکھتا ہے۔  
 ”حق سبحانہ و تعالیٰ کی فرمان سے کہ جس شخص کو قرآن شریف کی شمولی کی وجہ سے اور عاقلانہ لگنے کی فراموش

نہیں تھی، میں اس کو سب سے پہلے دیکھتا ہوں۔“ زیادہ مطابقت رکھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ شانہ کے حکم کو سب کاموں پر پاس کی  
 فضیلت ہے۔ جس کی جو جہت قرآنی شانہ کی ہے، وہ اس کو قرآنی شانہ کے قرآن شریف کی شمولیت سے مطابقت رکھتا ہے اور ان بات

اس میں مطابقت رکھتا ہے دوسرے کو اس کو حق سبحانہ و تعالیٰ کی شمولیت سے مطابقت رکھتا ہے اور ان بات اس کو قرآن کی کہ ہے۔  
 ”حق سبحانہ و تعالیٰ کی شانہ کی کتاب میں قرآن کی پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو جبراً جبراً عطا کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو یہ کہتے

ہیں کہ یہ ہے۔  
 ”حق سبحانہ و تعالیٰ کی شانہ کی کتاب میں قرآن کی پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو جبراً جبراً عطا کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو یہ کہتے

ہیں کہ یہ ہے۔  
 ”حق سبحانہ و تعالیٰ کی شانہ کی کتاب میں قرآن کی پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو جبراً جبراً عطا کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو یہ کہتے

ہیں کہ یہ ہے۔  
 ”حق سبحانہ و تعالیٰ کی شانہ کی کتاب میں قرآن کی پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو جبراً جبراً عطا کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو یہ کہتے

ہیں کہ یہ ہے۔  
 ”حق سبحانہ و تعالیٰ کی شانہ کی کتاب میں قرآن کی پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو جبراً جبراً عطا کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو یہ کہتے

ہیں کہ یہ ہے۔  
 ”حق سبحانہ و تعالیٰ کی شانہ کی کتاب میں قرآن کی پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو جبراً جبراً عطا کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو یہ کہتے

ہیں کہ یہ ہے۔  
 ”حق سبحانہ و تعالیٰ کی شانہ کی کتاب میں قرآن کی پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو جبراً جبراً عطا کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو یہ کہتے

ہیں کہ یہ ہے۔  
 ”حق سبحانہ و تعالیٰ کی شانہ کی کتاب میں قرآن کی پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو جبراً جبراً عطا کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو یہ کہتے

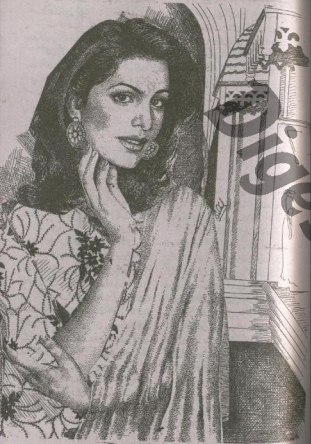
ہیں کہ یہ ہے۔  
 ”حق سبحانہ و تعالیٰ کی شانہ کی کتاب میں قرآن کی پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو جبراً جبراً عطا کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو یہ کہتے

ہیں کہ یہ ہے۔  
 ”حق سبحانہ و تعالیٰ کی شانہ کی کتاب میں قرآن کی پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو جبراً جبراً عطا کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو یہ کہتے

ہیں کہ یہ ہے۔  
 ”حق سبحانہ و تعالیٰ کی شانہ کی کتاب میں قرآن کی پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو جبراً جبراً عطا کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو یہ کہتے



”جسٹ! ہم نے کیا نام رکھیں؟“  
موصوم شہزادے کو بہت بڑا اور دلدار ست دیکھتے ہوئے  
کہا مگر جسٹ کی گہری سوچ میں کم تھا۔ وہ ایک نکل



”تم سوچ کر ہی کانپ گئی نا قاتلہ! اس ویران

”قادر! تم میری خواہش پوری کرو گی؟“

ہیں تو عائشہ کو شاہ زیب کی دھمکے بتا دیں۔

فاطمہ نے اس کی زندگی کو جنت بنا دیا تھا اور  
معاذ شاہ زہب کی ہمسایہ بن گئی تھی اس نے اپنی صاحبہ  
اور وفات اپنے شوہر اور سہیل کے قبر پر کر دیا  
گرویدہ کر لیا تھا۔ سب بہت خوش تھے اس سے کمر

**MOVEETA**  
The Touch of Softness

Quality Tissue No More An Issue

نفاست اور سہولت مووٹا شوشی پروڈکٹ

100% VIRGIN FIBRE

100% VIRGIN FIBRE

100% VIRGIN FIBRE



Super Soft  
Perfumed Tissues

Perfumed Tissues

Super Soft Roll  
& Kitchen Roll

Super Soft Roll & Kitchen Roll



ای پلندہ سے رکھو۔ "فاطر کی بات سن کر عاشق نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"آپ کی کیا کہندی ہے بھائی! اولاد بھی بھلا کسی کو بے دلی الی چیز ہے۔ میں نے کبھی سے کسی بھائی اور سوا کی بدولت ہی تو خدا نے آپ کے قدموں پر جنت دی ہے اور آپ اپنی جنت کسی اور کو کیسے دے سکتی ہیں۔ میں نے کوئی نہیں لے سکتی۔" عاشق نے سنے کو کہہ کر فاطر کو چاہا تو فاطر قدم پیچھے ہٹا۔

"عاشق تم کی نہیں ہو تم میری اپنی ہو اور میں اپنی یہ جنت اپنی مرضی سے تمہارے قدموں میں منتقل کر دیتی ہوں۔ خدا نے چاہا تو وہ میرے قدموں میں میرے جنت رکھ دے گا۔" فاطر کے جواب پر عاشق کی آنکھیں نم ہو گئیں اور اس نے سنے کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ جب

کے فاطر خود کو کدم پر سکون محسوس کر رہی تھی۔ یوسف عید کا دن نظر آجائے کی خبر سنانے کے لیے اندر آ رہا تھا کہ فاطر کی بات سن کر اس کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ نکلے۔ فاطر کے فیصلے نے یوسف کو شگفتہ کیا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں نہ کہیں جنت تو ابھی فاطر کا نصیب بن گئی تھی۔ یہ سیکھ کر وہ ایک کدو کی گولت اور شوربہ کی فرمائیں دار پر بیٹھی تھی اور چوہ کی خواہش کو سنے اپنی خواہش بنایا تھا کیونکہ فاطر چاہتی تھی کہ جنت اگر مابں کے قدموں پر ہے تو جنت کی بدولت فرما رہی ہو گی کے لیے اپنی اپنی گولی ہے۔

یوسف سمجھتا ہے جو اسے اندر آ گیا۔ اس نے نظروں سے اٹھانے میں فاطر کا شکر یہ ادا کیا اور پھر عاشق سے مخاطب ہوا۔

"کیا اچھا نہیں اچھا ہے کتنی؟" یوسف کی بات سن کر عاشق سرکاری کرتے لگی۔ یہ عید کا دن تھا مین ہے جس نے میری عید ہی نہیں میری زندگی بھی خوشیاں سے بھر دی ہے۔" عاشق کے جواب پر فاطر یوسف دل سے مطمئن ہو کر کمر لایا۔

☆☆☆

بہت ترسا کرتی تھی اس خوشی کے لیے جو نہ جانے کیوں خدا نے اس کی قسمت سے دور کر دی تھی۔ اولاد کی خواہش میں یوسف نے اکثر عاشق کو ترسیل دیا تھا اور یوسف سوچا کرتا تھا۔ کاش میرے بس میں ہوتا تو آج میں تمہاری یہ خواہش پائل اس طرح صحت سے پوری کرتا جس طرح تم نے فاطر کو پورا کرنا میری خواہش پوری کی تھی اور خدا نے اس کو اس قدر سے نواز دیا تھا جس سے وہ عاشق کے قلوب کو دھڑکا سکتا تھا۔ اس کے آنسوؤں کو پوچھ سکتا تھا کہ وہ فاطر کی رضامندی کے بغیر کیوں کر چاہتا تھا اور فاطر تو اس موضوع پر کوئی بات ہی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

☆☆

فاطر نے کاغذ رینا کر کر کے میں آئی تو اس کی نظر عاشق پر پڑ گئی جو سنے کو وہیں لیے اس کے خنجرے خنجرے کاغذ پر لے رہی تھی۔ وہ اپنے سینے میں پیچھے ہٹتا کہ سبھی جذبات سنے پر نمودار کر رہی تھی۔ فاطر کے قدموں کی چاپ پر عاشق نے چونک کر دیکھا اور شہکار سنے کو وہاں بھولے میں لٹا دیا۔ وہ فاطر سے نظریں چرانے لگی جیسے اس نے اس کی چوڑی پکڑ لی ہو۔ چند سنے کی یونی فاموشی میں گزر گئے اور پھر عاشق نے فاطر کے چہرے کی طرف دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔

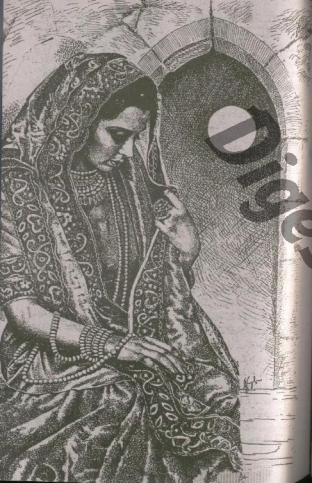
"بھائی! آپ نے سنے کے لیے کیا نام سوچا ہے تین دن کا ہو گیا ہے۔ اس کا نام آپ دیکھیں گی یا بھیا؟" عاشق نے فاطر سے پوچھا۔

فاطر، عاشق کے قریب آئی اور عاشق کے ہاتھ میں فیڈر چھتا ہوتے اس نے اس کی آنکھوں میں ہما کیا۔ جہاں بے پناہ حسرت اور گہری تپ رہی تھی۔ "سنے کا نام تو اس کی ماں ہی رکھے گی۔" فاطر نے سنے کو بوسہ دے کر فاطمہ اور عاشق کی کوئی ڈال دیا۔ جو فیصلہ کل نہیں کر پائی تھی آج چند لمحے میں کر گئی تھی۔

"آج سے تمہارا بیٹا ہے۔ اپنے بیٹے کا نام

## سہیلی جانی فرنگی

رمضان کے بابرکت مہینے میں موسم نے آج خوب صورت موسم کی صورت میں روزے داروں کو اچانک اپنے تئیر بدلے تھے، شہید گری میں آج صبر کا پھل ملا تھا، چہرے آسمان کو بادلوں نے اپنے



گھیرے میں لے رکھا تھا۔ خوشامراموں نے ارد گرد کے اجول کوئی خوشامرام بنا دیا تھا۔ کئی کئی بارش نے اس پاس کے منظر کو بھی اجاگر کر دیا تھا۔ کالج کی تقریباً سب لڑکیاں کلاسز تک کر کے لابی میں گروپ بنا کر بیٹھیں۔ مذاق کرتی موسم کا ردِ ماحول رہی تھیں۔ زمیں اور لائیبیری کا ڈنڈن میں آگئی تھیں۔ دونوں آسمان سے برستے پانی کو دیکھنے میں لگن تھیں۔

”زمین! اس بار تمہارے سرال سے عیدی میں کیا آیا ہے؟“ لائیب نے برستے بادلوں سے نظریں جٹاتے ہوئے پوچھا۔

”ابرا! ایک بہت خوب صورت پنک کمر کی فرائگ آئی ہے۔ ساتھ میں نیچنگ جیلری اور میک اپ کا سامان آیا ہے۔ پچھلے لائیب زریاب نے بہت خوب صورت سامعید کارڈ اور چھٹیکس اپنی طرف سے بھجوائی ہیں۔“ زریاب کا ذکر کرتے ہوئے زمین کی آنکھوں میں ایک خوب صورت احساس ابھرا تھا، جسے لائیب نے ٹوٹی ٹوٹ کیا تھا۔

”اچھا یہ تازہ زریاب بھائی سے ملاقات ہوئی؟“ لائیب زمین سے شرارت سے پوچھنے لگی۔ ”وہ پچھلے ہفتے دادی کے گھر آئے ہوئے تھے۔ مگر جہاں وہ آئے، میں وہاں سے بھاگ جاتی۔ میں نے بھی انہیں موقع نہیں دیا بات کرنے کا۔“ وہ شرم و حیا کے طے طے تاثر لیے اسے اپنا کارنامہ بتاتے لگی۔

”آئیہ! بدتمیز لڑکی؟ تم نے اتنا تنگ کیوں کیا انہیں، کہ کہیں تا بات بے جا نہ ہو جائے زریاب بھائی سے۔“ اس نے زمین کو گھمڑے ہوئے کہا۔

”تم قار نہیں آؤ گی لائیب!“ زمین نے اسے مصروفی سے سوجھوا۔

اسی نوک جھوک کے ساتھ ان دونوں نے موسم انجمائے کیا۔ میڈم ارم کے لکچر کے تاہم سب ہی

لڑکیاں لکچر ہال کی طرف رخ کرنے لگیں۔ کیونکہ ان کی کلاس بنگ کرنے کا مطلب اپنی شامت بچانا تھا۔ وہ دونوں بھی لکچر ہال کی طرف بڑھ گئیں۔

”آج تو میڈم سلمیٰ نے کچھ زیادہ ہی ایشیسا تاہم لے لیا۔ میں منٹ اوپر کلاس بیٹے کے بعد بھی کہہ رہی تھیں کہ آپ لوگوں کو جلدی چھوڑ رہی ہوں۔ بہت احسان کیا دس منٹ پہلے چھوڑ کے پورا دیکھ جائے گی یہ نہیں تا۔“

وہ دونوں زلدوٹی کا لکچر اینڈ کر کے جلدی جلدی بھاگ کر کسٹینن آئی تھیں۔ زمین کو آج بہت سخت جھوک تھی جی اور میڈم سلمیٰ آن کلاس ختم کرنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔ وہ سیڈو وچ سے انصاف کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا غصا تاریخی کی کھال کے مقابل لائیب قدرے سکون سے سمجھی کولڈ ڈرنک کے خنجرے خنجرے سپ لے رہی تھی۔

”تمہاری معنی کیسے ہوئی تھی؟“ لائیب نے پوچھا۔ ”یہ تمہیں میری معنی کہاں سے یاد آئی؟“ زمین نے لائیب کے سوال پر تیش کر کہا۔ اسے لائیب کا سوال اس وقت پہلے لگا تھا۔

”میں کرسٹنن ایئر سے ساتھ چڑھ رہی تھی۔ تم نے زریاب بھائی کے گھونٹے خوب سناے ہیں مگر ابھی نہیں سنا کر تمہاری معنی آخر ہوئی کیسے تھی؟“

لائیب نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ ”زریاب نے پچھلے دنوں خد کر کے کی تھی معنی۔“ زمین نے شرما تے ہوئے جواب دیا۔

”ارے واہ! تمہاری تو بڑی زبردست لوستوری ہے۔ زریاب بھائی تو رویچنگ سے فلمی ہیرو ٹھہرتے۔“ لائیب نے شرارت سے کہا۔

”آئی وٹ تھیں بھی جلد بہت ہی رویچنگ سا

ہیرو لے۔“ اب جھیلنے کی باری زمین کی تھی۔ ”اچھا بس گرو اب یہ ہیرو کی باتیں۔“ لائیب نے ہنس ہنستے کہا۔

”اور جلدی واہو سر سلمیٰ کی کلاس شروع ہونے میں صرف دو منٹ باقی ہیں۔ لیٹ ہو گئے تو وہاں بیٹے میں ورنش لگا سگے۔“ پھر وہ دونوں جلدی جلدی اپنی کتا میں بیٹھتے ہوئے کلاس کی طرف بڑھ گئیں۔

لی ایس کی بارت ٹو کے احسان چل رہے تھے جس کی وجہ سے دونوں ان بہت بڑی ہو گئیں تھیں۔ زمین اور لائیب دونوں ہی کالج کی بیسٹ سٹوڈنٹ تھیں۔ اپنی پوزیشن کو برقرار رکھنے کے لیے ان دونوں نے بیسٹ کی طرح اس بار بھی اس بات کو اہم کر رکھا تھا۔

”اگر تمہیں ختم ہوتی ہے زمین اپنی کزن کی شادی کی تیاریوں میں مصروف ہو گئی۔ شازمین، زمین کی کزن ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی بہت اچھی دوست بھی تھی۔ جو انکے مسلم میں رہنے کے باعث دونوں بچپن ہی سے ساتھ رہی تھیں۔ زمین نے اپنی عزیز دوست وکزن کی شادی کی تیاریوں میں بھر پور حصہ لیا تھا۔ شادی کی تیاریوں کے دوران زمین اور لائیب کی ملاقات نہیں ہو سکی تھی مگر زمین نے لائیب کو شادی پر خاص طور پر انوائٹ کیا تھا۔ مگر لائیب ایک سے باہر ہونے کے باعث شرکت نہیں کر پائی تھی۔“

کالج میں آج کل کافی رش تھا۔ زلزلے کے بعد سب لڑکیاں اپنی اپنی کلاس تک گھٹکت کرتے آ رہی تھیں۔ زمین اور لائیب بھی آج آج لیے کالج آئی تھیں۔ قارہ نے ان دونوں کو آفس سے فٹے دیکھا تو ان کی طرف پلٹی گئی۔

”ہیلو امارک شیٹ لینے آئے ہو تم لوگ؟“ ”ہاں ہم امارک شیٹ لینے آئے ہیں۔“ لائیب نے اسے گھر کے جواب دیا۔

”تم دونوں کی تینوں کیکٹس میں Distinctions آئی ہیں بہت بہت مبارک ہو تم دونوں کو۔“ قارہ نے دونوں کو خوش دلی سے مبارکباد دی۔

”کیکٹس! تمہیں بھی مبارک ہو تمہاری بھی تو وہ Distinctions ہیں۔“ لائیب نے جواباً مبارکباد دیتے ہوئے کہا۔

”زمین! تمہارے فی خمی نے تو زبردست سا ٹکٹ دیا ہوگا کہیں اسنے شازمین زریاب پر؟“ قارہ نے زمین کی طرف توجہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

”ہوں! زمین نے؟“ بھٹی سے چھٹی مسکراہٹ کے ساتھ قارہ کو جواب دیا۔

”اچھا فرینڈز! میں چلتی ہوں ہلپا آگے ہیں۔“ قارہ نے دونوں سے ہاتھ ملایا اور گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

”کیا بات ہے زمین! تم آج بہت اداس لگ رہی ہو۔ سب ٹھیک تو ہے؟“ قارہ کے جاتے ہی لائیب نے نشوونما سے پوچھا۔

”زریاب نے دونوں پہلے شادی کر لی ہے۔“ زمین نے قلم کھوں کے ساتھ اٹھتی سے لائیب کے سر پر ہم پھوڑا۔

”کیا یہ تم کی باری رہی ہو؟“ لائیب نے بے چینی سے زمین کی طرف دیکھا۔

”ہاں لائیب! یہ سچ ہے زریاب نے دونوں پہلے اپنی آفس نوک کے کورٹ میں کر لی ہے۔“ اس نے دہری ہوئی آواز میں ہنسل بتایا۔

”مگر انہوں نے ایسا کیوں کیا؟“ لائیب ابھی تک شاکہ کی تھی۔ ہر پہل زمین کے لیے دم







"بی بی امیں نے انہیں ڈرانگ روم میں بٹھا دیا ہے۔" ملازمہ اپنی بات کہہ کر بچن کی طرف بڑھ گئی اور زمین چائے نماز پر بالکل سہکت بیٹھی تھی۔ یہ کونٹ بعد جب اس کے ہوش بحال ہوئے تو وہ چائے نماز لپیٹتے ہوئے صفے سے ڈرانگ روم کی طرف بڑھی۔ ڈرانگ روم میں قدیم رکشے ہوئے اس کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی تھی کیونکہ سامنے ہی زریاب نے پچھلے کھمبے کو سے دروازہ قفلہ روم سے یہاں تک کے سفر میں دل میں بہت کچھ سوچ کے آئی تھی کہ اس سے پوچھنے کی بات کیوں اس کا قہا شیطا نے یہاں آئے ہو۔ اسے گھر سے فوراً چائے کو کیے کی گھبراہٹ ہوئی تھی جس سے قہا قہا۔ وہ صحن دروازے کے وسط میں بیٹ کی مانند لڑی گئی۔

زریاب کو کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو اس نے سراٹھائے دیکھا۔ سامنے وہ قافلہ حیز موجود تھی جس کو وہ بغیر وہ زندگی کا ایک لمحہ بھی نہیں گزرتا تھا اور اب دو سال کا عمر صحت چکا تھا۔ اس صبح میں اس نے اسی صحن سے عزیز لڑکی کو دیکھا تو کیا آواز نہ گئی تھی مگر وہ اس کے دل میں بہرہ مل موجود تھی جس لڑکی کی آنکھوں میں پیشہ زندگی کے رنگ بھرتے تھے وہاں آن مایوی تھی، دکھوں نے ان آنکھوں میں گھر کر لیا تھا زمین کی حالت دیکھ کے آن اسے خود سے شدید غرت محسوس ہوئی تھی۔

جہاں زریاب کا زمین کی حالت دیکھ کے مال بڑھا تھا وہیں زمین بھی اسے دیکھ کے تھکی گئی۔ یہ وہ زریاب خان تو نہیں تھا یہ تو کوئی بارہا مخلص تھا جس زریاب کو اس نے چاہا تھا تو وہی نہیں بارہا تھا۔ اس زریاب کا سرو بھی نہیں چکا تھا مگر آج کا زریاب خان کی بارہا سے ہوئے صفے کی مانند اس کے سامنے بیٹھا تھا۔ جو اس کے بغیر سفر میں پہلے پہلے تھک کے چرہ ہو چکا تھا۔

زریاب کھڑا ہو کے جھکے جھکے قدموں سے آگے بڑھا اور زمین کے سامنے کھڑا ہو گیا۔  
"اب کیوں آئے ہیں آپ یہاں؟" زمین نے استہق کے آفراس خاموشی کو توڑ کر تکلیف زمین کے چہرے پر واضح تھی۔  
زریاب نے زمین کے چہرے کو بغور دیکھا۔ پھر نظریں پٹپٹی کر گئیں۔ یہ وہ لڑکی کی جس کی تکلیف وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا بچپن سے وہ اس کی تکلیف پر بڑبڑا تھا مگر اس سے وہ پتہ نہیں کیے چکر کا ہو گیا تھا جو اسے اتنی بڑی تکلیف دے دی اور پھر اسے تڑپا چھوڑ گیا۔

"زمین! میں جانتا ہوں میری غلطی کا قافلہ معافی ہے مگر پھر بھی تم سے معافی کا طلب گار ہوں کیونکہ جب تک تم مجھے معاف نہیں کرو گی میں تڑپا رہوں گا۔ میں دو سال سے بے چین جا رہا ہوں۔ میں نے کتنی ہی راتیں جاگ کے گزاری ہیں۔ تمہاری ان آنکھوں نے جو مجھ سے شکوہ کتناں کیں۔ میں نہیں بھل رہا تھا۔ تمہاری اس بے شکوہ زندگی نے مجھ کو آج تک یہاں پہنچا دیا ہے۔ آج قدرت نے مجھے تم جیسی لڑکی کو دیکھ کر پہچاننے کی سزا دی ہے۔ یہ صحن میں بالکل خالی ہاتھ ہوں میں جا رہا ہوں۔" وہ دیکھ کے شش اپنا بڑا دی کا جتا رہا تھا۔ آن مایوی نے وہاں کا استراک کر دیا تھا۔

"زمین! میں اپنی غلطی کا دائرہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اس لیے نہیں کہ میں صرف اپنی غلطی کو سدھار سکوں بلکہ اس لیے کہ زریاب خان زمین کے بغیر ادھر رہے۔ میں تمہارے بغیر ایک میل بھی نہیں رہ سکتا۔ جو وقت تمہارے بغیر گزرا وہ ادھر اس کے طرف سے میرے غلط فیصلے کی سزا تھی۔ یہ دو سال میرے لیے سزائے صرف سزا۔" مجھے تمہارے جواب کا انتظار رہے

کہ تم پر کوئی زبردستی نہیں ہے اگر تم میرے لیے مزید سزا چاہو گی تو میں اسے بھی قبول کروں گا کیونکہ میں اسے قابل ہوں۔" وہ خاموش ہوا اور پھر اپنی بات کہنے کے وہاں سے چلا گیا۔  
زمین سختی ہی دیر ڈرانگ روم میں سہکت کھڑی رہی۔ پھر جھکے جھکے قدموں سے اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

☆☆☆☆

سندھ کی شہر علی گڑھوں اور چاندی کی پٹیلی چاندی میں وہ رات گئے کہ اس پہر سائل سندھ کے قافلے تھا۔ سائل سندھ کی گلیوں میں اپنے طور سے اس کی چٹائی کی گلیوں میں چلا گیا۔ اسے یوں دیکھ کر کوئی نہ کچھ نہ گئے تھے۔  
"میرے چاندی کی عیت تمہاری طرح مجھ سے رانی ہوئی ہے۔ جس طرح تم مجھ سے دور ہو۔ میری محبت بھی آج مجھ سے بہت دور ہے۔ وہم مجھوں سے چاندی سے جو شکوہ تھا۔ سو مال کی کیب نے زریاب کو چوڑھایا تھا اس نے موہاں اٹھا کے بھیج دیا تھا تو اس میں پر پینچے حلوں نے اس کے چہرے پر سہکرات بھیر دی تھی۔

"زریاب میں چاہتی ہوں تمہارا نکاح مسجد میں ہو۔" زمین کے اس صبح نے اس کی آنکھوں میں رنگ بھیر دے تھے۔ جہاں کچھ دیر پہلے مایوی تھی۔  
"اٹھا کبیر۔ اٹھا کبیر۔"

زریاب کی مسجد کے چکر اذان کی آواز کو گھٹی تھی۔ اس نے ایک گلی سانس ہوا میں خار کی اور پھر اپنے موہاں کو بیٹھ کی جیب میں ڈالنے ہوئے اپنا کونٹ اٹھا کے مسجد کی طرف نماز کی ادائیگی کے لیے بڑھ گیا۔

☆☆☆☆

"زریاب! اب اٹھو بھی چائیں پلیر۔" زمین

کھڑکی سے پردے ہٹاتے ہوئے اٹھ گیا۔ اس سے بولی۔  
"کیا نام ہوا ہے؟" اس نے مندی مندی آکھیں کھول کر زمین سے پوچھا۔  
"وہاں کے سائے بارہن چاہتے ہیں۔" اب کی بارہن تھوڑے صفے سے بولی تھی۔

"واہ جان! من! تم صفے میں اتنی خوب صورت لگ رہی ہو کہ دل چاہتا رہا ہے کہ اس طرح تمہیں دیکھنے جاؤں۔" اچھا! بارہن! اس نے زمین کا ہاتھ پکڑ کے بیٹھ اپنے سامنے بٹھاتے ہوئے کہا۔  
"یاد تم قون؟" دن خوب صورت ہوئی جاری ہو۔ دل چاہتا ہے تم بھی دو دن اور سوئیں۔"

"کیا کہا۔" زمین نے زریاب کی بات پر اسے گھورا۔  
زمین کے اس فوری رد عمل سے محفوظ ہوتے ہوئے زریاب نے چاندی قہا لگایا۔  
"جان! من! تم سے میری زندگی ہے۔ تم ہو تو اس جسم میں دوا ہے، تمہارا ساتھ ہے تو یہ دل دھڑکن ہے۔" وہ بول اواز میں اس کا ہاتھ پکڑے کر دیا تھا۔

زریاب کے اس محبت سے لہر پڑ لکھ اور بڑھتی نظروں نے زمین کو بری طرح پر ل کر دیا تھا۔ شرم دیا کے لے طے رنگ اس کے چہرے پر پھیلے بہت خوب صورت لگ رہے تھے۔ وہ مطمئن انداز میں زریاب کے سینے سے جا لگی تھی۔ ادھر زریاب کا دل رب کے حضور ٹھکے سے بندہ راج ہو گیا تھا کہ اللہ نے اس کی محبت، منزل اسے واپس لوٹا دی تھی۔ اب خوشیاں اس کے چار سو رقصاں تھیں۔

☆☆☆☆

## شرعی سیر اور شرعی سیر کا سیر

”سارا آئی! آپ کو کب سے اسی آؤدوں پر آوازیں دے رہی ہیں اور آپ جی کہ سستی ہی نہیں۔“  
 زار نے آسمان پر گھورتی اور تارے سختی سارا کو جھوڑا۔

”کیا مسئلہ ہے زار! کیوں تنگ کرتی ہو کہہ دو اسی سے آ رہی ہوں۔“ سار نے زار کو تڑپا۔  
 زار اپنا سامنے لیے رہ گئی۔ اسی اثناء میں اسی نے کس پر آنکھیں ماری۔  
 ”سارا جانا میں نے جہیں سستی آؤدوں پر دیا، جہاں ہے جو تہہ پڑے کانا میں جوں تک رہ سکتی ہو۔“  
 سارا اسی کو دیکھ کر مسکائی۔  
 ”ج۔ ج۔ جی اسی۔“ سارا ایک ایک کر کے بولی جاتی۔  
 ”جی اسی تو ایسے بول رہی ہو جیسے بہت فرما رہا ہو میری، اسی کی جگہ سستی پر آگئی ہوئی ہو۔“  
 ”جی اسی کیا کہہ رہی ہیں؟“ سارا دل سوس کر رہ گئی۔  
 ”آج نصف شعبان کا روزہ رکھتا ہے ہم اہتمام کر رہے ہیں جہیں اگر اپنی سوچوں سے نصرت ملے تو ہمارے۔“  
 سارا گورا حلیہ بیکری باتوں کا اثر ہو چکا تھا۔ اس لیے اپنی ماں کی تائید میں شب پارات عبادت میں





طرے سے دکاندار سے مخاطب ہو کر سارا اور زارا کو  
مسکلاتے ہوئے چاہے تھے، عارضین نے اچانک ہی  
اپنی کشت آواز نکال کر دکاندار کو قہقہہ کیا اور سارا اور  
زارا کی آؤ میں آگیا۔ وہ دونوں لاداپلی لڑکے جناب  
نیک سارا اور زارا کو کیا کچھ کر چاہتے تھے۔ ایک دم  
اس افکار کے لیے تیار نہ تھے۔ عارضین کو ان دونوں  
لڑکیوں کے ساتھ دیکھ کر وہاں سے کھٹک لیے۔  
"آپ دکاندار کو لایڈ کر کا خیال رکھنا چاہیے  
ایسے لاداپلی لڑکیوں کو اندر آنے کیسے دیتے ہیں؟"  
عارضین کھشال میں دکاندار پر ہنس پڑا۔  
"مراسی کے ساتھ تو جتنی گھاسا دکھایا ہے  
اور ہماری دکان پر ہر طرح کے لوگ آتے جاتے رہتے  
ہیں۔" دکاندار نے بیچنے والے کی خاطر بدلا تھا۔  
"تو شر قاری بچان اگ ہوتی ہے۔ آپ کو اس  
بات کا آئندہ خیال رکھنا ہوگا۔" عارضین نے تھکے  
جی اور ساتھ ہی ہاتھ میں لی ہوئی دو کتاب سارا کے  
ہاتھ میں پکڑا دی اور یہ چلا جا ہوا گیا۔  
سارا اس کی انسانییت کی اسی دن سے قائل ہو گئی  
تھی اور شخصیت سے مرعوب تھی۔ عارضین کی تصویر  
دیکھ کر وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئی کہ خود کو یہ نصیب  
بھی ہو سکتا ہے جو کچھ نیک سالوں میں جن دو شخصیت  
نے اس کے جذبات رونق دے دی تھی وہ کیا تھا، یہ وہ  
سوچنے لگی تھی۔

☆.....☆

"خبردار جو چوکڑوں کو ہاتھ بھی نہ لگایا تو ابھی  
چوہا نکلتا تھا، ٹھیک نہیں ہوا ہے۔" راحیلہ نے سارا کو  
ڈانٹتے لکھیں۔  
"مکرمی! افکار پر جب سب ل کر بیٹھے ہیں تو  
میں سب کی شکل دیکھتی ہوں۔ دے کر کچھ فریاد  
ہی آپ دیتی ہیں۔ وہ بھی معاملہ کے بغیر۔" سارا  
رو ہاں بولی گئی۔  
"سارا بیجا! تم جیسا ہر چیز اس لیے کر رہی

ہوں تاکہ جلد ہی موت مند ہو جاؤ، انشا اللہ علیہ جو  
مرحمتی آئے کھانا میں نہیں روکوں گی۔"  
"جگائی،" سارا خوشی سے بولی گئی۔  
افکار ہوئے ہی سہرہ ہائی آئی میں جو کدرا حیلہ  
تیکم کی کزن تھیں باتوں باتوں میں انہوں نے اپنے  
لوگے افضل کا ذکر چھیڑا۔  
"راحیلہ بیگن! ایک تو میں اس لوگے سے تنگ  
ہوں کوئی تو کی پند ہی نہیں آ رہی۔" اسے میں سارا  
ان کے لیے کھانے میں شربت لیے چلی آئی۔  
"اے سارا بیجا! تم نے کیوں تکلیف کی جا کر  
آرام کرو۔" راحیلہ تیکم نے سارا کو شربت لاتے  
دیکھا تو بیٹانی سے بولی گئی۔  
"کیوں بیگن کیا ہوا ہے؟" سدرہ ہائی نے  
سوال پوچھا تھا۔  
"اے بیگن کیا بتاؤں دو مہینے پہلے اسے ہماری  
ہوا تھا جو گڑبگڑی گیا تھا۔ اب ذرا اس کو بیڑ کر رہی  
ہوں تاکہ صحت مند ہو کر اپنی بڑھائی انجام دے  
کرے۔ وہ دو دھڑک رہی ہیں ابھی چھٹا ہوا ہے۔"  
"اگر وہ آج یہاں ٹھہرے تو اس کو فورے دیکھ رہی ہوں  
اپنی طرف بلا تھا اور اس کو فورے دیکھ رہی ہوں۔"  
"ناشا اللہ بڑی باریک بینی سے نگاہیں دیکھ رہی  
تو بڑی باریک بینی میں تھیں۔"  
"اے بیگن! اس کی اپنی آنکھیں کہاں کیڑ  
لیں ہیں جس کی آنکھیں ابھی کھلتی ہیں۔"  
"مگر راحیلہ بیگن! انہوں تو کسی کی پوچھتے ہیں۔"  
"اچھا بیگن! اوہیے افضل ہاں کے ہارے میں  
کچھ کر رہی تھیں۔" راحیلہ تیکم نے اس بات کی  
طرف سدرہ ہائی کی توجہ ہر کوڑی تھی۔  
"اے بیگن! افضل نے اپنی بیوی کو طلاق دے  
دی ہے۔ اس کے دونوں بیٹے بھی اس سے چھڑ گئے  
اب وہ دوسری شادی کرنا چاہتا ہے خبر میں نے ہی  
کہہ دیا کہ ساری لوگ وہ ہے اسے کوئی لڑکی پسند

نہیں آتی۔ میں اب سوچتی ہوں کہ اسے تمہارے  
پاس کیوں تم ایک دور رہنے کروا دیں جو اور تانے بان  
نے کر کے کائی خوش حالی ہے۔ میں افضل کو تمہارے  
پاس بھیجوں گی۔" وہ یہ کہہ کر باہر کی طرف بھاگ نکلی۔  
☆.....☆  
راحیلہ تیکم کے گھر کے باہر ایک کارڈ کر تھی جس  
اور آنے والا تھیں افضل تھا۔ راحیلہ تیکم نے اس کا  
پتہ پتہ کھنچ لیا تو کدرا حیلہ نے دروازہ نہیں دکھا  
تھا۔ اس لیے راحیلہ تیکم نے باہر کی طرف نکلتا تھا۔ سارا  
نے ہی باہر لڑکھا تھا۔ راحیلہ تیکم کو سارا کا کچھ خبر  
نہیں ہوئی کہ سارا اس کے محل میں کھڑی تھی۔  
راحیلہ تیکم افضل کو طلاق دینے کے بعد ان کے  
رہنے والے مکان میں داخل ہوئی وہ اپنے لیے کدرا حیلہ  
کو راجہ کر رہی تھی اس کی گاڑی راحیلہ تیکم کے گھر  
لے آئی اور راحیلہ تیکم کے گھر۔  
"خانا! آپ یہ کیا رہتے دکھا میں ہیں میں آپ  
کو بلا لکھا ہوں۔ میرے لیے طلاق دینے کے بعد وہ  
دیکھیں ہی رہ گئی ہیں۔ میرے کچھ دوستوں نے  
کھاری لڑکیوں کے ہارے میں بتایا ہے۔ آپ  
میرے ساتھ چلیں اور وہاں دیکھیں۔" راحیلہ تیکم  
چاپ چاپ چل دی۔ ایک دن افضل نے کہا۔  
"خانا! آج سارا کو بھی لے چلتے ہیں۔" اس  
لے ایک لڑکی کے گھر یہ تین افراد چل دیے لڑکی کیا  
کی خوب صورت اور تین کھاری ہوئی گھر کی بڑی  
گی سارا اس سے بات کر رہی تھی افضل تھا کہ اس  
کے تین تھیں میں کو بیٹا ہوا تھا۔  
"خبر میں اس سے پہلے افضل انہیں ریسٹورنٹ  
لے گیا اور کدرا حیلہ سے کھڑے کر اس نے سارا اور  
راحیلہ کو بھجوا تھا۔  
"خانا! لڑکی کتنی گلی آگئی آپ؟"  
"ناشا اللہ بڑی باریک بینی میں تھیں؟"  
"اور سارا چھپیں؟" افضل نے سوال کیا تھا۔

"مجھے بہت اچھی گلی آپ تانیں آپ کو پسند  
آئی؟" افضل نے کچھ منہ بڑھ کر کہا۔ "مجھے ٹھیک  
بالکل نہیں پسند آئی۔"  
"کیا وہاں ریشہ تھا جو تم سے منع کیا ہے۔ سب  
لڑکیاں ایک سے بڑھ کر ایک گھبرا۔" عارضین آخر تھی  
لڑکی چاہے۔" راحیلہ تیکم نے جرائے سے پوچھا تھی۔  
"خانا! جلد بتاؤں گا۔" افضل نے سارا کی  
طرف دیکھ کر کہا تھا۔ عارضین اور افضل بھی آپا اور سارا  
کے لیے بہت سارے لکھنے لکے کر آپا عید کے بعد  
سارا اپنی بوندی میں جانے لگی تھی۔ ایک دن سارا اپنی  
کے وقت بوندی میں سے باہر نکل کر افضل اپنی کارسیت  
وہاں موجود تھا۔ سارا کو آتے دیکھ کر گاڑی سے اترا  
اور سارا کے قریب آ کر ہوا۔  
"بیٹے جلد گاڑی میں، میں نہیں گھر چھوڑ دیتا  
ہوں۔" سارا نے ہی خاندان کے لڑکے جو کزن تھے تھا  
کے ساتھ گاڑی میں بیٹھنے کی افضل نے گاڑی سائٹ  
کر دی تھی اور کچھ بائیں کی کڑی شروع کی جس میں جن کاسر  
میرا ہوا کچھ نہیں آج آپا کدرا حیلہ کا سونہرے گھر کی سٹ سے  
اگ ہوا اور سارا نے خوف سے افضل سے کہا۔  
"افضل! یہاں ایسا سونہرے گھر کی طرف نہیں جاتا۔"  
"راستہ جب آئے گا جب تم میری بات کا  
جواب پاں میں دو گی۔"  
"کس بات کا جواب؟" سارا نے جرات سے  
کہا تھا۔  
"جی کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں، کیا تم  
مجھ سے شادی کرنے کو تیار ہو؟"  
"نہیں۔" سارا نے دو ٹوک لہجہ میں فیصلہ سن  
دیا تھا۔  
"چنانچہ ایک تجویز افضل نے سارا کے کال پر دیا  
تھا جس پر سارا بھی گئی تھی اور اس افکار پر اس کی  
آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔ گاڑی کی افضل  
نے ایک ریسٹورنٹ میں جا کر روکی تھی اور پھر سے کو

اُنس کریم کا آؤ رو سے چلتا۔  
سارا مسلسل رو رہی تھی اور اُنس کریم کو ہاتھ تک نہیں لگھ رہی تھی۔  
"دیکھو سارا! میں جہیں بہت خوش رکھوں گا۔  
میں تمہارا رشتہ لاگتے والا ہوں تم جواب میں میں دنا اور ہاں ایک اور بات میں سب باتوں کا ذکر کر پرست کرنا۔"

"نیک ہے۔" سارا نے موقع کی نزاکت دیکھتے ہوئے افضل کی ہاں میں ہاں ملا دی۔  
☆ ☆  
"اچھی دیر ہوگئی ہے سارا اب بخیر دینی سے ابھی تک گھر نہیں لوٹی۔" راحیلہ بیگم نے پریشانی سے ذرا آگوشا ہاتھ جو کچھ سے آٹکی گئی۔

"جو بیٹان نہ ہوں مائی اسرار آئی دانی والے ہوں گی۔ ہو سکتا ہے آج انیشرا کال لے رہی ہوں۔"  
زارا نے پریشانی دور کرنے کی اپنی سی سی کی بھی مالا لاکر خود بھی پریشان تھی۔

"تم جی جی کیا ہے کہ وہاں لے کر چلا کر رہے یہ لڑکی ہے کہ کسی کی کچی ہے نہیں۔" راحیلہ بیگم کمری سے چھاک کر دیکھ رہی تھی کہ کاجک دیکر کھٹکس۔  
دور افضل کی گاڑی سے اتڑتی سارا اُتر آئی تھی۔ افضل کاڑے چاچا کا تھوڑا سارا گھر میں داخل ہوئی تھی۔  
راحیلہ بیگم سارا کو افضل کے ساتھ دیکر دہل چکی تھی۔

"اچھی دیر کہاں لگاؤی تاچم دیکھو بخیر دینی کی چھٹی کب کی ہو چکی ہے اور تپ آ رہی ہو۔"  
"وہ دای آج میری انیشرا دکلاں تھی۔ میں آپ کو معج تانا بھول گئی تھی۔" سارا کے ہوا نیاں اڑی ہوئی تھیں۔

"بھوت مت بولو۔ میں نے ابھی جہیں افضل کی گاڑی سے اترے ہوئے دیکھا ہے۔ بے فیرت میری خاندان میں ناک کٹوا دی۔ کب سے چل رہا

ہے یہ پکر؟

"خدا را ای ایسے نہ بولیں۔ میرا کوئی قصور نہیں ہے۔" سارا کو سانسے ہو چلا۔ آپ کیا تھا۔ اپنی ماں کا اظہار کھوتے کے دکھ نے اسے اندر تک توڑ دیا تھا۔  
اسی لیے جب چاپ کرے میں جا کر اپنی قسمت پر اُسو بہانے گی۔

☆ ☆  
آج افضل راحیلہ بیگم کو اپنی گاڑی میں بیٹھا کر باہر لے گیا تھا۔  
"خالد! اب تک میں نے جتنی لڑکیاں دیکھیں، ان میں سے میں نے ایک لڑکی کا انتخاب کیا ہے۔" افضل نے یہ بات شروع کی تھی۔  
"چلو جہیں کوئی لڑکی پسند تو آئی۔" راحیلہ بیگم نے مانجا رہا تھا۔

"پچھلے تازہ خالد! میں تمہارا چاہتا ہوں ناں؟"  
"ہاں چاہتا ہوں میری کزن کے لڑکے کو میرے بیٹے کی تو ہو۔" راحیلہ بیگم نے بھیر کی بات سے انہایت سے کہہا تھا۔

"خود خارا مجھے اپنا چاہتی ہیں جہاں سارا کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیں۔" راحیلہ بیگم کو خشتل لگا تھا۔

"خود دار! جو تم نے اپنی زبان سے میری محسوس کیا کا مال۔ خود کو دیکھو میری بیٹی کا چہرہ کیسی لگا گیا جوڑ میں جہاں کچھ زیادہ ہی بنا شادی شدہ اور وہ بچاں کا باپ اور کچھ خاندان کے بچہ کوٹوں سے بھی پتہ چلا ہے کہ لڑکی بارگھی ہے۔ بھی کسی لڑکی کے ساتھ ہوتا ہے تو بھی کسی لڑکی کی لڑکی کے ساتھ۔" افضل نے راحیلہ بیگم کے ہاؤں پکڑ لیے۔

"دیکھو خارا! مت سوچ کر میں سارا کو بہت خوش رکھوں گا، گھر نام کر دوں گا۔" مگر راحیلہ بیگم جھانے میں کہاں آنے والی تھی۔ جتنی کا مستقبل جو جوڑ تھا۔ کھرے کھوتے کی بیچان تھی۔ اسی لیے صاف مت

تھیں۔ افضل راحیلہ بیگم کو گھر چھوڑ کر چلا گیا۔

☆ ☆  
افضل کی شادی تھی۔ راحیلہ بیگم نے دنا می سے بچے کے لیے سارا اور زارا کے ساتھ شادی انیشرا کی برات ہال میں پہنچ چکی تھی۔ سب مہمان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔ سارا زارا اور راحیلہ بیگم کو ایک ٹیبل پر موجود دو خالی کرسیوں پر بیٹھا بیٹھ گئی تھیں اور خود کو اپنی کرسی کے لیے پریشان اصرار کرنا شروع کر دی تھیں۔ کون اچانک کوئی لگنا لانا دکھائی دیا۔

"میں سارا! آپ اس کرسی پر بیٹھیں۔" اس نے افضل کی طرف اشارہ کیا اور کہا تھا چھوڑ دو خاندان میں کسی جاتی نہیں تھی جس سے تے اپنا نام سن کر کمری رہی۔

"اسلام بیگم خارا!" اس نے راحیلہ بیگم کو چاہا تھا۔  
"بشکرم اسلام بیگم! ظاہر کیے ہو۔ بھی گھر بھی آیا کر۔"

"خانی خاں مگر خالد لوگ خیروں کی طرح برتاؤ کریں گے تو کیسے آسوں گا۔" ظاہر نے سارا کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔

"بیٹا! سارا اور زارا کہیں آتی جاتی تو نہیں ہیں مگر ہے بخیر دینی کا کالج اور بخیر دینی کا کالج سے گھر۔" راحیلہ بیگم مسکرا کر بولی تھیں۔  
"یہ تو اچھی بات ہے آئی! آپ کی بیٹیاں شریف ہیں انکی شرافت آخر کبھی تھی ہے۔" یہ کہہ کر ظاہر چلا گیا۔

راحیلہ بیگم کو پہلی نظر میں ہی ظاہر سارا کے لیے لگا گیا تھا۔ سارا کو بھی ظاہر کا خلاق پسند آیا تھا۔  
☆ ☆

ظاہر کا راحیلہ بیگم کے گھر آنا چاہتا شروع ہو گیا

تھا۔ جب بھی آتا سارا سے باتیں کرتا، سارا اس کو کزن بھوکھا غذا نکالت لیتی۔

"مجھے کھانے سے سارا چاہتا ظاہر کی دن اپنی ماں کو تمہارا رشتہ دیکھنے کے لیے بھیجے گا۔" سارا اس کی توقع کو نہیں رکھتی تھی مگر ماں کے سامنے ماں کی پسند کو دیکھتے ہوئے سر جھکا گئی۔

ایک دن ظاہر آیا اور سارا اور راحیلہ بیگم کو باتوں باتوں میں اپنی لڑکی کی صورت دکھائی۔  
"خارا یہ وہ لڑکی ہے جس سے میں شادی کروں گا۔"

خارا اٹھ کر کسی کام کے بہانے بگن میں چلی گئی۔  
"دیکھو سارا میں جانتا ہوں تمہاری ماں مجھے تمہارے لیے پسند کرتی ہیں اور تم بھی اس بات کی قائل نظر آتی ہو مگر تم بھی لڑکیاں نام پاس کی چیز ہوئی ہیں۔" افضل بیگم کو شادی سے انکار کر کے راحیلہ بیگم نے بیوی کی غلطی کی تھی۔ اب ہم دیکھیں گے جہیں کون لپاتا ہے۔ جہیں رہانے کے لیے کوئی نہیں آئے گا۔" سارا ظاہر کی محض شکل دیکھتی رہ گئی تھی۔

"اب ان سب باتوں کو یاد کرنے سے کیا فائدہ۔ آنے والی زندگی حاضری کی صورت میں میرے سامنے ہے جو مجھے اس قدر پسند کرتا ہے کہ اپنی ماں کو بچھ کر میرا رشتہ مانگا ہے اور میری ماں ٹھیک ہی لگتی ہیں۔ خاندان کے افضل اور ظاہر جیسے لوگ دیکھیں گے کہ یہ افسیب افسر خانی نے بہترین بنایا ہے۔" سارا حاضری کی صورت دیکھتے ہوئے بے سوچ رہی تھی۔ آسموں سے بہتے آنسو پھیلنے سے عمل ڈالے تھے اور اپنا جواب ماں کو تانے کے لیے بے اختیار مسکرا رہی تھی۔

☆ ☆  
رمضان آئے تو حاضری میں اور سارا کی بات کی بھی مٹی۔ عید پر مٹی جو جینور دے مائیت ہو گئی تھی اور اب



شادی کا دعائیہ لفظ آیا تھا۔ عارفین نے نکاح کے بول پر قول یہ کیا تھا۔ لوگوں سے مبارکباد وصول کی تھی۔ بارودست احباب کے ساتھ ایک دو دہے کے سونے کی جگہ پر برادبان ہوا تھا۔ چانک وہاں اس کے قریب طاہر آپ کا قہار وصال کے لیے ہاتھ پودھا لیا تھا۔ جس پر عارفین نے اس سے ہاتھ ملایا تھا۔

”آپ بہت کم ہو۔“ طاہر نے عارفین کو جتنا چاہا قہار وراثت بات کہہ کر چلا گیا تھا۔ عارفین اس کی اس بات پر چونکا قہار وراثت سے اس کی بات ختم ہونے والی سوچ کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ عارفین تجلید عروسی میں داخل ہوا تھا۔ سارا کا کھٹکٹ اٹھایا قہار وراثت سے ایک مٹکی ڈیسے نکالی تھی۔ دودھائی میں ڈاسٹری کی رنگ آگے پوچھائی تھی۔ سارائے دور رنگ لے لی تھی مگر یہ کیا عارفین بغیر کوئی بات کے بیٹے پر ہزار ہو گیا۔ سارا جو عارفین سے اس رات کے شعلہ کچھ مٹا چاہتی تھی کہ عارفین اس کے حسن کے قہیدے پڑ سے مگر سارا عارفین کی اس حرکت پر دل سوس کر رہی تھی۔ شادی کو آٹھ گھنٹے پہلے ہو گئے تھے۔ سارا کی ہر بات کے جواب پر عارفین طرے چھاپ رہا تھا عارفین کا جواب تھا۔

☆☆☆☆

صف شعبان تھا۔ عارفین آفس سے سیدھا آتے ہی کھانا کھا کر عبادت میں مشغول ہو گیا۔ جب عبادت کرتے کرتے تنگ کیا تو پھر سے اپنی سوچوں میں گھوم گیا کہ آٹھ گھنٹے تو ان صاحب نے اسے کہا تھا کہ تم کی ہر اور اس کا سارا سے کاٹ چکے ہو۔ وہ بھی سوچ رہا تھا کہ سارا نماز سے فارغ ہو کر اس کے پاس آئی تھی۔

”عارفین! آپ آج مجھے اس بار کت مینے میں تادی مجھ سے اسٹے اٹکرے اٹکرے کیوں رہے ہیں۔“ سارائے تنگ آکر عارفین سے وجہ طلب کی تھی۔

”بڑی بھری ہو یا بھولی بنے کا تک کر رہی ہو۔“

”جس میں نے کیا کہا قہار وراثت کیا نکلیں۔“ عارفین سارا کو کچھ کھنکھناتے ہوئے کہتا تھا۔

”مطلب کیا ہے آپ کے کہنے کا؟“ سارا کی تو ہنسی بھینک چکی تھی۔ ”سارائے تنگ کی کیفیت میں مگر کچھ تھا۔“

”اچھا وہ بھی جس میں ہتھ پتھو۔ اتنا بے وقوف نہیں ہوں میں۔ جتنا تم نے مجھے کچھ کہا ہے۔“

”لیکن اگلی سیر میں باغیچہ میں ہر دشت میں سرکشی میں چاہی ہوں۔“ سارائے عارفین کو اپنا فیصلہ ملایا تھا۔

”خدا حافظ۔“ عارفین کے اس سلوک سے دلبرداشتہ جاتے جاتے سارائے عارفین کو پلٹ کر دیکھا تھا کہ عارفین اسے منالے لگا کر ناکالی ہوئی تھی اور وہ اپنی ناکالی داخلہ تک کہہ کر آئی تھی۔

”کیا ہوا بیٹا؟“ ایک ہاتھ میں لیے یہاں کیے آئیں۔ عارفین سے جھگڑا ہوا ہے کیا؟“ داخلہ تک نے جی کو ابے آتے دیکھا تو حیران و پریشان سارا سے سوال کیے گئے۔

”ای! آپ نے میری شادی کی کی میں نے آپ کے حکم پر سر جھکا دیا۔ کیا میں اس مگر میں اپنے نہیں آئی کہ میں تو میں یہاں سے نکلی مٹی ہلائی۔“

داخلہ تکم کو اس وقت، وقت کی فزولت کا احساس ہوا تھا۔

”بھینچ جائے۔ سارا مگر تم پر رو یہاں ہے۔“ انہوں نے اسے سینے سے لگا لیا۔

☆☆☆

”ایک ہنڈ ہو گیا ہے مجھے فورس کے گھر سے آتے ہوئے۔ اس کے یہاں بیٹا ہوا تھا میں وہاں پھنسی دی اور تم نے یہاں کیا کیا ہے سارا کے ساتھ اسے دن دن ہو گئے اسے گھر سے لے گئے ہوئے آخر تمہارے مابین کیا گفتگوات چل رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ گھر چھوڑ گئی ہے۔“ مابین تکم آتے جاتے

نگلی سے غائب ہوئی تھی۔

”ای! آپ نہیں جانتے سارا میں لڑکیاں اپنی خصوصیت کا کھانڈا نکالتی ہیں۔“

”کیا نکاس کر رہے ہو اپنی بیوی کے بارے میں، میں شادی کے دن سے قوت کر رہی ہوں جس چاہے تم نے اس کا رشتہ مانگا اور یہاں کر لائے تھے اس کے برعکس تم نے سارا کو اپنی نرت کے برابر رکھا تو مجھے کیا کیوں کہ اس صدمہ کے ساتھ؟“

”وہی! امارا صدمہ نہیں ہے آپ کو کچھ ہے شادی والے دن اس کے ایک ٹون نے مجھے کہا تھا کہ اس بہت کم ہوئی ہوں اس لیے اس کا ان کے گھر آنا جانا قہار میں اس بات کو کہہوں۔“ مابین تکم نے شہر تلی تھی۔

”عارفین! مجھے تم سے اس بے وقوفی کی توقع نہیں تھی۔ وہ ٹون جس نے جس میں دیول بول کر کی جی میں ڈال دیا اصل میں سارا کی بربادی چاہتے ہیں۔ داخلہ تکم نے ان کو سارا کا رشتہ نہیں دیا تو وہ بھی خرتوں پر اتر آئے۔ داخلہ تکم نے مجھے سب کچھ بتا دیا تھا۔“ عارفین دم ہوا تھا۔

”جاذب سارا کو کتنا کہ لاڈ اور یہ عبادت مجھے مت دکھاؤ۔“ مابین تکم نے نگلی سے کہا تھا۔

☆☆☆

عارفین، داخلہ تکم اور زارا کے سامنے ہی مگر میں داخل ہوا تھا۔ زارائے جو عارفین کو دیکھا تو خوشی سے اس کی آنکھوں میں اشوا آگئے۔

”معاف کرنا زارا! آپ ہماری اور سارا کی آنکھوں میں بھی آسٹون نہیں آئیں گے۔“ عارفین نے اپنی تنگی سے زارا کے آنسو صاف کیے تھے۔

”ہاتھ سارا کہاں ہے؟“ عارفین نے پورے گھر پر نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا تھا جہاں نہیں بھی سارا نظر نہیں آ رہی تھی۔

”سارا آپ کی چھت پر ہیں۔“ زارائے جواب دینے لگی۔

”ای! آپ نہیں جانتے سارا میں لڑکیاں اپنی خصوصیت کا کھانڈا نکالتی ہیں۔“

”کیا دیکھ رہی ہو اس چانک دھڑکی کی طرف؟“ عارفین نے سارا کے کان میں گونگی کی تھی۔

”آپ اور یہاں۔“ سارائے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

”جی میں نے بھی مہم مٹائی ہے۔ میں اپنے چانک کو دیکھنے نہیں، لیکن بھی آیا ہوں۔“ عارفین نے سارا کی کانٹوں میں چوڑیاں پہنائے ہوئے کہا تھا۔

”لیکن آپ تو مجھ سے منگو کر رہے ہیں؟“ سارائے ناراضی ظاہر کی تھی۔

”سارا میرے چانک میں تم سے معافی کا غلبہ گار ہوں۔ شرمندہ ہوں اپنی سابقہ تلبلیوں پر۔“ عارفین نے اپنے کان پکڑے تھے۔

”تھیک ہے اس بات ہے تو میں نے آپ کو معاف کیا۔“

”اے نہیں۔“ عارفین نے شرارت سے کہا تھا۔

”پھر کیسے؟“ سارائے چونک کر کہا تھا۔

”چانک سارائے سے عید کا تھم ہے میری نظر چانکوں میں پرستم کرتا ہے میری نظر میری بیوی کی میری عید ہوتی۔“

عارفین گنگناہر قہار وراثت سارائے شرم سے نظر ہی جھکا لیں تھیں۔

”عید مبارک۔“ زارا اچانک آکر دونوں کو چٹکایا تھا۔

عید مبارک کی صدا بھی ہر طرف گونگی رہی تھی۔ چانک بھی ان کی دانگی خوشیوں کے لیے دعا گو مسکرا اٹھا تھا۔

☆☆☆

شازیہ مصطفیٰ

مکمل ناول

## سورج کی لڑکی

وہ انجی تیری میں تھا کہ جلدی جلدی جاوے گا کہ ہر گھنٹے سے کمار باجیس ہی اس نے قدم ہر کھاتہ پہ گرا اے مایاں  
نے چتون چلے کرے غرائی اور خوشنور رنگا ہوں سے اسے کھرا بچوسپ ممول سکرانی ہوئی بیو کائن کے پر ہند کپڑوں



میں بلیس اور دھل ہوئی تھی۔  
"اس کی نظر میرے کھانے کو" اس نے دھمک کر کی گوری سے کہا۔ رشم نے بھی گھور کے جڑائی دے رکھا۔  
"کالی کی بیٹی سے تم کوڑی ہونہر چکداس کاٹنے پہنچ جاتی ہو۔" وہ جب بولنے پر آمادہ ان اسٹاپ اور بے شکاں ہو۔  
"وہ بڑی سی ہو کر کوڑی دور میں ہی رک گئی، تیرا فری شس لگے گی۔"  
"اے مایاں! کیا بد نظری ہے؟" بیٹیس بیگم نے اسے سر ڈھکیا۔  
"اے اے! اچھ کہہ دیا ہوں، تیرے کی تاک میں برائی کی خوشبو چھٹی ہو گی تو کھم کے ہمارے کھرا آگئیں۔"  
"جی نہیں، اس کی کرلی بات نہیں برائی مجھے اتنی پسند نہیں ہے کہ میں خوش ہوئی جاں آئی ہوں۔" وہ مایاں کے بولی۔  
"جی ہولی ہے، تیرے کے ذرا سوچ مجھے کہ نہیں ہو۔"  
"مئی اللش تک کہہ دیا ہوں غریبوں کی طرح ہمارا مکن تاکنے آئی جیسا یہ تیرے۔" وہ جیتر کھکا کے کھرا ہو گیا۔  
ڈرا کھک کھم کے ساتھ عیاں جیتر پر جگتا تھا جیسا کہ اسی اور مایاں سوچو میں رشم نے اسے دو بار گھورا۔



”اس کی کوئی بات نہیں ہے، میں یہاں ہی ہے۔“ اس نے اس کے کپڑوں کی دھبے پونچھے آئی ہوں۔“ اس نے صہٹ اپنا دیا۔  
جان کیا کرنا دیا وہ ہرانی اس کی سی آگے نہ چڑھا۔  
”اوہ آؤ آؤ یہاں آگے ہی ہو۔“ اس نے رزم کو لگا دیا۔ ”اوہ کوئی جواب دے کر جھگوڑا کرنا نہیں کرنا  
چاہتی تھی۔“

[illegible]







تھے اس بات پر اور شرمندگی ہو رہی ہے اس کی حرکت پر دہم نے یہ وہ ڈال دیا۔ وہ اپنا سہارا حقوں میں قائم کر رکھ کر حق میں جتنا ہو کر سر قاضے ہوئے تھیں۔

”امی! میں اس سے ہاتھ جوڑ کے معافی مانگ لوں گا۔“ وہ ان کے گفتگوں میں بیٹھا خود کو عداوت کی ترقی کو گرائوں میں کرتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ کیونکہ دہم نے اسے سب کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچایا تھا وہ اس لڑکی کی بڑائی پر اور شرمندگی سے گریزا تھا۔

”جب تک وہ صاف نہیں کرے گی مجھ سے کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے“ دہم نے جواب دیا تھا۔

جانب سے منہ کرنا کر رہی تھی۔

نیلوفر اصرار دہم پر زور دیتی تھی کہ ان دونوں کو بکھری جس فیضان نے ایمان کا ٹھکانا اور جانے کا اشارہ کیا۔

”جانتی تھیں کہ ان لڑکیوں سے کیا بیٹا جائے۔“

”امی! وہ دہم سے بھی نہیں جانتے۔“ نیلوفر نے حمایت شراب کشائی کی۔

”رہے دو اس جگہ تک کہ صاف نہیں ہو سکتا۔“ انہوں نے غصہ میں آکر شہادت کی ادنیٰ الفاظ کر انہیں درشت لہجے میں سرزد کر دی۔

ایمان اپنے کمرے میں پہلے سا لڑکی میں کھڑا تھا اس سے اتنی بڑی محول کیے ہوئی وہ چاہے دہم کو کتنا ہی اپنی بات کا نتیجہ نہ لائے گا اسے مٹانے کا وہ کیسے یقین نہیں کرے گی۔

”ایمان! وہ جی نہیں کہی کہ بھی انہوں میں نہیں کرے دینا جاتی تھی جب ہی تو دیکھو اس کی یہ مصمم محبت دینا نقصان ہو گیا۔“ خیر خیر ہاں نقصان نہیں ہونے دیا۔ اس نے یہی سے کوئی کی چمکت پر یک بار تھا کیونکہ دل اتنا بے یقین اور بے قرار تھا کہ اس طرح بھی وہ دہم سے بات کرنا چاہتا تھا۔

”اس کی حالت ایسی تھی کہ وہ کسی سے بھی بات نہیں کر رہی تھی۔“

ایمان اب بھی دہم کو نہ مانا تھا۔ ”نیلوفر اس سے کمرے میں پہلی آئی تھی۔“

”بھائی! میں ہاتھ جوڑ کر مٹاؤں گا۔“ خیر خیر آپ امی کو بوسہ دے کر اسے اتنا سخت رویہ نہیں رکھیں۔“ وہ انہیں اور منظر بے باور بنا تھا۔

”میں کیا تھا۔“ امی اس کو بھی ناراض نہیں کرتا تھا تھا۔

”مجھے کیا تھا۔“ امی یہ شرارت اتنی بگنی نہ تھی۔ اس نے اپنے باپ بچھے لے نیلوفر نے اس سے کہنا کہ وہ بھی دے کر انھوں کے اشارے سے ایمان کو لایا کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

☆ ☆ ☆

احمدہ درود کے اور وہ بھی ہو گئی تھی اسے ایمان سے اس طرح کی اور بھی تھی۔ امی اس کی طرح کر رہی تھی بھاتا کہ وہ کر چیاں ان گھول میں چھو رہی تھی دہم سے اسے چاہے چاہی تھی اور وہ اسے صاف نہ ہو گا۔ دہم کو سوچ سوچ کے ہوتا آئے چاہا تھا اس بات کو زور سے ہوتے دہم دن ہو گئے تھے اس نے وہاں بھی جانا کہ وہ بڑا تھا۔

☆ ☆ ☆

دن بہت پہلے ان کی وفات کے بعد تھا۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

☆ ☆ ☆

دن بہت پہلے ان کی وفات کے بعد تھا۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

☆ ☆ ☆

دن بہت پہلے ان کی وفات کے بعد تھا۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

”خیر خیر تاجا اب سے شامل اعزاز میں ہی بات کر دو۔“ کیا یہ تھا۔

”ہم اس کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ بڑے بڑے کی اجازت دے رہے ہیں۔“ وہ دھمکات کر رہی تھیں۔

☆ ☆ ☆



احیاء کو وہ کسی طور پر معاف نہیں کرتا چاہتی تھی اور شاوی کبھی نہیں۔

ثروت و تہم جہان کی رو میں ان کے تو وہم و گمان میں ایسا کچھ نہیں تھا کہ رقم کے لئے ایمان کا رشتہ اور شے کی بات بھی ان کی جیتھانی کر رہی تھیں۔

”تو تیرا دل تو ایسا بے جا لگا رہا ہے ابھی جا ب کہتا ہے تجھے بھی جا پاتی ہو میرے خیال میں سوچنے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔“ تائی امی تو غلغلہ مچا کر سرسوں بٹانے کے چکر مچ رہی تھیں۔ درخت تو اس بات پر بھی حیرت زدہ تھی کہ اس کی تائی امی کی خواہش تھی اور وہ پہلے سے ہی رشداً ہی نہیں والی تھیں۔

”نیک ہے بھائی! مجھے اعتراض نہیں رہا کی ساری امداد داری آپ سب پر حاکم ہوتی ہے میں کیا میری حیثیت کیا۔“ وہ خوشی میں پھر نے نہیں ساری میں۔

”لکھی بات نہیں کرو ثروت اتم رقم کی ماں ہوسوچ کچھ کے جواب دے سکتی ہو۔“ بیٹیس بیگم نے محبت اور اپنا حیرت سے ان کے ہاتھ تمام کے تسلی عیادی۔

”اے بھائی! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔“ تمیز کی دیر میں کمر میں مبارک سلامت کا شہرہ لگا کر نکلے۔  
 وجہ نے زبردستی دم کے بند میں صفائی کا ٹکڑا رکھ کر تیل پر بھائی کی اسے پھیلنے والی تھیں گردہ ہات سے چھو کر  
 کے ساتھ چھوٹی تھیں اسے صرف اعلان پر ضرر کا کیس کو قے کے اسے رشہ کیس کو قے کے پوچھنا تھیں بھائی کی شہرہ کی  
 مٹائی تھیں اسے رات دوپہے سے بھی بات کے بغیر چل دی سوئی تھی۔ جس نے اسی سے صاف اظہار کیا۔

”رہم! کیا کہہ رہی ہے تو.....؟“

”اے! اس ٹھیک کردہ رہی ہوں مجھے جس کرنی ایمان احمد سے شادی آپ چاہے کسی سے بھی کر دیں مگر اس سے نہیں۔“ وہ ہنسنے لگی۔ اپنے اندر کے آنسوؤں کے سیلاب پر بندھ باندھ مچی تھی اس نے اے! تک کو نہیں جانا تھا اس طور میں ایمان نے ہی بند کیا تھا۔

”مجھے ایمان میں کوئی برائی نہیں لگتی ہے، تمہارا شعرا ہے مگر عزت بہت کرتا ہے، ہم سب کی رائے دونوں کی رائے کے موافق میں غلط نہیں۔ اس نے بے بسی سے اپنے دونوں ہاتھ ہر اسامی کو برا بھلا کہہ کر گھوما۔ کیسے وہ ایمان قبول کر لے گا؟ معتبر کر دے اس نے ملی ملی اس کی ٹھیک ٹھانی تھی اس کے جذباتوں کو غلطی سے سمجھا تھا۔“

”آپ کو سب پتا تو ہے ان کی ایک منٹ کو مجھ سے نہیں ملتی ہے“ پھر بھی آپ سب ان سے اشنا کرنے کے لئے ہوئے ہیں۔“

”شادی کے بعد سب ٹھیک ہو جاتا ہے، پھر تم بھی کوئی اس سے دلچسپ سوالات کیسے کرنا چاہتی ہو۔“ وہ اٹھا اور بھی سرزدوں کرنے لگی تھیں وہ بچل سی ہو گئی تھیں وہ کیسے کہہ اچھا! یہ سلسلہ شروع کر رہا ہے وہ تو صرف ان کا جواب دیتی ہے۔

[illegible]

”بھری ابھی تو بچہ حالت شروع ہوئی ہے آپ سب شادی کا سوچ رہے ہیں۔ رقم لے جب انہیں اچلی بات،

156 اگست 160 اگست 2014ء

جی، کھاتو ورو دہائی ہو کر اپنا یہ طرز بھی پیش کرنے لگی۔

”بھائی کہہ رہی ہیں کسی کو بھی تمہاری پڑھائی سے احتراز اس تک کہ ہوگا“ تم اپنا ماسٹر زوہاس جا کر پورا کرتی ہو۔“  
 ”آپ ماسٹر ز کے بعد رکھ لیا اور پھر مجھ سے شادی کے بعد نہیں پڑھا جائے گا۔“ اتنی بھنبھائی ہوئی اور کھسکی

یہی دوری قحطی کی دلیل کہ درہا قحط میان سامنے سے آتی تھائی کہ اندر کا سارا سہارا اٹل جائے وہ دامن جاں اس کے سامنے بھی تو نہیں کھڑا تھا۔

”ایمان مدد کرے گا، چھائی میں تم اپنی ریٹان لگی ہو۔“ وہ خوشی کے ساتھ اس کا کوئی بھی طرد نہیں کرتا۔  
 ”اپنی نہیں، کیونکہ جلد از جلد تم کی شادی جڑا ہوا ہے۔“

☆☆☆

[illegible]

”کیا مطلب ہے اس طرح اکڑتی رہے گی۔“

عزیز میرا! میں صاف مانگتا ہوں کہ تو میرا ہر طرح کیوں کہہ دیتی ہے۔

[illegible]

”اے ہوں ابھی“۔ دوپے لمبے دم بھرتا تیزی سے گریو درمیدر کر گیا فیضان نے کہا اُن کی نگاہوں سے اس کی

اسرائیل نے آج کافی عرصے بعد یہاں قدم رکھا تھا۔ رابین لاوڈج میں ٹیٹسٹی وی دیکھ رہی تھی و جبہ اور تائی اسی مکان میں تھیں۔

”اے سامان! کہے ہو چہ آج قائم کیا تمہیں“۔ مائی اسی نے تجھے کچھ کڑی سے کہا۔  
”وہ پھو! آج آٹس سے جلدی آ گیا تو سوجا سب سے مل لوں“۔ وہ سو رہ بن کر بھجکا ہے گویا ہوا تھا۔

”اے ایمان بھائی! تم مجھے اور کسی سے ملنے آئے ہیں“ وجہ نے مٹی خیزی سے پوچھا۔ ایمان کو اس کے سامنے جھک کر آنے لگی کیونکہ تائی امی کی نگاہوں نے اپنے غور و جھجھکے کو بخود دیکھا اور اس کے شانے پر

161

72014-1111

”میں نے پچھوا ہوا ہوں، اے عیٰ آ جا تھا۔“ وہ نچل سا سر کھانے لگا تھا۔

”اچھا تم بھلا آج قبر کر لیے جے ہیں کھا کر جانا میں آتی ہوں۔“ وہ دھیرے دھیرے چلنے پر اس کے کمرے میں چلی آئی تھی۔

”بھابی! رخم سے مل سکتا ہوں۔“ وہ لیکن کی چوکت پر دونوں ہاتھ جمائے کھڑا تھا۔

”مئی کیوں نکملا سکتے آپ کو وہ اونٹنے کی بکھڑا سلاخی کر دی ہے۔“ وجہ پوچھنے سے انھیں بھی دہی اور اچھان فوراً ہی دائیں جانب کی سڑک صیماں چڑھ گیا۔ شکر تھا اونٹن کوئی تھا نہیں اس نے دیکھا وہ کار پٹ پر اپنی جگہ پھیلے ہوئے شاہناک سے بڑھ کر ہی کسی ان کا سٹ شولڈر کٹ ہالوں کی پونٹی ٹیل حسب معمول بندھی ہوئی تھی۔

”آں ہم۔“ ایمان نے بیوہ جو برائے مال کی بیویوں کی شرکت میں بیویوں آجیوں کو فائدہ کیا اتنا سو رہا بھی کہ راقیہ نے چمک کر سر اٹھایا تو آجیوں کی حیرت اور رشک سے پھٹ گئیں کتنے چہرے ہاتھ داما داما میں وہ کھڑا تھا۔

”ادھر آؤ میرے ساتھ“۔ اس نے رنم کا بازو پکڑا تھا۔

”کیا یہ تیسری ہے چھوٹے میرا بازو“۔ وہ چلتی۔ ایمان نے اس کے لمبوں پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھ دیا اور اس کے گرد بازو دھال کر کے اپنے قریب کر لیا تو حواسِ باخدا ہی ہو گئی اس کی خود ساختہ حرکت پر وہ آنگھوں میں جذبہ لے لے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

”آئی لوچ“۔ وہ خوش زدہ سی اس کی اتنی دیر دلیری پر بھٹا گئی۔

"کیا بھکواس ہے۔" وہ دہلنا چلا اتنی تھی چونکا چلا اتنی تھی مگر ایمان نے بو لئے نہیں دیا۔

”یارِ محاف کرو! کیوں اپنی اور میری لائف کو خطرہ کرتی ہو۔“ محافی ہانکا ہوا دھڑ سے کتا بلا لگا کر اٹھا۔  
”اتھ جھڑ کے محافی ہانکا ہوں پلیز محاف کرو اور دھڑ ختم کرو۔ جتنی سزا دینی ہے، شادی کے بعد اسے لینا کر  
شادی سکون سے ہونے دو۔“

”مجھے آپ کی فعل تک سے غرت ہے سن لیں آپ۔“ جتنا لہجہ کوڑھر خدا اور کوڑا دعا سنیں حتیٰ وہ اس کے چہرہ پر بھی  
 حتیٰ عمر ایمان کے لب سحرار ہے جسے وہ اس کے قویٰ جس سے بالکل بھی نہیں ڈر رہا تھا وہ انار اسے دینے کی کوشش کر رہا  
 سیدہ وہو کی بھی آنا تک پہنچ رہا تھا۔

”کوئی بات نہیں“ تم آٹھویں بند کر لیا میں تو محبت کرتا ہوں تمہاری عقل سے۔“ سنی خنجر کے پونے ہوئے اس کے بازو کا تھکولے کر چم لیا۔ ”دمن نے بھگتے سے تھکا کے خنجر اٹھوا کر اعدا پہ بھر کر سے میں چلی گئی اندر سے لاک تک لگا لیا۔

☆☆☆

اسی ایک نہیں بلکہ اس کے ہا میں عطا کب شادی کا دن آیا ہے کچھ نہیں ہے۔ وہ چکر کی طرح گن کے  
راہ میں نے اس کے ہاتھوں پر خوبصورت عطر ڈال دیا ہے۔ عطر حسین نے تھی دھال میں جس کو تلخ چاہی ہے  
کے کچھ میں دے کر اس چیز میں ذرا کی نہیں کی تھی اگرچہ چاہے اسے اس کے چیک دیوڑھا ڈال دے اسے اس کے تیل  
سج رہا تھا شادی بھی ہو۔ شاعر طرے سے کی تھی زیر نے اس کے ہاتھ میں ہوا سا کہہ دیا۔

”فرم ہاگی اے آپ اےمان بھائی کو دیکھئے گا“۔ زہر نے شوخی سے کہا۔

”خود دے دینا تجھے کیوں دے رہے ہو۔“ وہ اس کی پر بھی ہٹلی ناگاری سے منہ ہٹائے ہوئے تھی کچھ ہی دیر میں

ایمان بھی اس کے پیلو میں آ کر بیٹھ گیا، شیر والی کا وہ بھی، ان ہاں لیے ہوئے تھا، نرم پلڑے لپیٹے میں حسین کی گدی تھی۔

”جاسی قیامت لگ رہی ہو“ اس نے فوراً سا جیسے ہو کر اس کے کان میں سرگوشی کی سی۔ دایمیا نے اس میں متنبہ ہو کر  
 بچ بچہ سے اس کے بچے کو گئی تھی اور نہ جیہ اور نیلوفر نے لپٹیں اور ضرور ایمان کار کا کارڈ لگا سکتی تھیں۔ ایمان کی  
 اس نے انجیروں کی گئی تھیں۔

”اوپہ چھوٹے“۔ بس اتنا بولی۔

عقلمندی کا وقت آن پہنچا، کاسب نے ہی اسے دعاؤں کے سائے میں رخصت کیا، ادا دہی رولی دھولی میں آن  
جی جس وقت ایمان لائے، کلمہ قدم پر کاسب نے ہی اصرار بھی زیروست استقبال کیا تھا، ایمان تو کرے کے  
اپری کے لئے کلائی تھی

”وہ لوگوں کی چالاک ہے یہاں سے بھی بڑے پکر میں ہے۔“ ایمان نے اپنی پاک سے ٹوٹ نکال  
 اس کی تعلیم پر کے لئے جو ہر اور فیڈر بھائی نے اسے ایمان کے خواہشور سے پیڑم میں دسی اور فیڈر  
 بھائی نے پیڑم کو سنا سلیا ہوا تھا۔

”رغم اس سوز و آب کی ٹھیک کر لو احمیان

کتابخانه عمومی مسجد جامع کاشان

”میرے پاس تو ایک ہی چیز ہے۔“

”ایک دفعہ ایک شخص نے کہا کہ ”میں نے ایک دفعہ ایک شخص کو دیکھا تھا جو کہ ایک دفعہ ایک شخص کو دیکھا تھا“

یہی رسم ہے جو پاب دم رکھنے کے لئے لکھی گئی ہے۔

”میں جانتی ہوں تم دونوں خوش رہو“۔ انہوں نے اس کے ہاتھ دبا کر مسکرا کر کہا۔  
وہ کافی دیر تک اصرار کی طرف سے سبھاہی رہی تھیں لیکن اگر وہ اس طرح اصرار سے بدگمان رہی تو زمین کی

جانی پہرہ پہن کر اس کی طرف دو اس سے محبت کرنا اور ایمان لانا کہ اگر وہ اس کی طرف سے جہاد کرے تو اس کی مدد کرے۔ یہی وہی جہاد ہے جس کی طرف اللہ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اور آزاد ہو چکی ہے یہاں تھا تو ان کے خیالات کو ضرب ہو گئی یا گماری سے لگا ہوا کار کو چہرہ سے ایمان کو دیکھا جو

میں بڑے ہوئے حمی ایمان نے اس کے اھوں کو پھوٹا کر رکھ دیا۔ وہی ہڈی میں سختی کی دوزخ کی آج سے سب سے  
گراں گزردہ تھا۔ کل تک اس کے ساتھ کے پنے کی رقی میں اور اب وہ حقیقت میں دور دور تھا۔ سب پر گندہ تھا۔

یہاں کے اسے ٹھیک کرنا چاہتا تھا اور وہ اپنے مردوں کو خوب کھتی تھی جہاں خاص رات کو کسی طور بھی ضائع نہیں کرنا چاہتے تھے۔ کتنی ہی کہانیاں وہ انکی یاد بھی لگتی تھی اور اب اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو رہا تھا۔

تو میں اس پہاڑی کا روادار ہی نہیں ہوں بلکہ اس کی شہرہ آفاق شہرت سے بھی نفرت کرتا ہوں۔













نظرِ بد کی حقیقت

تفکر کے بارے میں فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

آپ نے فرمایا: اَلْعَيْنُ حَقٌّ

ترجمہ: انظر اولک بما تبارق ہے (مجھے معلوم ہے)

حضرت باقر علیہ السلام فرمایا: ای حکم مصلیٰ علیہ السلام میں حکم دیا کہ تم لوگوں سے بچنے کیلئے تھوڑا سا مال لے کر

حضرت امیر رضاؑ کا مہاجرت و ولایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گریک دیکھ کر کہا جس کا چہرہ نور خدا حضور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر لوگ زمانہ جاہلیت میں جہاد نہیں کرتے تھے (اسلام لانے کے بعد ایم)

تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان کے ہاتھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا اپنے تئویات مجھے پیش کرو، اگر ان میں شرک و ہولوان کا استعمال میں کوئی حرفہ دیکھو۔ دیکھو

سلاج

آپ مقلد علیہ وسلم نے انکو سے پہلے کئے دعائے نکاحات میں اپنی است کو تلوئے . مظلہ فرمایا کہ جب قیس کوئی چیز

اچھا تو باریک اللہ کبر۔ (ظفر)

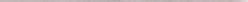
فی ۱۰ رجب (۱۲۸۱)

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ رِسْمًا كُنْتُ پڑھا قرآن ہے ثابت ہے۔

• سورۃ الفلق اور سورۃ الناس میں نظر کر کے بطور دم پر صبا پا بیٹھے۔ (پیش رو)

[illegible]

957-760286-0 957-981283-0028104 2/1/20 12/1/20 12/1/20 12/1/20 12/1/20



وہ چہرے پر خشک جیسے تھیلی جی میں اٹھوں میں مگر ہی چڑاؤں میں ڈاک کلائیوں میں کلائیوں میں نفسی تکسیر پائی  
 تھیں ایمان والوں کی اس کارروائی میں انھوں میں جذب کرنے کے لیے اس کے لیے سوئی بھی کر لیا تھا وہ اسے منانے  
 کے لیے اسے اپنا حصہ لے کر دیا تھا جبکہ کئی ہی اس نے حرکت بھی کی تھی ہر گناہ ہر بار دہرا سے پہلے تھا۔  
 ”آپ مجھے سوتے تھے نہ“۔ تو رخ کے بولی۔

”یہ آپ کو آج خیال کیسے آ گیا؟“  
 ”اے اسرار! آج صاف کرو مجھے کچھ ٹھک گیا ہوں۔“ اس نے دونوں ہاتھوں سے رخ کے دونوں کان پکڑے۔

"میرے نہیں اپنے بچے تھے۔" جھگڑے سے اس کے دونوں ہاتھوں کو ہٹایا۔

ایک دن بات ہے کہ میں اس وقت کی حالت میں تھکا ہوا تھا۔  
بھلائے بول رہا تھا۔ رستم نے اسے گھورا جو دونوں ہاتھ جوڑے ہوئے تھا۔

”ایک تو ظلمی کی خود نے اور اکثر کے بھی خود ہی پھرتے رہے اور اس پر میرے ساتھ سلوک میری پڑھائی سب

☆☆

# احیاءِ حیات

مید خوشیوں اور محبتوں کا تہوار ہوتا ہے، ہر طرف خوشیاں، مسکرائشیں، خوب صورت لمبوسات اور تہنوں کی برسات۔ سواں بار ردا ایک دلچسپ سوانحہ ہے آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ اس حوالے سے میرے سہارے کا ایک حصہ آپ ماہ جلالی میں پڑھ چکے ہیں ماہ اگست میں اس کا دوسرا حصہ پیش خدمت ہے۔

☆ آپ چاند رات کیسے مناتی ہیں؟

☆ میرے گاہک بچہ، دوسرا اور تیسرا دن کیسے گزارتی ہیں؟

☆ آپ کی اب تک کی کوئی یادگار میڈ؟

☆ میرے آپ سب سے پہلے سے دیکھتا پسند کرتی ہیں؟

☆ آپ کے گھر کی کوئی ایسی ڈش جو میرے پر لازمی بنی ہو اور وہ سب سے شیرازہ چاہتا ہے؟

☆ اس سیرکے کے پر آشوب دور میں کیا میڈ کی بچی خوشیاں ہم حاصل کرتا ہے؟

☆ کیا میڈ کی خوشیوں میں آپ ساکین اور غریب کو یاد کرتی ہیں؟

☆ آپ اپنے سر سے لکھری ہیں کوئی خاص کہانی جو میرے حوالے سے ردا میں پڑی ہو تو بتائیے؟

☆ ردا اور رضوان..... کراچی

☆ چاند کو دیکھنا میرا پسندیدہ مشغلہ ہے بلکہ شیں

میں چاند کی دہائی ہوں۔ شادی سے پہلے ہی کے میرے چاند دیکھنے کو بیڑ یا محبت یا چاہتا پاتا تھا۔ لیکن چاند سے میری انیسیت کا آغاز میرے دور دراز گھر کی تھا۔ اب چاند میرے بیڑم سے دکھتا ہے۔ دور دورہ ہیں۔ دونوں جگہ سے چاند کا رخا ہوا جاتا ہے۔ سونٹ صاحب کو بھی چاند تارے خاموش آسمان افریقہ کرتے ہیں۔ مجھے چڑھو میں کا چاند بے حد پسند ہے۔ Free ہوں تو ضرور چاند کو دیکھ کر اپنی اہو بکون بھائی دوست یا خباب Miss کرتی ہوں۔

روم کی فصلی صفائی تھرائی تو چند دن گزرتے سے نقل کر لیتی ہوں لیکن رمضان المبارک کی صفائی تو میرے روم کو صاف قرار دیتی ہوں۔ چاند رات میں اپنے روم میں سلیر بٹ کرتے ہیں اپنی باریکیوں کی صفائی، آغا کے سوٹ ڈنگر کر کے دوڑ دوڑ میں چنگر دینا ہوں۔ ان کا سوٹ اپنا سوٹ پریش کر لیتی ہوں۔ سب کام سے فارغ ہونے کے بعد تو قہری بیٹا کے ساتھ لی وی جگہ سے ملتی ہوں گا کوئی سووی دھمتی ہوں۔ ساتھ ساتھ باجوں کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ چاند رات کی رات کو میرے آتی ہی نہیں۔ اندرونی خوشی ہوتی ہے۔ چاندوں طرف سکون محسوس ہوتا ہے۔ یہ اور میں پہری رات جانتے ہیں۔ صرف ایک ٹھنڈے مشکل سے سوتے ہیں چاند رات کو Enjoy کرتے ہیں۔

☆ میرے دوست کا چاند رات میں جاتی ہوں۔ میرے

کی لہذا کے بعد خصوصی دعا مانگتی ہوں۔ اپنے سہاگ اپنی بیٹی دونوں سمیٹنے کے لیے سلاخی کی دعا۔ بخشش کی دعا۔ آپس میں محبت و اتفاق کی دعا۔ دنیا و آخرت میں بھلائی کی دعا۔ اچھے کے بعد اپنی اپنی تصویر دیکھتی ہوں۔ (شادی سے پہلے ڈائریکٹ ایس سے ملتی تھی۔ اب اپنے ایس سے ملنے کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ میرے کیرے دن جاتی ہوں ایس کے گھر)۔ میرے نسا کو یاد کرتی ہوں۔ مگر میرے ایس کے پاس چاکر ایس کی بھینس کو سلام و میرے سہاگ بھی ہوں۔ جب تمام چھٹیاں فراز پڑھ کر اپنی چھٹیوں کو کریم خرم پھولے، ٹیکسٹس، مشائی و غیرہ دیکھ دیتے ہیں۔ سب کھانے کے بعد میری دیتے ہیں۔ ہر روم میں آکر دوپہر میں اپنی اور بھانجا سوجاتے ہیں۔ شام مغرب تک جاتے ہیں۔ مسٹر جی میری بہت تنگ کرتے

کے بعد دیتے ہیں۔ میرے سب کے ساتھ مل کر کپ شپ اور کھانے کا دور چلتا ہے۔ میں پہلا دن اختتام پزیر ہوتا ہے۔ میرے دوسرے دن میں میرا آؤ تنگ پ جاتے ہیں۔ میرے دن قاتلے کے بعد ہی کے گھر جانے کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ جلدی جلدی کرنے پر بھی شام کے چاند بتا جاتے ہیں۔ ساتھ کھانا کھاتے، ایک دوسرے کو چمچ پر چمکارتے رہتے ہیں۔

☆ اب تک کی دو میریں بھی یادگار ہیں۔ چار سال پہلے میرے کیرے دن میں ماہیوں کی پکڑی۔ یعنی میری شادی تھی۔ وہ میرے دوپہل دوکھات میں بھی نہیں بھول سکتی۔ شوال کا چاند میرے چاند کا دماغی ساتھ لے کر آیا تھا۔ دوسری یادگار میری جلدی ہے۔ میرے دونوں بھائی راشد عارف کی شادی تھی۔ ہمارے رمضان لیٹ ٹائم ہارکینوں کے پکڑ کوئی ڈائریکٹ نہیں چھوڑی۔ بھائیوں کی ماہیں میرے

چند دن تھی۔ ایڈز ٹم تک تیار یا مل رہی تھی۔ پہری شادی کے ڈسکون کی پسند کے تھے مگر ایسے سوٹ تو سر پر آؤ تھا۔

☆ بھڑکائی کے پٹاں خانوں میں دل کی مگر انہیں میں ہے خواہش دہنی ہوتی ہے کروہ میرے پرست لکات میں اپنے بھڑکائی کو دیکھتے۔ شادی سے پہلے ہی بھڑکائی کو دیکھتی تھی۔ اب جین ساتھی کو اور اپنی بی بی ڈول کو دیکھتی ہوں۔

☆ میرے سلاسلوں کا کافی تہوار ہے۔ میرے کاجوش و خروش و دلور لگ ہی ہوتا ہے۔ میرے کھات کی چنگی ساتھیوں میں دل رکھنے والوں کے دلوں پر چپکے سے دھیرے سے چار بھری دھنگ دیتی ہیں اور میں اپنے بھڑکائی زندی اپنے بھڑکائی میرا کھانہ کھتی ہوں۔ ردا جی سا اعجاز ہر ایک گھر میں شیر خرم، چھوٹے بھائی، شادی کباب، ٹکڑے دی بڑے مقام آٹم رز خان پر ہے ہوتے ہیں۔

☆ میرے کھانے عام دلوں میں بھی اکثر ایسے لوگوں کا خیال آ جاتا ہے جو زندگی کی چھوٹی چھوٹی سکولوں سے دور ہیں۔ بالکل ساڈہ زندگی گزار رہے ہیں۔ کچھ میرے خاص میرے اپنے ہیں۔ میری بڑی بہن کے مجھے نہیں معلوم ان کا طرز زندگی کیا ہے لیکن ان کا خیال بہر وقت دل بڑھاتا ہے۔ دل اداس ہو جاتا ہے اللہ پاک سب کی بہترین کفالت کرنے والا ہے اور اس نے اپنے کچھ خاص بندے بھی بنائے ہوئے ہیں جو دوسروں کی کفالت کر دیتے ہیں۔ اللہ پاک نے مجھے اور میرے شوہر کو ایسا دل دیا ہے جو دوسروں کی ایلیٹ کے کہ خوش محسوس کرتے ہیں۔ اللہ پاک معا دینے کی تو جتنی صلاح کرے، آمین۔

☆ میں ردا ڈائجسٹ نو سال سے پڑھ رہی ہوں۔ ردا کے ہر دفعہ میرے نمبر 1 اور میرے نمبر 2، دو شمارے

ہوتے ہیں۔ دونوں کی ترتیب یہ مثال اصول ہوتی ہے شکر صالحہ کی کج راجتی منت سے ردا کو ستار کر میں مسیا کرتی ہیں۔ ردا کی عید نہ کرنا یاں، افسانے، ناول، 2009ء کا پورا ڈائجسٹ My heart favuirt، اور آل ردا وی میٹ۔ اللہ رب العزت حریت ترقی، کامیابی، کامرانی، شہرت سے نوازے، آئیں۔

بنو عید کی شایک، زندگی جی (رضوان بی) کی بچی کوکش ہوتی ہے کہ رمضان کے شروع میں ہی تمام شایک کروا کر شایک والا ٹپک داسٹاپ کروا دیں۔ لیکن میری دلی خواہش ہوتی ہے کہ میں آخری رمضان کے دنوں میں مارکیٹ چاؤں۔ میں عید پر تو بس دل چاہتا ہے کسی کے لیے مجھ سے کچھ کروں۔ اللہ پاک کا کرم ہے کہ میں ہوں۔ غلٹن لینے دینے سے محبت پرستی ہے۔ غلٹن کا چادر رکھنا چاہیے۔ میری طرف سے میرے چاہنے والوں کو دلی عید مبارک قبول ہو۔

مہنگ گل ..... کراچی

بنو چاند عرات کو میں بہت ہی زیادہ خوشی سے مناتی ہوں اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے مجھے پھرے روزے رکھنے کی توفیق دی۔ چاند رات کو مجھ سے ہندی لگانے کے لیے بچیاں اور بھینس بے تاب ہوتی ہیں۔ کبھی تو آل ملوں کر دیتی ہیں اور سوڑ ہوتا اچھا سا ڈیزائن بناتی ہوں۔ چاند رات کو گھر پر ہی سلجھ بیٹ کرتی ہوں۔ شایک کے لیے چڑیاں بیٹنے کے لیے پانچواں لکڑی میں جاتی۔ عید کے پہلے دن کو کچن سویرے ساتھی ہوں کیونکہ گھر کے کام باقی دنوں کی نسبت اس دن زیادہ ہوتے ہیں۔ دوسرے دن امی کے گھر جاتی ہوں اور پھر وہاں پر عید کے پہلے دن کی طرح دوسرے اور تیسرے دن کو کچن بچے

کرتی ہوں۔

بنو بچپن کی عید میرے لیے قیمتی سرمایہ ہیں۔ بچپن کی عیدوں کو بہت اچھا لگتا ہے۔ ہر بچہ ڈانڈا دھکی کی طرح گھوما پھرا کرتی تھی اور پھر ساری دوشیں رانی سرسبز یا کین، شید، افغان، مد چین، حاشیہ، شیا، چٹان، سفید، سفوف ہم ساری دوشیں ایک جگہ اکٹھا ہو کر عید کے دنوں سے خوب چچی می کر لیا ہانت کر کھاتے تھے۔ خاص کر اسل کریم، بچپن کے حیرے کوٹے تھار پھر کرانی بچپن ہی پر دیتے تھے۔ بنو شیر خورد ہی بچے بچپن سے بچہ ہے۔ امی کے گھر پر بھی ہم بچپن کی فرمائش پر بچی ٹٹے میں فترا قمار اور اب شایک کے بعد بھی اس یادگار شی ڈش کو بچپن سے گھر میں زندہ رکھا۔ باقی بچپن بریلی، اپنا رکھت، اب شیریں، ایک، کوکون لکٹ سرور شال ہوتے ہیں۔

بنو شادی سے پہلے والدین اور بہن بھائیوں کو دیکھنا پسند کرتی تھی اور ان کے چروں کی خوشگوار گھنٹی کر کے خود بھی خوش ہوتی تھی اور شادی کے بعد اپنے بہن بھائی اور بھائی بھائی کو دیکھنا اور دیکھنا پسند کرتی ہوں اور ان کے ساتھ لکڑی شایک کر کے ان کا شک میں دم کر کے بڑا ہی حرا آتی ہے (الہامی)۔

بنو عید کا مشکل ہے اس مسئلے کے دور میں یہ خوشی حاصل نہیں کر سکتے کہ شادی کے بعد اپنے سے کچھ لوگوں کو عید پر خوشی کا حذر دیا جاو چاہتا ہے۔ یہاں تو کھاتے پیتے گھر انوں میں بھینس کا کارہ ہوتا ہے۔ بچپن انسان کی حیثیت ہوتی ہے اسے ایذا پہنچا دینا بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ دیت، مجھ پر بھی گرا ہے اس لیے مجھ سے لیے تو وہ عید کی خوشی سے بھر پور اور اللہ کے فضل سے آج جو بکھارے دنا کیا ہے اس پر بھی پہلے سے زیادہ شکر گزار ہوں کیونکہ شکر کی کرنے والے سے اللہ تعالیٰ نافرمان ہوتا ہے

اس لیے بندے کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ بیشتر یہ سوچ کر منتی ہوں کہ میرے رب نے مجھے بہت کچھ دیا ہے اگر وہ مجھے میرے اعمال کے برابر دیا تو میرے پاس آج کچھ ہوتا۔ بنو یاد رکھی ہوں اور بالکل یاد رکھنا چاہیے۔ ایک عید پر ہی کیوں؟ ہر دن سائین اور ذرا دلی دلا کرتی چاہیے۔ اپنے رشتے داروں میں یا پھر بڑوں میں جو بھی شریک ہوا کین موجود ہوتے ہیں انہیں ضرور یاد رکھی ہوں اور جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے وہ میں کر لیتی ہوں چاہیے عادات سے باہر اپنے مال دوسرے سے کیونکہ انسان کو بیشی سے یہ سوچ رکھی چاہیے کہ وہ جو کچھ ہے اس اللہ کے کرم سے ہے رات میں شایک لکڑی دیتا ہے جب اللہ تعالیٰ تقیر ہے بادشاہ بن سکتا ہے تو پھر کچھ کام ضرورت ہے کہ ہم اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ وہ دیکھیں کہ کہہ رہے ہیں پر غور کریں۔ جہاں تک میری سوچ ہے میں غلطی دوسروں کو خوش کرنے سے کبھی بے جا خود کو خوش کرنے سے۔

نایاب حسین ..... واہ کینٹ سب سے پہلے ردا ڈائجسٹ کی تمام ہر ردا کے قارئین اور خاص طور پر صالحہ آئی کو عید مبارک ہو۔ صالحہ آئی آپ کا بہت بہت شکر ہے کہ آپ نے مجھے سچے کو عید کے اس نہر سرست موقع پر یاد رکھا۔ مجھ سے روئے کے سوالات بہت دلچسپ ہیں۔ جیسا جوابات بھی آپ سب کو دلچسپ لگیں گے۔

بنو چاند رات سب کی طرح یہ حد مصروف گزرتی ہے اگر 29 رمضان کو عید کا چاند نظر آجائے تو پھر مصروفیت دیکھنے والی ہوتی ہے کیونکہ عید کے دن کے لیے اجماع کرنا ہوتا ہے۔ چاند ہانے کے لیے کچھ لوگ انوار چاند رات کو ہی تیار کر لے جاتے ہیں۔ محلی عید ہے تو لازمی کھیر یا شیر خورد دیکھا جاتا

ہے جو چاند رات کو ہی تیار کر لیا جاتا ہے البتہ عید کے کپڑے میں پہلے ہی پرکھ کر دیتی ہوں۔ غرض جہاں تک ممکن ہو عید کے دن کا کام چاند رات کو زیادہ سے زیادہ منانا دیا جاتا ہے اور اسے یہ ہندی لگوانے کا نام نہیں لیتا مگر اب شریک شادی کے بعد محلی عید ہے تو لازماً ہندی لگواؤں گی۔

بنو عید کا پہلا دن زیادہ تر گھر ہی میں گزرتا ہے کیونکہ مہمانوں کی آمد رات جاری رہتی ہے۔ شام کو میں بھی قرعہ میز و ذوق اب کے گھر میں کے ساتھ چلی جاتی ہوں۔ میری ٹیوشن اکیڈمی میں جو بچے پڑھتے آتے ہیں ان کو میں ضرور عید پر مدعو کرتی ہوں۔ ان کے خوب صورت قرعہ کپڑے اور ہاتی جیامی دیکھنے کے لیے اس کی طرح ردا دوسرے ردا ان جیامی کا ایسے ہی کرتا ہے۔ کبھی میرا بھائی اور مہمان بن کر اور جو لوگ دور ہیں جیسے ثانی املاں اور خالائیں ان سب سے فون پر کپ شپ جاری رہتی ہے۔

بنو یادگار عید کی بہت سی ہیں۔ مثلاً بچپن کی تمام عیدیں جب دنوں میں نہیں غلوں اور چاند رات کے غرض کے ہوتا تھا تو اب نہیں قارئین ردا دیکھی ہے لیکن میری بہن تو دور ہیں جو چھوٹی چھوٹی باتوں سے خوش ہو جایا کرتے ہیں۔

بنو عید پر میں سب سے پہلے اپنے ابو اور بھائیوں کو دیکھنا پسند کرتی ہوں کہ عید کی قاز کے لیے تیار ہو کر کیسے لگ رہے ہیں۔ باقی امی اور میں بعد میں تیار ہوتے ہیں۔

بنو عید پر جو ڈش لازمی بنتی ہے وہ ہے دھنلا کھیر۔ بنا کر دیکھا ہے اور بنا کر کھایا ہے کہ آپ کو کبھی ملے۔ دودھ ایک گلو، الائچی (12 عدد وہی ہوتی)، سوئی 6-8 کھانے کے کٹ، دو پلاٹر اور ایک چائے کا کچھ، بھرے ابادام، پتہ حسب قضا (ایک کٹ کر ردا ڈائجسٹ 179) اگست 2014ء

ڈالے ہیں، بھینٹی (بھینٹی آپ کی پسند ہو۔)

ترکیب: سب سے پہلے دودھ کو کسی دھنکی میں ڈال کر چمبے پر رکھ دیں۔ جب شیم گھول اس میں سوئی آہستہ آہستہ کر کے شامل کریں۔ کچھ چلائی جائیں تاکہ گھی ملا لیں۔ ساتھ ہی اچھی اور چمکی بھی شامل کر دیں۔ جب سوئی گل جائے اور کھیر تھوڑی گاڑی ہو جائے تو اس کو خفشا کر گھس اور پھر جوس میں ڈال کر پینٹ کر لیں کہ کچھ تھقی ہو جائے پھر کسی پاؤں میں نکال کر ڈرائی فرسٹ اور ویٹلا آئیس ڈالیں۔ چاندی کا ورق لٹائیں اور رشتہ کی کریم فریز میں اور سڑا کر پھر سے لفافہ بند ہوں۔

یہ چپاں اور بہت سے مسائل میں اضافہ ہوا ہے نہنگانی بھی اس فہرست میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ بس دعا ہی کی جانتی ہے کہ اللہ ہمارے ملک پر رحم کرے اور ہمیں اور ہمارے سسرالوں کو کھرا لیا عظیم کر چلائے آمین۔

بڑی بالکل کوشش کی ہوئی ہے کہ جو لوگ اس طرح سے عید کا خرہ نہیں لے سکتے۔ نہیں محسوس کر سکتے ان کو عید کی خوشیوں میں اپنے ساتھ شام کیا جائے۔

بڑا دم خیر کا مکمل ٹول "عید کی عید ہو" کافی دلچسپ ٹول تھا۔

بڑی شیلی میں میرے اہی اور اور تمہیں بھی ہیں۔

22 مارچ کو شادی ہوئی ہے تو اس لحاظ سے یہ شادی کے بعد پہلی عید ہے۔ عید شادی و رمضان سے پہلے ہی کر لیتی ہو جس میں کپڑے، جوتے، چڑیاں، مہندی (گٹھن یا گٹھن) ضرور خریدنی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی اجازت، مٹھ، مٹھ۔

عائشہ الیاس..... کراچی

چاند رات میں کافی جوش و خروش سے منانی ہوں۔ زیادہ تو کوئی خاص انتظام نہیں ہوتا لیکن مجھے چاند رات کافی پسند ہے اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ عید پر

بہت بڑے ہوتے ہیں جب کہ چاند رات کافی پر دوپہر لگتی ہے۔ چاند رات میں، میں ابھی کی دھن بھائی ہوں۔ بیٹے میں سے سے قسم کے ڈرائنگ لازمی بناتی ہوں۔ پھر کھر کی فاصل صفائی کرتی ہوں۔ پھر میرے بیٹے والے کپڑے پر میں کر کے لے لیتی ہوں۔

مہندی، چڑیاں کا خاص اہتمام نہیں کرتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پینٹنگ سے بہت پسند ہے۔ پینٹنگ کی حد تک لیکن میں سوچتی ہوں جب چاند رات میں نہیں ہے تو پھر اہتمام کے لئے دل بھی نہیں چاہتا۔ سب دوستوں کو عید کی خصوصی مبارکباد دیتی ہوں۔ سب کام مکمل کر کے ڈرائنگ کی پیالی تمام کر دی کہ آگے جگ جاتی ہوں۔ چاند رات کے شو چاند رات کا پھر ہر احساس دلاتے ہیں۔ عید پر بہت بڑے کام سامنا ہوتا ہے، چاہے بڑا دلوان ہو دوسرا یا میرا چاہے کڑا جس سے یہ بچتیں ہے۔ اور اب یہ کیونکر ہم کیسے جانتے ہیں کہ کچھ دیکھ رہا ہے۔ چھوٹے تھے تو عید کا

پورا سال بے چینی سے انتظار رہتا تھا۔ عید پر خوب اہتمام کرتے تھے۔ شرارے، خرابے کے علاوہ تو میری کوئی دوسری عبادت ہی نہیں ہوتی تھی۔ مگر نہ کہ پوریا بھی کرتی تھی۔ بہت خوب صورت لباس جو لڑکی دیتی تھی میں اب بھی اس سے ہی کپڑے نکال کر پہنتی ہوں۔ پر جب سے بچپن کو گھر آ کر پہننے سے عید کا ٹول سوئی ہوئی ہو گئی ہے لیکن اس بڑے دور کے لئے عید کے حلقے کی خدمات اور رسالہ کا مطالعہ کر کے خوش عید کا احساس ہوتا ہے۔

بڑی میری یادگار عید میں تو خوشیوں کی ہی ہیں جب آنسو ہوتے تھے۔ دوستوں کے ساتھ مل کر عید کی جمع کرتے اور بڑی باری ایک دوسرے سے اپنی عید کی قصہ گوئی دینے کرتے۔ سب سے سب سے زیادہ ہوتی اس کی خوشی دینی ہوتی۔ میں نے بھی اس کی اپنی عید خرچ نہیں کی شاید بچپن سے ہی فریاد رہا اور کھاتے

شاد ہوں۔ سبھی ماں کو پھر یہی عید کی جواہر تھی۔

بڑا آج بہت اچھا سوال ہے عید پر میں سب سے پہلا اپنی ماں کا چہرہ دیکھتا ہوں۔ میری خواہش ہے جب تک میں زندہ ہوں تب تک میری پرانی ماں کا چہرہ دیکھوں۔

بڑا خصوصی ڈش تو کوئی نہیں ہوتی۔ وہی مخصوص شیر خور، شادی کیاب اور برائی ہی ہوتی ہے۔ ماما کے ہاتھ کی برائی ٹائمنان ہر میں مشہور ہے اس لیے عید پر جو کچھ بھی کھانا آئے تو اس کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ کھائے کہ ہاتھ کی خوشی کھائے کوئے۔

بڑا بہت بڑا مشکل ہے کہ کوئی کھائی کے دور میں میری کچی خوشیاں ہم حاصل کر پاتے ہیں یا نہیں لیکن میرا نظریہ ہے کہ کھانے کی طرح صاف ہو اور صحت سے لبریز ہو تو عید کی کچی خوشی حاصل کرنا ممکن ہے۔ عید کی کچی خوشی صرف جیتی جی ہو کی طرح نہیں ہے۔ میں نے تو اکثر دیکھا ہے کہ جیتی جی ہوں سے آواز تو لوگ خوشیوں سے محروم ہوتے ہیں اور عید کی خوشیاں تو عیت کی عیت ہیں۔

بڑا بہت اچھا سوال ہے عید ہو، غریب اور مساکین کو بھول جائیں اس سے بڑی بات کوئی ہوئی نہیں سکتی۔ اس بات کے پیش نظر میں نے کچھ اسی طرح کا افسانہ بھی لکھا تھا جو لوگ رشتہ داروں اور ملازموں کے ساتھ برا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ برکت کے روز ان کے گھر کے کچھ بھی بند ہو جاتے ہیں یہ صرف میرے کہنے کی وجہ سے نہیں ہے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ماما ملازموں اور رشتے داروں کو خاص عزت و احترام دیتی ہیں، چھٹی ملازم ان کے دیوانے بھی ہیں اور یہ بات میں نے سب سے نیوی سے سیکھی ہے۔ ماما کو بھی عید پر غریب و مساکین کے ساتھ ٹیک سلوک کرتے دیکھا ہے۔ میں نے ضرور بتائی کہ ہم اپنی حیثیت کے مطابق غریب و مساکین

کے لیے کیا اہتمام کرتے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں میں کر سکتی جس ہاتھ سے کی جائے اس کی خبر دوسرے ہاتھ کو نہ ہو۔ اس لیے میں بھی اس کی عید کی خوشیوں میں ان غریب اور مساکین کو نہ بھولیں اور رشتے داروں کے ساتھ ٹیک سلوک کریں۔ یہ بہت سونگھ کر کوئی آپ کے ساتھ کیا کر رہا ہے۔ یہ سونگھ کر آپ ایسا کیا کر رہے ہیں کہ خدا آپ سے خوش ہو، ہر عمل میں خدا کی خوشنودی کو اپنی دہلیز میں چاہے آپ خود اندر سے خوش رہتے ہیں گھس گھس کو خوشیوں کا ہٹنے کا ہے۔ خوشی ہیں اور دوسروں کو خوش رکھیں یہی کچی خوشی ہے۔ آخر میں میری طرف سے دعا کے تمام اسٹاف اور کارکن کو عید کی دھیروں مبارکباد۔

میرین کول..... کراچی

بڑا ننکے زیادہ تر ہمارے یہاں کوئی نہ کوئی احتکاف میں بیٹتا ہے تو چاند رات کا خرہ دہلا ہوا ہوتا ہے۔ جب میں احتکاف میں بیٹتی ہوں تو میری اہی، بیٹی، ابو مجھے احتکاف سے کمرے سے نکالتے ہیں اور میرے چہرے پر عید کا گلاب کے پھولوں کے لہرے ہار پہنتے ہیں اور رچتے ہیں۔ میں چاند کا دیوار کرتے ہیں۔ میں چاند کو کچھ دعا میں لگتی ہوں اور پھر رشتے دار خال، ماموں اور کزن کی آمد ہوتی ہے۔ کچھ فضائی خنڈا اور دعائیں دے کر چلے جاتے ہیں۔ پھر میں اگر عید کی تیاری میں کوئی کمی دیکھتی ہوں تو اہی اور بہنوں کے ساتھ بازار میں چلی جاتی ہوں۔ مگر آئے کے بعد میں کچھ یادگار اپنی ماں کا ہاتھ نکالتی ہوں۔ ان سب سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھوں میں مہندی لگاتی ہوں اور اپنے بھائی کی دی ہوئی چڑیاں پہنتی ہوں جو ہر چاند رات کو بہنوں کو نکٹ کرتے ہیں۔

بڑا یہ ہے ایک ڈنکے پچھلے سو جاتی ہوں۔ بھر

کی اذان ہوتے ہی اٹھتی ہوں اور پھر نماز پڑھ کر پڑے بدل لیتی ہوں جو خاص صبح کے لیے سلاوے ہوتے ہیں پھر ضرورت کی ہوں اور پھر کی نماز ادا کرتی ہوں۔ اسی غیر خود مروت کو ہی تیار کر چکی ہوتی ہیں۔ میری مہارگ باواری اور اور نیکان بنائیں اور نیکوئی کو بچی ہوں اور نیکو ہوں۔ پھر نماز صبح کی ادا کرنے کے بعد میرے نیچے بھائی مسجد چلے جاتے ہیں اور ہم ماں بیکش نماز صبح کی گھر پر ادا کرتے ہیں۔ مسجد سے واپسی پر ابو پھر بیان اور مضامین لکھتا ہوں جو ہم چاہتے کہ ساتھ لیتے ہیں اور پھر ہم سب گھر والے سوانے میرے سو جاتے ہیں۔ میں سارا وقت آئینہ کے سامنے بیٹھے مسورے گزارتی ہوں۔ دوپہر ہوتے ہی اسی اور نیکش اٹھ جاتی ہیں۔ ان کے ساتھ مل کر کھانے کی تیاری کرتی ہوں۔ صبح کے پہلے دن شاذ اور کوئی مہمان آتا ہے۔ ہم پوری کھانا آگاہی میں خوب بلہ کھد کرتے ہیں۔ دوسری صبح کو ہم رشتے داروں کے گھر دعوت میں جاتے ہیں اور تیسری صبح کو ہمارے گھر سب رشتے داروں کی دعوت ہوتی ہے۔ صبح کی شام میں ہم آگس کر کھانا پکارتے جاتے ہیں۔

☆ میرے بچپن کی ہر صبح یادگار صبح ہے۔

☆ صبح پر صبح سب سے پہلے میں اپنی امانی کے پاس جاتی ہوں۔ ان کے کنگے لیتی ہوں اور میری مہارگ یاد دہانی ہوں کیونکہ میں اپنی امانی سے بہت محبت کرتی ہوں۔

☆ ہمارے گھر میری غیر خود مروت ہوتا ہے اگر کوئی گھر میرا اسلام سے دور ہو جائے ہیں کہ اگر میری گاہی دور نہ ہوگی ہوتا تو میری گاہی خوشیاں حاصل نہیں کر پاتے۔ اگر ہم اس مہارگ کی دور میں اسلام کے قریب ہو جائیں تو میری گاہی خوشیاں حاصل کر سکتے ہیں۔

☆ حضرت عائشہ نے صبح کے دن درود کے برامال

کر لیا۔ سنے کپڑے نہ پہنے اور سوچی روئی کھانے لگے کسی نے پوچھا کہ آج کو صبح ہے آپ نے کوئی تیاری نہیں کی آپ نے فرمایا کہ صبح کو ان کے ہنسن کو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔

☆ اسی طرح لوگ صبح کے دن ٹیلیفانی حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں آئے تو دیکھ کر انہوں نے انہوں نے ٹیلیفانی وقت خوشی کے دن دور ہے ہیں۔ پوچھا اے امیر المومنین آپ کیوں دور ہے ہیں؟ عمر فاروقؓ نے فرمایا: یہ صبح کی گاہی ہے اور صبح کا دن بھی ہے ہاں ہاں اس صبح کا دن اس کے لیے کہ جس کی نماز و عبادت تھوڑی ہو گئی اور صبح (خوشگاہی) کا دن اس کے لیے جس کی عبادت اس کے منہ پر ماری گئی۔ میں اس خوف سے دور ہوا کہ میری عبادت رمضان قبول ہوئی یا میری ہو گئی۔

☆ ان پیداری میں ان کے نزدیک صبح کا دن اللہ کا شکر ادا کرنے کا دن تھا اور اس کو مانتی کرنے کا دن تھا۔ اس لیے ان کا صبح کیڑوں کی گھڑیوں میں جیسے ہم سچے ہیں بلکہ ان کی گھڑیوں میں اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی کی عبادت قبول کر لی تو وہ ان کے لیے صبح کا دن تھا جس بات کی کسی کو آج کے دور میں گھڑیوں میں گھڑی دور کیا ہوگا تو ہر ایسے غریب صبح کی گاہی خوشی کا صبح۔

☆ یہ صبح فطر روزوں کا صبح (پیشانی کے اس) لیے فطر قرار دیا ہے کہ روزوں کی حالت میں انسان سے کوشش نہ ہو کہ اگر کسی کا کام رکاب ہو گیا ہو صحت سے دور نہ ہو کہ صحت ہو جائے کہ اسی طرح غم اور اور غم جو صبح کی خوشیوں میں شریک ہونے کی طاقت نہیں رکھتے ان کے ساتھ قیادوں مطلوب ہے جو اللہ کو بھد پند ہے۔ یہ صحت پر ایسے غریب چھوڑا اور عورت مرد صبح پر صبح کی نماز سے پہلے پہلے ادا کر ضروری ہے۔ جو مسلمان ہونے کے ٹانے غریب مسلمان کو کیسے بھول سکتے ہیں۔

☆ جیسا بھاری ڈوکی جی خان

☆ سب سے پہلے تو سب بھوں کو سلام اور دلی مبارکباد میری دعا ہے کہ اللہ ان نیک اور بہت ساقوں میں آپ تمام بھوں کی زندگی میں صحت اور کامیابی لکھ دے اور ہمارے پیارے وطن پاکستان کو ہمیشہ سلامت رکھے، آمین۔

☆ اب آتے ہیں سروے کے سوالات کے جوابات کی طرف۔

☆ باوجود رات بھر کی طرح منافی ہوں۔

☆ چنانچہ چنانچہ خوب سی بھر کے مطالعہ کھانا اور دھڑا دھڑا ہوا ہے۔

☆ Send کرنا اور وصول کرنا ایسے روزوں کی بھری باغدادت۔

☆ صبح کا صبح کا دن صبح کے معروف ہوتا ہے۔ سارا دن بھوں کی خوشیوں میں اور پیار میں میں ایسے گزر جاتا ہے کہ جی میں نہیں چلا۔ دوسرے دن اپنی امانی اور رشتے داروں کے گھر خود مہمان ہوتے ہیں دوستوں دن صبح کا دن صبح کے خوب صورت ہوتے ہیں۔

☆ صبح کو بھی یادگار ہوتی ہیں۔ مجھے تو چھوٹی سی چھوٹی خوشی بھی مدتوں یاد دہانی ہے۔ بار بار دہانی دہانی ہوں اور یہ اپنی یادیں بھتا سکون دیتی ہیں کوئی خوشی اتنی سکرانہ نہیں بھرتی آپ کے ہونٹوں پر۔

☆ صبح پر سب سے پہلے کسے دیکھا ہے؟ سوال مجھے نہیں آیا۔ پھر جی بہت سے لوگ ہیں مجھے ہے

☆ باوجود کہ میں صبح کی خوشیوں میں ہوتی ہے کہ وہ مجھے ملے ضرور آتے ہیں۔

☆ خوشی بہت ہی جتنی ہیں گھر شہر کرنا بہت مشکل کام ہے۔ ہائی۔ اس کے لیے سب صبح پر فراموش کرتے ہیں اور سب کے لیے کچھ نہ کچھ خوشی کا نایاب ہوتا ہے۔

☆ صبح سے خیال میں صبح کی گاہی خوشیوں کا بھائی سے کوئی خوشی نہیں۔ جتنی خوشی ہی آپ کے

دل پر دست دیتی ہے۔ جب آپ کے دل میں دھڑکن کا احساس اور محبت سانس کی ہوا آج بھی آپ کو لگتی ہیں جتنی محبت اور اور داری سے سادہ صبح کو کی یادگار بناتے ہیں۔

☆ میرے خیال میں اس سوال کو دہانے ہی دیں۔ میں بھی اپنے آپ کا حال میں شاید کچھ کہنے کے قابل نہ تھ سکوں۔ لیکن اب بات ضرور شہر کرنا ہوں کی کہ اگر کسی صبح کی گاہی خوشی تو اپنی زندگی میں کچھ کامیابی پیدا کر لیں۔ یقیناً میں بھی جتنی لوگوں کی حسرت و پشیمانی کم کر دے گی۔ ظاہری امارت آپ کو اتنا سکون نہیں دیتی جتنا کہ دلوں میں بے یقینی دیتی ہے۔

☆ صبح صبح سے صبح کے کام میں اپنی مصروفیت ہوتی ہے کہ صبح کے صبح میں کچھ نہیں کرتی ہوں۔ اسی لیے صبح کے صبح سے کوئی خاص کام نہیں کرتی۔

☆ بھارت کی جگہ کا صبح تو صبح شام کوئی مسئلہ نہیں ہوتی تھی۔ سب مل کر جاتے اور کھانے شام کو لیتے گھر پر یہ قدر داری میری امانی سنہالی ل ہے۔ مجھے بازار جانا اب بڑا اوجھا (مشکل) کام لگتا ہے۔ سوکر رہا ہمایا۔

☆ سیرا صبح..... کراچی

☆ صبح میں خوشیوں اور نیکوئیوں کا قبول ہوتا ہے اور اگر صبح کے ساتھ آپ کو خوشیوں اور کامیابیوں کی کوئی بھی مل جائے تو میری خوشیاں بھلا جائیں گی۔

☆ باوجود رات تو صبح کے دن کی تیاری میں ہی گزرتی ہے۔ پھر لیٹ نائٹ نماز عشاء پڑھ کر پھر نماز عبادت برائے گھر صحت پر صبح ہوں کہ صبح صبح کا دن اللہ کا احسان ہے اس کی خستوں کا شکر اور صبح گرم کی طلب کے لیے۔

☆ صبح کا پہلا دن گھر والوں کی خاطر عبادات میں دھڑا کرنا اور بھوں کی عبادت اور "ان" کی

چاہت کے جن کلام ہی میرے لیے "عید" ہے۔

☆ جب سے "دو" مجھے ہے ہیں ہر عید ہی بھر پور ہوتی ہے اور یادگار تب ہوگی جب "ان" سے من ہو جائے گا عید کا۔

☆ سب سے پہلے کے دیکھنا پسند کرتی ہوں؟ آپ کبھی لیکن انہی ایک یا تین میں کبھی ہے ویسے پہلے کی ایو اور آپ کی یاد دہانی کی پھر اپنی خوشیوں کی دعا مانگی ہوں۔

☆ بریلی اور سوہی کی مختلف ڈشز، بھاری سویا تو آپ کو یادوں کی ٹانڈیز سالِ حال آتی۔

☆ میکانک جتنی بھی ہو جائے، افراتفری جس قدر بھی ہو، لوگوں میں سے کسی جتنی بھی بڑھ جائے کبھی خوشیوں کا مطلب کسی بھی بدلے کا جہاں مجھ بھی اور سالِ حال کی جیسے احساس اور محبت کرنے والے لوگ ملتے ہیں وہاں خوشیاں اپنی اصل شکل میں صرف عید پر کیا ہر محبت پر فخری رہتی ہیں۔

☆ اہل باں بانگل جہاں آپ کو کبھی سب سے اس میں ان کا بھی حصہ ہے جہاں میسر نہیں۔

☆ اپنی ہی ایک طویل اسٹوری جو روا کی زینت بنتی تھی۔ "میں اس عید پر شوق ہوں" عید کے حوالے سے مجھے اکثر یاد آتی ہے۔ بہت بڑی بریلی کی مٹی آپ قارئین کی اور سالِ حال کی خاص طور پر۔ سال کی سب سے اونچی غریب اور مٹی ملا تھا۔

☆ ہر کار کی میری پہلی جگہ ان کے عید پر ہر عید شاپنگ بھی کروا کر انہی کی گھنٹی کی جگہ ملتی تھی۔

☆ اور آخر میں سالِ حال آئی آپ کی مٹی ردا کے قارئین، اسٹاف ان کی مٹی کو ڈیو اور عید کی گنا خوشیاں، کامیابیاں مبارک، میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے۔

☆ عید خاص..... کراچی

☆ چاند عید بہت معروف گزرتی ہے ہر جگہ

کاغذی یا جائزہ دینا ہے کہ کبھی عید پر کوئی کسر نہ رہ جائے۔

☆ عید کا پہلا دن بہت معروف اور بہت ہی زیادہ خوش گزرتا ہے۔ تمام ہندوں اور چھ گروہوں پر خاص طور پر انویٹ کیا جاتا ہے اور مہمان کو لوانی بھر پور طریقے سے کرتی ہوں۔ دوسرے دن اسی کے کمر دہاری دعوت ہوتی ہے اور اس کا بھی اپنا حوزہ ہے۔ بہنوں اور بھائی کے ساتھ خوش میووں میں دوسرے دن کا پتہ ہی نہیں پتلا۔ تیسرا دن البتہ پر گزرتا ہے کبھی کوئی دور کا رشتہ دار مہمان آ گیا تو نام پاس ہو جاتا ہے دوسرے رشتہ فراغت ہی فراغت ہے۔

☆ میری شادی کے بعد کی پہلی عید بہت یادگار ہے جس میں سوہی نے آتش شاپنگ کے ساتھ ساتھ عید کی جگہ ایک خوب صورت بوکے کے ساتھ مجھے خوش کیا تھا جو کہ میں بھی نہیں بھول سکتی۔ اپنے شوہر کو سب سے پہلے دیکھنا پسند کرتی ہوں۔

☆ ہمارے گھر کی سویاں بہت آتش ہوئی ہیں۔ میوے اور جالے میں، چھکی ہوئی سویاں کا ٹیٹ سب سے مقدر ہوتا ہے اس لیے سارا بٹھان عید پر عید پر سویاں کھانے ضرور ہوتا ہے۔

☆ اس پر شوق دور میں سے شک عید میں وہ حریفیں ہیں ان کے سب سے کبھی خوشیوں کے ساتھ عید منانے کی کو شوق کرتے ہیں۔

☆ مسائیں اور گروہ کو ضرور یاد رکھنا چاہیے کیونکہ عید کی پہلی خوشی میری نظر میں سب کو عید کی خوشیوں میں شامل کر کے حاصل ہوتی ہے۔ ان کا بھی عید پر احتیاج سے بھنا ہمارا، جس وہ اپنے حالات میں وہ سے بھگدور نہیں ہیں ان کو اپنی خوشیوں میں نہیں بھولنا چاہیے۔ میری طرف سے تمام قارئین، ردا کے تمام ہدف اور اہل وطن کو عید مبارک۔

☆ سالِ حال کو رمضان اور عید سروے کے حوالے سے کچھ سوالات دہاری پتہ پر بھی رکھے گئے ہیں۔ رمضان باہر کت مہینہ ہے اس کا اہتمام رمضان سے پہلے ہی کر لیا جاتا ہے۔ یہ آج کی بات نہیں ہے، ہمیشہ سے ہی میں رمضان سے پہلے تمام گھر کی صفائی کروا لیتی ہوں جتنی پسند ہوں، جلد ہی چڑھ عید پر گھر کے حوالے سے ہوا ضروری ہے، پردے، بجلی گور، صوفے تقریباً چھ ہر عید پر چھل دیتی ہوں اور یہ مت کچھ بچے کا کہ میں شوق خراج ہوں، پہلی چڑھ شوق پردے کو دیکھ کر بڑے مسندوں میں ملے جاتے ہیں۔ خاص طور پر پردوں کی صفائی میں اپنی گناہی میں گروہی ہوں ساتھ ہی میری شاپنگ بھی جاری رہتی ہے۔ اپنے اور بچوں کے ڈریسز رمضان سے پہلے تیار کروا لیتی ہوں۔ حق افراد کے بچے وہ جگہ خریداری میں شامل ہوتے ہیں اس طرح سے آپ بچن کی طرف آ جائیں، تمام اشیاء گھر اور مینے کی اسٹور کرتی ہوں اور غریبوں میں، مرنے کے پکٹ، گوشت، کباب، مسوسے، پٹیاں سب خود بنا کر خرید کرتی ہوں تاکہ رمضان میں، میں زیادہ سے زیادہ صرف اور صرف عبادت کر سکوں، بحری پر مجھے نئی بنائی مری جانی ہے، نماز اور عبادت کے بعد پھر میں سوچاں ہوں، وہں بیٹے میں وہ قرآن میں جانی ہوں، بارہ بجے اگر میں آؤں گا کچھ کام دیکھ سکتی ہوں، ویسے زیادہ تر انورین ملک ہی دیکھتی ہیں، پھر بھی میری دشمن میں شامل ہے۔ نماز میں کے سلسلے میں، میں خوشیوں میں ملتا ہوں، میں کھانا بناتا ہے، انظار کی تیاری 5 بجے شروع ہوتی ہے، روزہ میں بھگدور اور پانی سے گھر کے بعد فوراً کھانا کھاتی ہوں کھانا اور روٹی اس وقت تیار نہ ہو تو پھر سامنے والے کا بھگنا ہوتا

☆ اس کے بعد میں اپنے بچوں کے لئے کچھ سوالات دہاری پتہ پر بھی رکھے گئے ہیں۔ رمضان باہر کت مہینہ ہے اس کا اہتمام رمضان سے پہلے ہی کر لیا جاتا ہے۔ یہ آج کی بات نہیں ہے، ہمیشہ سے ہی میں رمضان سے پہلے تمام گھر کی صفائی کروا لیتی ہوں جتنی پسند ہوں، جلد ہی چڑھ عید پر گھر کے حوالے سے ہوا ضروری ہے، پردے، بجلی گور، صوفے تقریباً چھ ہر عید پر چھل دیتی ہوں اور یہ مت کچھ بچے کا کہ میں شوق خراج ہوں، پہلی چڑھ شوق پردے کو دیکھ کر بڑے مسندوں میں ملے جاتے ہیں۔ خاص طور پر پردوں کی صفائی میں اپنی گناہی میں گروہی ہوں ساتھ ہی میری شاپنگ بھی جاری رہتی ہے۔ اپنے اور بچوں کے ڈریسز رمضان سے پہلے تیار کروا لیتی ہوں۔ حق افراد کے بچے وہ جگہ خریداری میں شامل ہوتے ہیں اس طرح سے آپ بچن کی طرف آ جائیں، تمام اشیاء گھر اور مینے کی اسٹور کرتی ہوں اور غریبوں میں، مرنے کے پکٹ، گوشت، کباب، مسوسے، پٹیاں سب خود بنا کر خرید کرتی ہوں تاکہ رمضان میں، میں زیادہ سے زیادہ صرف اور صرف عبادت کر سکوں، بحری پر مجھے نئی بنائی مری جانی ہے، نماز اور عبادت کے بعد پھر میں سوچاں ہوں، وہں بیٹے میں وہ قرآن میں جانی ہوں، بارہ بجے اگر میں آؤں گا کچھ کام دیکھ سکتی ہوں، ویسے زیادہ تر انورین ملک ہی دیکھتی ہیں، پھر بھی میری دشمن میں شامل ہے۔ نماز میں کے سلسلے میں، میں خوشیوں میں ملتا ہوں، میں کھانا بناتا ہے، انظار کی تیاری 5 بجے شروع ہوتی ہے، روزہ میں بھگدور اور پانی سے گھر کے بعد فوراً کھانا کھاتی ہوں کھانا اور روٹی اس وقت تیار نہ ہو تو پھر سامنے والے کا بھگنا ہوتا

☆ اس وقت تیار نہ ہو تو پھر سامنے والے کا بھگنا ہوتا

☆ اس کے بعد میں اپنے بچوں کے لئے کچھ سوالات دہاری پتہ پر بھی رکھے گئے ہیں۔ رمضان باہر کت مہینہ ہے اس کا اہتمام رمضان سے پہلے ہی کر لیا جاتا ہے۔ یہ آج کی بات نہیں ہے، ہمیشہ سے ہی میں رمضان سے پہلے تمام گھر کی صفائی کروا لیتی ہوں جتنی پسند ہوں، جلد ہی چڑھ عید پر گھر کے حوالے سے ہوا ضروری ہے، پردے، بجلی گور، صوفے تقریباً چھ ہر عید پر چھل دیتی ہوں اور یہ مت کچھ بچے کا کہ میں شوق خراج ہوں، پہلی چڑھ شوق پردے کو دیکھ کر بڑے مسندوں میں ملے جاتے ہیں۔ خاص طور پر پردوں کی صفائی میں اپنی گناہی میں گروہی ہوں ساتھ ہی میری شاپنگ بھی جاری رہتی ہے۔ اپنے اور بچوں کے ڈریسز رمضان سے پہلے تیار کروا لیتی ہوں۔ حق افراد کے بچے وہ جگہ خریداری میں شامل ہوتے ہیں اس طرح سے آپ بچن کی طرف آ جائیں، تمام اشیاء گھر اور مینے کی اسٹور کرتی ہوں اور غریبوں میں، مرنے کے پکٹ، گوشت، کباب، مسوسے، پٹیاں سب خود بنا کر خرید کرتی ہوں تاکہ رمضان میں، میں زیادہ سے زیادہ صرف اور صرف عبادت کر سکوں، بحری پر مجھے نئی بنائی مری جانی ہے، نماز اور عبادت کے بعد پھر میں سوچاں ہوں، وہں بیٹے میں وہ قرآن میں جانی ہوں، بارہ بجے اگر میں آؤں گا کچھ کام دیکھ سکتی ہوں، ویسے زیادہ تر انورین ملک ہی دیکھتی ہیں، پھر بھی میری دشمن میں شامل ہے۔ نماز میں کے سلسلے میں، میں خوشیوں میں ملتا ہوں، میں کھانا بناتا ہے، انظار کی تیاری 5 بجے شروع ہوتی ہے، روزہ میں بھگدور اور پانی سے گھر کے بعد فوراً کھانا کھاتی ہوں کھانا اور روٹی اس وقت تیار نہ ہو تو پھر سامنے والے کا بھگنا ہوتا

☆ اس وقت تیار نہ ہو تو پھر سامنے والے کا بھگنا ہوتا

دروازے پر کھڑے تھے تم نے ایسا کہہ دیا کہ میں کسی کو اندر نہ لگاؤں گا۔ دو چار دن تک کہتے رہے مہاشی صاحب سے میں نہیں مل سکا ہمارا وہ سلام کرتے ہیں میں نکل جاتا ہوں اور پھر مجھے مہاشی کی کلاں پر بلاتا پڑتا ہے اس بات کو بھی فراموش نہ کرنا کہ ہر ایک کو یاد رہتا ہے کہ ہمارے ہاں غیر ضرور ہوتا ہے اور جتنی تیار تھی ہے یہ عادت بھی میں نے اپنی ماں سے سیکھی ہے کہ جتنی ہر چیز تیار کر کے رکھ لی جائے۔ یاد رکھو یہ عادت ہی یہاں ہے وقت سے پہلے کام کر لیا جائے تاکہ آپ نے کیا کیا ہے یہ یاد رکھیں، ہر کام کا وقت مقرر کریں ورنہ دن مصروف گزارتے ہیں۔ عید کے تین دن لوگ ملتے رہتے ہیں ملتے ملتے گاؤں کی شیدول نہیں، آج کل سب کی وجہ سے آسانیاں ہوئی ہیں ویسے پہلے دن میرے گھر میں مہمان نوازی کا زیادہ سلسلہ رہتا ہے اور یہ بڑی بیک کھیں یا کھشیں کی عادت ہوئی ہے ہر ایک کو خبر ہوئی ہے کہ ہمارے گھر میں عظیم ضرور ہوتا ہے۔

بہنیں فریوں اور سائیکن کو میں پہلے سے ہی دے دلا دیتی ہوں، مگر میں آنے والے ملازمین کا میں سب کا پورا پورا خیال رکھتی ہوں۔

بہن کوئی پوچھ کر آپ کس کو یکنا جانتی ہیں تو میں اپنی اس کو یکنا ہوتی ہوں۔

دوٹی فیصل

☆ چاند رات وہی روايتی طریقے سے منائی ہوں، عید کے پہرے سے استری کرنا، مہندی لگانا اور لکھنے والے عید کے دن کے لیے تیار کی جو کچھ بھی ممکن ہوتا ہے چاند رات کو ہی کر کے رکھ دیتی ہوں۔

☆ عید کا پہلا دن گھر میں ہی گزارتی ہوں مگر کسی مقامی تفریحی کے بعد اسے بنے مہد کو تیار کر کے خود تیار ہوتی ہوں پھر ہم فیصل کے دادا کے گھر جاتے ہیں، شام کو ابو کے گھر جاتی ہوں، وہاں ہم سب

بہن بھائی جمع ہوتے ہیں، عید کے دوسرے دن فیصل کے چچا کے گھر جاتے ہیں اور میرے دو دن کی کادی اور نکلتے ہیں خوب انجائے کرتے ہیں اور پھر شام کو بھائی جان کے گھر جاتی ہوں۔

☆ عید پر سب سے پہلے اپنے چاچے جی مہد کو دیکھنا پسند کرتی ہوں اس کے بعد اپنے سہوڑے فیصل کو دیکھتی ہوں تو خیر شام کا کھاتے ہوئے مجھے اپنے ابو کے گھر کی بہت یاد آتی ہے۔ میرا چار سالہ چچا جس اب ماشاء اللہ اپنے بابا، دادا اور چچاؤں کے ساتھ عید کی نماز پڑھتے جاتا ہے اسے بھی دیکھنا جانتی ہوں جو کہ ممکن نہیں ہو پاتا۔

☆ دو روزے تو انسان کی زندگی کا گزرتا ہوا ہر گھر ہی یاد دہا رہتا ہے اور وہ بہت خوشی میں گزارا کرتا ہوں یا تم میں عید تو بچپن کی یادگار ہوتی ہے، مگر ماما کا کھانا، چٹا، سیر کرنا، موع مسی کرنا۔ مجھے اپنی عید یاد ہے، امی عید پر ہم دونوں بہنوں کے کم و بیش ایک جیسے پہرے خرید کرتی تھیں۔ عید سے پہلے چودہ روز پہرے ہی سے خریدے ہوئے کپڑے کے کپڑے اور شوز و دنیا اور کچھ کر لیا تھا کہ ہمیں چلی سے عید آجائے اور پھر عید کے دن ہم چار بہن بھائی شہر خور کا کھانے کے بعد ابو کے ساتھ کھوتے مل جاتے تھے۔

☆ عید کے دن لازمی ہمارے سسرال میں اڈت کوشت اور چاول ضرور پختے ہیں چونکہ میری سسرال کا تعلق اڑیسہ سے ہے اس لیے یہ خاص وہاں کی روش ہے ہمارے ساس، سسرالے وہاں کی روایت کو یہاں بھی برقرار رکھا ہوا ہے۔ یہ میری دوسری عید ہے شادی کے بعد مگر عید ہوا یا فخر عید اڈت کوشت اور چاول لازمی ہی بنتا ہے۔

☆ بھانجی نے مجھے غصیوں پر بھی بہت برا اثر ڈالا ہے، اس کی ایک بڑی وجہ تو یہ ہے کہ کوئٹہ لے سکی

غالب بہت ہی کم کر دیا ہے اب لوگ ملتے ملاتے تو ترجیح نہیں دیتے، کال ایس ایم ایس پر ایک دوسرے کو مبارک باد دے کر اپنا فرض پورا کر لیتے ہیں مگر اس سے قطع نظر میں خوش دل سے ہوتی ہے۔ دل خوش ہو تو مطمئن ہو تو بھانجی کی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ دل خوش ہو تو آس پاس ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں عرس ہوتی ہیں۔

☆ نورماں، میں بہت عرصے سے گھر رہی ہوں، جتنی باتیں شادیاتی واقعات ہیں پھر کچھ باتیں جانتی ہیں کہ ہم پرانے گاؤں کی رسمیں ہیں روا کے اور رائج تو ہیں، لہذا کی بہت شادی گناہاں ہیں جو یاد میں پڑے ہوئے ہیں۔ مجھے پسند ہیں۔ "تم بتا چاہاں میں عید" شاد رات شادی اور مجھے اپنی ایک خبر "میں" تم اور عید کا چاند یاد ہیں اس کے علاوہ عید محرم کی کالی خبریں ہیں۔

☆ عید کی شاپنگ میں رمضان سے پہلے کرتی ہوں کیونکہ مجھے رمضان کے عبادت کے وقت کو پہلے شاپنگ کرنے کا اتفاق ہوا اور یہ تجربہ میرے لیے بالکل بھی اچھا ثابت نہیں ہوا چنانچہ میں فیصل سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ شاپنگ پہلے ہی کر دوں مگر وہ مارکیٹ جانے سے الگ ہو گئی تھی پھر میں مثال مل کر رہے۔ امی آج کل، آج کل کی وجہ سے بلا ضروری ہوا جس کا قارہ، مجھے 28 رمضان کو شاپنگ کے لیے لگانا پڑا ایک تو شاپنگ اور یہ کر لی۔ مجھ ہی نہیں آقا کہہ کیا لوں کیا نہیں کیلی کے بارے میں کیا تاں اس دھاری امی (سار) کی عادت ہے وہ ہر کام پہلے سے کرتے کی عادت ہیں اس لیے مجھ کے سوٹ رمضان سے پہلے ہی سلوا کر رکھ دیتے ہیں مگر ہمارے دایر صاحب چاند رات پہ شاپنگ کرتے ہیں۔

☆ سب گھر میں کو میری طرف سے بہت بہت عید

مبارک۔ خاص القاسم میری چاروی سالہ بیٹی اور ڈیزیز ٹورین ملک! آپ کو بہت بہت عید کی مبارکباد۔

☆ شازبہ مصطفیٰ عمران

☆ ابھی میں نے دن گنا شروع کیے تو پتا چلا صرف دس دن ہیں رمضان شروع ہونے میں، شادی کے بعد سے رمضان اور عید سسرال میں گزرتے ہیں، یہاں کے طور طریقوں سے ہی اہتمام کرنا پڑتا ہے، جو سار سبب ہیں ہیں میں اس کی کتنی ہوں، ان کے کہنے کے مطابق تیار کی جاتی ہے، مطلب میرے دایر چہ ہیں اور ماشاء اللہ سب ہی مجھے کے شوٹنگ ہیں اس لیے عری کے لیے بھی ان کی پسند کے مطابق شیدول تیار ہوتا ہے، ایک دن سویاں تو دوسرے دن سویاں کا زردہ اور کئی کئی بھی تیار کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی پراٹھے تو بھی سادی روٹی جو کہ سائن کے ساتھ کھائی جاتی ہے، عری کے لیے بھی سائن اگیا جاتا ہے جو کہ رات میں ہی دیر وغیرہ اضافی کے لیے بھی رول سو سے ضروری ہوتے ہیں۔ بات کے کھانے سے زیادہ میری اضافی پر اہتمام کر لیا جاتا ہے تو بھی کھانے پر۔ رول سو سے اور پکڑے تو اضافی کی جان ہوتے ہیں، اگر ایک دن بھی پکڑے نہیں ہیں تو سب خود چا دیتے ہیں، چاند رات کی چھوٹی کی ڈاکیڈ اور بی بیسے نالے ہاتھ ہیں روز تفتق ہی لوازمات رکھتے ہیں تاکہ دل بھی نہیں میرے۔ شربت پاتے میں جو میرے سہوڑے لکے بہت ماہر ہیں، ایک پختے کا شربت ایک دن میں ہی دلاتے ہیں یہ میں بھی ہوں لیکن یہ سب شربت ہی بہت خوشی سے پیئے ہیں مثلاً انا ڈالنے میں کچھ سے چائیںس جاتا ہوں اور یہ سن غصا کر لیتے ہیں۔

☆ رمضان شروع ہونے سے پہلے ہی مگر کی ترجیحیں



و اما ش بھی کی جاتی ہے کیونکہ رمضان میں صرف عبادت اور اخلاص و محرم کی وجہ سے نام لگانا مشکل ہوتا ہے پہلے سے ہی پرے شام و غیرہ کو کے لگا دینے جاتے ہیں مثالی و غیرہ بھی کر جاتی ہے کہ کتنی چیزوں کا اضافہ بھی ہو جاتا ہے جو مجھے ہمیشہ سے ہی شوق ہے تاکہ عید قربان آنے پر اتنا کام نہیں کرنا پڑے، عید کے لیے شاپنگ بھی ضروری ہوتی ہے، میں رمضان اور عید کی شاپنگ پہلے ہی کر چکی ہوں، بس کپڑے وغیرہ ملوانے کا کام باقی ہوتا ہے۔

بنا ایمان ابھی سال کی ہے اس کے لیے بھی ماشاء اللہ فیروں کام ہوتے ہیں، پھر اپنے سہیل کو بھی دعا دیتا ہوتا ہے وہ کچھ شامش ہونے لگتے ہیں۔ مجھے رمضان کا مہینہ بہت اچھا لگتا ہے، ہر کام وقت پر اور طبعی پہلیے سے ہو جاتا ہے، رمضان میں عبادت کی کمی نہ ہوتی ہے جو حال ہے، مجھے شادی سے پہلے کے دن یاد آتے ہیں جب میں احکامات میں بھی تھی تھی۔

بنا رمضان کا آخری عشرہ ہونے سے ہی عید کی تیاری کی فکر ہوتی ہے کیونکہ کچھ عید کے کام اپریل میں شروع جاتے ہیں وہ کرنے پڑتے ہیں، ذرا انک دھم کو کھانا اور اپنے پیڑرو کو سنے اعزاز میں دیکھ کر ہوتا ہے۔

بنا عید کے لیے کچھ لوازمات چند دن پہلے ہی تیار کر کے رکھ لیے جاتے ہیں۔ منگو وغیرہ اور کولڈ ڈرنگس میں بازار سے منگوا کے رکھ لیے ہوں، چاند نظر آتے ہی چھوٹے بھی ابال لیے جاتے ہیں اور شیر خوردات میں میں وہاں خریدار میں تیار کر لیا جاتا ہے سکر والے اور مہمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ رمضان اور عید ان سال میں امن و سلامتی لے آئیں کیونکہ خوشی کے لیے یہی بہت ضروری ہیں۔

بنا عید کے پہلے دن تیار ہو کر ادا عادت گھر میں ہی

گزرتا ہے کیونکہ ہمارے عبادت خدا کا کام ہم کرنا ہوتا ہے آرام میں ہی وی دیکھنا بھی شامل ہوتا ہے، وہ پھر گھر میں شام باہر ملے کے نکلے ہیں۔

بنا عید کے تین دن ہمارے ہاں کی ادا عادت میں گزر جاتے ہیں اس کے ساتھ ہی تمام کام ختم ہوتے ہیں اور دوستوں کو جو مجھ سے دوستی کر جاتا تھا میں ان کے لیے رمضان اور عید کی دھیروں مبارکبادیں

زارا صدف قمر  
بنا میں چاند عادت کا عید کیلئے کے لیے نے باقی میں گزار دی ہوں، آخر کار چاند نظر آئی جاتا ہے نہایت پر باریک اور بادلوں میں چھا ہوا شام ہوتا ہے عید کی مبارکبادوں سے رہا ہوتا ہے بس پھر میرے گھر فریڈز اور ملنے کی ادا عادت شروع ہو جاتی ہے، نہایت عمو ہماروں کے ساتھ چاند عادت پر مبارکبادیں کرتی ہیں ان عید کا پہلا دن عبادت سے اشارت کرتی ہوں۔ بس پھر اس کے ساتھ دھیر سا کام گھر کی زینت بنا رہا ہے، مضافات، گلاب جاکن دودھ دار لاری وغیرہ کی آوازوں سے گھر کو گونج رہا ہوتا ہے۔ تیار والی خریدار پر اپنی فریڈز اسے بتاتی ہوں، سینکڑوں ڈس کر کھانے، خوردہ خریداری چیزیں اپنی لاسٹ ڈس کو باہر Celebration کرتے ہیں عید کی خوشی میں۔ کوہے مارے دیکھ لیتی عید سے اور مضامین ہمارے لیا ہوا ہے کیا آپ بھی ناں، کیا کیا سوچتے ہیں۔ میں عید کا خریدار کھر بھائی ہوں، میں کوئی نقدی اور شیر خورد لازمی بنتا ہے۔ دوڑے رکھنے اور انفرادی کرنے محرم کرنے سے دل کا ایک ایک کٹا کٹا کھار رہتا ہے پھر یہ رمضان اللہ کی رحمتوں میں ڈوبے ہوتے ہیں انکا خوبصورت وقت لگتا ہے۔

بنا عید کی تیاری پر عید یا یادگار سے بہن بھائی گھروں میں تفریق کیا کرتے تھے، ہر عید کی صبح سب سے ہم سب بہن بھائی ایک دوسرے کو تھوکتے

چمک کر خوشی ہو جاتا کرتے تھے اسے اٹھوا پتا ہے کہ عید ہے، چاہے کتنی ہی کمزوری تھیں کیوں نہ ہو، کچھ عید کا عمل چلایا کرتی تھی۔ رات میں نہ سوتے لیسات کی عبادت کے انتظار میں جوسوتے تھے۔

بنا ہم سب سسر ایڈ برادرز اپنی ماں کو دیکھنا پسند کرتے تھے، چنانچہ وہیں میں، شہدت سے یاد کرتے ہیں کیونکہ 2009 میں انھوں میں روزے تو ان ہی ان کا انتقال ہو گیا تھا، اس لیے عید تو خصوصاً سال کی یاد میں لازمی ہے اور یہ بھی ابھی بات ہے اولاد اس کی یاد میں ہوتی جا ہے جو اس کے بدلے کے بعد ان کو ان کے احسان کو ہمیشہ یاد رکھے اور ان کے لیے دعا ہے پھر کہ۔ آپ سب سے بھی انتہا ہے میری کہ آپ کے ہاتھ اٹھ کر دعا سے معذور نہ رہیں اس کے کوڑے پڑے پھر عطا فرمائے (آمین) اسی کے علاوہ بات کہوں تو پھر میں اپنے سہیل اور بہن کی طرف دیکھتی ہوں کیونکہ یہی میری دنیا ہیں میرے سانس لینے کی دھیر سی سکر انہیں۔

بنا میں یہ بات دوسرے کے ساتھ کہ کتنی ہوں میرے گھر کی طرح تمام قریب کے گھر بھی برائی عید کی خاص سموات میں شامل ہوتی ہوتی ناں، دیکھا ہے چا کھانا (۱۱۱۱۱) اب آپ تمام لوگ جب عید میں اکٹھے والی برائی کھا میں، مجھے یاد

رہیگا۔  
بنا عید کی کے دور میں خوشیاں عمل تو حاصل نہیں کر پاتے مگر جتنی مل جائیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے کافی ہوتی ہیں اور پھر سستی اور عید کی کتنی نہیں، عید کی خوشیاں، روزے رکھنے کے بعد عید کا بہت خاص جز ہوتا ہے۔ یہی کتنی خوشی ہوتی ہے، لیکن ایک بات ضرور کہنا چاہوں گی میرے ایڈز روا کے دوستو! جب ہم دوسروں کے چلیوں کا تین کا خیال رکھیں گے، اللہ ہمارے کسی سبے پناہ دکرے گا۔ میں بھی خراب اور سانس لین کو یاد

رہتی ہوں۔ ان سے محبت کا جذبہ رکھتی ہوں۔ ان کے ساتھ قریبیت عمو سلوک کے ساتھ خوش آتی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کا کم ہے بس پھر مجھے کسی کا حق ہونا نہیں پڑتا (میرے لیے اللہ ہی کافی ہے)

آپ تمام لوگوں کو دلی عید مبارک! چاہئے دعاؤں میں مجھے بھی یاد رکھے گا اللہ تعالیٰ!

عمارہ شاہ  
بنا عبادت کا نام لیا اور لیوں پر خود بخود مکان آئی، چاند رات کو ڈھنگ سے اور خوب صبح سستی کر کے سنانے کا اپنا حق ہے۔ میں تو چاند عادت کو خوب صبح سستی کر کے منائی ہوں اور وہی گھر وہ کے۔ کیونکہ باہر بازار چلنے کا مجھے باطل بھی شوق نہیں ہے۔ سوساری سکر میں ہی پوری کر رہی ہوں۔ عید کے کپڑے پر نہیں کرنا، پھول بین سے مہندی لگانا، بھائی کے ساتھ مل کے محبت پر نہانے چھوڑنا (۱۱۱۱۱) بس جی خوب انجھائے کرتی ہوں میں تو عید کا پہلا دن تو لازمی سونے، کھانے اور پی وی دیکھنے میں گزارتی ہوں، ہاں دوسرے اور خیرے سنانے پر مگر بھی ناگوارت ہوتی ہے، بچوں کے گھر کا کھانا (۱۱۱۱۱) اب آپ تمام لوگ یہ اور اس طرح گزر جاتی ہے میری عید۔

بنا میری تو ہر عید یا یادگار گزرتی ہے، مجھ سے لے کر آج تک، بابا، ماما چائی، بھائی، بہنوں کا ساتھ اور سب سے بڑھ کر شائستہ آئی کا ساتھ۔ سو۔ ان سب کے سنگ میری ہر عید یا یادگار گزرتی ہے۔ باقی کوئی ایسا یادگار واقعہ نہیں عید کے حوالے سے۔  
بنا میرے ایڈز کے سوال جب عید کا نام لیتے ہی چہرے پر ایک مسکراہٹ اور دل میں دھیروں خوشی آ جاتی ہے اور اس انک ہمیشہ چاہتا ہے کہ خوشی پر ہی اس کے سارے پیارے سہیلی آکھوں کے سامنے ہوں تو غلامی بات ہے عید پر تو خوشی اور بھی بہ جاتی ہے

عید کے دن سب سے پہلے اپنے بابا اور ماما جانی  
دونوں کے چاند سے چہرے کا دیار کرتی ہوں اس  
کے بعد ہی میری عید شروع ہوتی ہے۔ بابا اور ماما  
پاکٹ مٹی میں سے کچھ نہ کچھ بچا کے  
پھر عید کے دن دروازے پر آتے ہیں۔  
انہی طرف سے عیدی لیتی ہوں۔

فطش علی  
روا کی پیاری، دل سبز چارچین، رماز اور  
توں کو ٹھٹری پہنچتی ہواؤں کے ہنر وے میں  
چلے جاتوں، طلوع و پانچتیا کی بارش میں پور  
ہر و چہرہ آفتاب کی مانند چارچین اور چارچین  
سے لباب و عاؤں کے تو کوں مسیت افش علی کا  
طام الفت تول ہو۔ اہل ایمان کے لیے اس قافی  
مکی میں ایسی سجادوں کی بارش برسانے والا  
کون اور فقر تو ہے نور محمدیہ ایک بار پھر سایہ  
کے ہے، اہل ایمان اور تمام پڑھنے والوں کو  
فغان کے اس پاجرت اور مقدس مینے کی ساتھی  
رک ہوں۔

عیدِ قوت نام ہے خوشیوں کا مہینوں کا چاہتوں  
 سے میرے جذبات کا۔ مبارک باد کی صداؤں میں  
 پرنور عید، اچلے سنے کپڑوں میں خوشبوؤں  
 جیسے مرد اور بچے نماز عید کی طرف جاتے، ہندی  
 لہریں نقش و نگار سے سجے ہاتھ، کلاہوں میں

عید کے دن سب سے پہلے اپنے باپ اور ماما جی  
دووں کے چاند سے چہرے کا پتھر کرتی ہوں اس  
کے بعد میری عید خروس ہوتی ہے۔ پاپا اور ماما  
کے کچھ میں اپنی ہر خروس پر اور بیٹے فرخند شاکست  
آپ کی کوئی بھی نہیں بھولتی عید کرنا۔ یہ شب ان  
کو عید دے دیکھ کر تمہیں پانی کی ٹینک کی دور دہتی ہیں، ہر  
موہاں سب سے پہلے میں ان کو عید دے کر ملی  
ہوں کیونکہ میری عید کی خوشیاں ان تینوں کے بغیر  
ادھوری  
ہم ہر سال پہلے سے ہمارے گھر سب سے پہلے عید کی  
جو پہلی شے تھی ہے وہ ہے میری ماما کے ہاتھ کی  
رنگ رنگ دودھ والی سویاں۔ یہ سویاں ماما اتنے  
حے کی بناتی ہیں کہ عید کے تین دن تک کھانے  
سے بھی میرا پیٹ نہیں بھرتا۔ یہ رنگ رنگ دودھ والی  
سویاں تو ہر کسی کو مانی آتی ہیں، سو میرے  
Recipe بنانے سے میرا کوئی قائم نہیں ہونے

[illegible]

جن کھفتی خوش رنگ بازک چوڑیاں، رنگین آنکھ  
خوش رنگ لمبوسات اور کچن سے آتی حرے دار  
لحانوں کی خوشبو سب مل کر کھتے ہی خوبصورت  
رنگ نکھیر دیتی ہیں۔

کی طرف کی نظر پڑا۔ اس کی اوٹ سے جھانکے، چہانہ چہانہ دیکھنے کی سعی اور جستجو افسانہ ملی کو بھی رست پر دوڑا گئے کے لیے مجبور کر دیتی تھی، میں اور میری اکلوتی بہن آسیہ علیہ السلام کی اوٹ سے چھپے ہوئے آکاں پر بھروسے ہالوں کی اوٹ میں چھپے چاند کو دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے ارچا چاند کے بعد دونوں میں ایک دوسرے کے کھلے گل کر دیتی تھی سرشار لہجے میں ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے اور پھر ”چاند نظر آگیا“ کا زور کرتے تھے۔ ان کی طرف دوڑا گئے جہاں اسی سویر ہوئی تھی اس چاند نظر آنے کی نوع دیتے اور مبارکبادیں کر کے ان کے ہاتھ جوتے اور پھر ان کے ساتھ گھر کے دیگر کاحوں میں گل جاتے، امی بچن کے کاحوں میں معروف ہوتی، ابو اور بھائی نماز پڑھنے اور احکامات دینے والے خوش نصیبوں کے ملاقات کے لیے مسجد جاتے ہوتے، کردوں کی آرائش اور

بھائی کے کپڑے پریش کرنے میں محسن ہوتی، وہ مس  
کام جلدی جلدی مٹاتے جاتے کیونکہ پھر چوڑیاں  
پہنتے خریدنے سے بازار بھی مٹا ہوا اور چونکہ چوڑیاں  
میری کمزوری ہیں اس لیے کام میں کمزوری چھ  
سے جلدی کروائی چوڑیاں خرید کر جب دیکھیں آتے  
تو پہلے میں پہننے میں کی طرح کرتے رہے اسی سے  
کے پہلے ہوتے خواہے کیسے ایک کامیابی کا ہے نہیں  
آئی اور جب میں بھی نہ تھی۔

بحر اپنے ہندوستان کے لیے توجہ دیتی ہوں، غنا سوٹ،  
چیلری میں ٹائپ، سبک امپ کا میل، آئی لائسنز  
اور پگور گزٹ کی ہوں جبکہ ساتھ میں دونوں مہمانوں  
میں ڈیڑھ دوں ڈیڑھ چاروں۔ پیچھے جناب! ہو گئے ہم  
ریٹنگ اور پھر مہمانوں کا ایک نام مجھے ملا سلسلہ  
شروع ہوا جاتا ہے، کبھی کرے میں آکر ان سے ملتا  
ملتا تو مجھ میں بھی جاکر ان کی خاطر توجہ کے  
انتظامات کرنا، (افحی) ایلیٹی جان) اور ساتھ  
ساتھ ان سب سے علیحدہ ہونا، پہلا دن میں ہی  
مہمانوں میں مصروف کر جاتا ہے، علیحدہ کا دوسرا دن  
دوستوں کے لیے ہے یا تو دوستوں کی شادی  
سواری اقبال کے دربار خاص میں شرف پہنچا  
یہ باغیر بادشاہت خود دہلیان بنا کر دوسرے کو بھی  
میزبان بننے کا شرف پہنچتی ہیں۔ (آخر کو بری کو  
ارہ کا حق ملتا ہے مجھے!) دوستوں سے ملاقات تو

[illegible][illegible]

پیلو ہنسن کی طبیعت ہو۔  
 وہ انکار یا سبکی ہے۔ شہر میں ایک تہوار بھی ہے  
 جسے کاسٹم بھی کہتے ہیں۔ لڑکے اس میں بھی  
 قباہوں کی اسکاٹس میں تعمیر مل جائے۔ مجھے  
 چھوڑا ہوا دیکھ کر یہ سارو دھاری دیکھ کر  
 جگمگا پٹ پٹ اور میدان میں دوڑوں میں ہمارے  
 یہاں (کراچی میں) تالی کے گھر اور حیدر آباد میں  
 کمرے کے غیر خود ہر پوری فنی ہے۔ وہ بھی تالی کے  
 ساتھ ہے۔ مانتا ہے کہ پیلو نے تالی خواتین کے  
 ہاتھوں میں Taste کا چاندو ہوتا تھا جس کی مثال  
 زیادہ پاور ہر پوری تالی کی صورت میرے گھر  
 میں ہے۔

پہری کے اجزاء:  
 میٹہ: 1 پاؤ  
 زرد: 1 چائے کاف (پناہوا)  
 نمک: حسب ضرورت  
 تھی: 3 چائے کاف  
 ترکیب: میٹہ کے پھل نمک، زرد، تھوڑا سا دودھ اور کھی

☆ کہنے کو اب بچی خوشیاں، کیا یاد اور غامض  
ہیں مدام ہو کر رہی ہیں، مگر وضو سے تو  
غماخی مل جاتا ہے کہ مصداق ہی مرقاء، سائین  
شیم لوگوں کو رمضان کے افضل و بہت کرم میں  
عید کے پرورنی تہواروں میں اور اپنی خوشیوں کے  
میں میں یاد اور شریک رکھ کر ان کے چہرے پر  
چمکنے والی قوس و فرخ جسکی سہاگت آنکھوں  
سے چمکنی چٹانیں اور رعنائوں سے پہلوں کی مانند  
جھرنی رعنائی کی صورت بچی خوشیاں پاسکتے ہیں،

زندگی کے اس طرزیں ہم ہمارے ہم سفر صرف ہمارے اپنے ہمارے پیارے ہی نہیں بلکہ اپنے اور گرد نئے دالے و لوگ بھی اس راہِ زور پر شریک سفر ہیں جن سے ہمارا اسلامی رشتہ بھی ہے، اس لیے ہمیں ان لوگوں کی اپنی خوشیوں میں شریک بننا چاہیے جب ہی ہم اس نفسا نفسی کے دور میں پر سکون زندگی گزار سکیں گے۔

کون سی بات ہے تم میں ایسی اچھے کچھ لگتے ہو

(۱) ہم۔ ہمارے ہمئی اور اے کے لیے ہے (شعر)  
 ہم را کے توسط سے افلاقی اور فنی اعتبار سے آراءات ایک صاف ترادوب کا ترجمان تک پہنچایا جا رہا ہے، وہاں ایک تباہ و درخت کی مانند اپنی فحشی فحشی چھاویں ہر فرد، ہر عمر، ہر صنف کو سارے فراق کر رہا ہے، ہمارے عید میر میں ایک تک جو کھانا یا کھنے پیند آگیا وہ یہ ہیں۔ مزاج سے مگر ہر چہروں پر مسکرائیں مسکرتا عاشر ذوالفقار کا اقتباس "ہم چاہتوں کی وطن بنائیں گے" عید کے حوالے سے مگر ہر خوش صورت، خوب فریخہ کا "پایاں نال بھاروں" اور ساتھ ہی اچھ نڈر کا ناول "میری عید تم ہو" بھی بیک وقت زیر دست لگا۔

ہم میرا قلم سرفہ کے شہر خٹو جام (حیدرآباد) سے ہے، ٹنڈو جام شہر حیدرآباد سے 16 کلومیٹر کی دوری پر ہے۔ میرے پہلی میر میں اکی الہ کے علاوہ دو بھائی اور ایک اہلوقی، لیکن شامل ہے۔ جبکہ یہاں آج بھی میں نالی یاں ہی میری پہلی ہیں، ہر صبح پر دونوں بھائیوں کے شواہد ہیں، ان کے بیٹوں آجوتے وغیرہ عید سے پہلے ہی ایو کے ساتھ چاکر خٹو لاتے ہیں کیونکہ میرے ابو ٹیکو بھی ہیں، اس لیے وہ اپنے اور بھائیوں کے پکڑے خود پیچھے آتے ہیں، درمیان کی آمد سے پہلے ہی ہم دونوں بھائیوں کی شاہنگ بشارت ہو جاتی ہے جہر کہ

چاند رات تک چلتی رہتی ہے، میری اسی سوجی ساری کی سوجی صورت ہیں، وہ شاہنگ نہیں کر سکیں، اب اس میں بھی عید کی شاہنگ کے پچھے دیتے ہیں جنہ وہ گھر میں ہی خرقہ کر دیتی ہیں۔ چھوٹا بھائی انٹر کین ہے "ہماری عید کی پوری شاہنگ جتنے خیلوں میں مل جاتی ہے، اتنے میں تو ان دونوں کے صرف سوٹ آتے ہیں، وہ بھی بغیر سٹلے۔ ساف۔ ساف۔ دونوں تانگرا جا کر دلی ہیں۔" اب تو ماشاء اللہ میری سسر آجیل ملی ہی کے میرے اپنے سب کے کپڑے سٹیلے ہے۔ عید کی شاہنگ میرے اور میری بہن کے same سوٹ، پٹیور، بلی چٹکی چٹری کے کون مہندی، ایو کے مہر، بانی کے پٹیور مہر، مگر کے لیے ڈیکوریشن ہیں پر مشکل ہوتی ہے اور ایک آخری اور ضروری چیز سنجک چڑیاں انٹیکل تو میرا کوئی جواہر نمی کر کوئی دن بھی مل نہیں۔ سسر کیونکہ میرے ساتھ یہاں نہیں ہوتی اس لیے میں اپنے ہر ٹی، ہرون، ہردعا، ہر جواہر، ہر شاہنگ میں اسے یاد رکھتی ہوں۔

ہم شاہنگ کے معاملے میں میری اہلی کا کہنا ہے "میں بہت فضول خرقہ ہوں" نالی کی ہیں "جب عید باہر جاتی ہے کچھ نہ کچھ ضرور لاتا ہے چاہے سب ایک دھنڈا کے لیے، یا کپڑے کے لیے، جبکہ میری ایک دوست کے بھائی "افغان" کے ہیں میں جب تک پیچھے نہ ہو جائیں جب تک اس کی فریخہ راری رکھیں" اسے ایک اور صرے کی بات میں بار کیونکہ بہت گرتی ہیں اور اس میں ماہر بھی ہوں، آج کی بات ہے جس شاہنگ میں جس پر اس کا ٹیک لگا ہو، اس شاہنگ پر میں جاتی ہی نہیں، کیونکہ وہاں بار کیونگ جوتیں ہو جاتی (۱۱۱۱۱۱)

خیر عید سروے اقتام کو پہنچا، اب کوچ کرتا چاہے، ہر جانے سے پہلے ردا کے تمام اشیاء، صالحانہ، نونین آئی سیت ردا کی تمام ہر شے اور

کار میں کو عید انفسری کی سعادتیں مبارک ہوں، وہاں کو ہوں کہ چاہتوں اور تمہیں کے تنگ تھے عید کی خوشیاں سمر تھری اور مگر ہر شہریت سے گزار کر میں ان عداوں میں بھی شے شامل کر کے گا۔

مترجمین  
 سب سے پہلے تو ترجمین کی طرف سے ردا کی پوری ٹیم، کار میں اور تمام اہل اسلام کو بہت بہت عید انفسر مبارک ہو، آج آپ نے بجا کہا کہ عید خوشیوں اور مٹھوں کا جواہر ہے، اس عید کے موقع پر بڑی مٹھوں سے ردا کو عید شوارے کے لیے آئی ہے ایو سے ردا کے سال کرنا ہے۔

میں بھی خوشی کیلئے کے لیے ہوتی ہے بلاشبہ اس کا بہت بڑا شہر، شہر عادات کے لیے ہوتا ہے جاکر جوت چاہتا کرنا، کرنا جوت پر بھی خیریت کرنا جس میں تو بھی وہاں سے ایسے شہر ہا ہے کہ خود کو گاہے میں نے بھی زندگی میں چاند رات کو چاند نہیں دیکھا۔ اس لیے ہی وہی کی طرف سے ہی اس سٹیلے میں شہر کے خیریت ہوتے ہیں۔ میری کوئی نیک کزنز وغیرہ تو ہیں نہیں، ماسوں کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، خود میں ہی گن ہوتے ہیں۔ چاند رازوں میں دو تیس عروج ہو جاتی ہیں، مہندی وغیرہ کا زیادہ شوق نہیں، بہت کم عید پر بھی کالٹی ہوں، کیونکہ پر میں کرتے ہوں، لی و دی دیکھتے ہوتے اور نہیں لگاتے ہوتے چاند رات گزار جاتی ہے، ہمہ خلا میں اور مراناں عید کے لیے بیکوان بناتی رہتی ہیں۔

ہم عید کا پہلا دن تو جانے کیسے جوت سے گزار جاتا ہے، رنگ برنگے میو سائٹ، ہر دھنڈا ہر مگر میں جوش و خروش، پہلا دن تو ایسے ہی گزار جاتا ہے۔ بیکوان پیچھے، سٹیلے لاتے، عید کی جوت، لی و دی دیکھتے اور تلف اعزاز ہوتے ہوئے اگلے دن کا انتظار شروع ہو جاتا ہے۔ دوسرے دن پہلے کی

نسبت ڈرا بلکے لیے سوات نہ جوت کیے جاتے ہیں۔ مگر وہی سلسلہ اس طرح تیسرے دن بھی۔ ہمارے لیے تو گزری ہوئی ہر عید ہر گھر ہر گھر ہے، مجھے کوئی لحاظ نہیں ہوئے۔ تاہم کچھ عید پر زندگی میں پہلی دفعہ نماز عید ادا کی گئی اور یہ عید جوت کے کافی مختلف گزری کی عداوں کی۔ اس کے علاوہ تو سب ہی عید ہی ہی حے سٹیلے آتی ہیں۔ جب چھوٹی تھی تو پہلے ہوئے فراق پیچھے بھائیوں کے ساتھ چاند رازوں میں مٹھوں کے دوستوں کے اقوام میں جاتی، ایک بار ماسوں نے ہم سب بچوں کی کوئی قصاصہ بنا دیا، اس کے علاوہ ایک عید پر تیسرے روز ہماری پوری بھیلی پاکستان گی۔ خوب کھوے مگر۔

ہم کافی مشکل سوال کر ڈالا۔ مجھے تو مگر کے ہر فرد سے جوت ہے۔ عید پر سوتے تو نہیں تاہم ماسی زیادہ تر عید کی جوت سب سے پہلے نظر آتی ہیں، ہمارا کوئی کولہ کرتا ہے اور اگر ماسوں کو ابھی گھر نہ آئے ہوں تو انھیں۔

ہم عید پر جو کچھ بھی ہے مگر بیکوال سو یاں لازمی بنتی ہیں۔ ہمارے ہاں تو عید انفسری کی سوات ہی یہ ہیں۔ ہمارے جوت انھہ کر ڈیور ساری سو یاں بیکوال کرتی ہیں، اس کے علاوہ کسر ڈیور۔

ہم "اس راج سے کیا خواہاں ہوں نے اہتمام کیا" عید کے لیے تو بڑا زور اور خواہشیں ہوتی ہیں، عید تو نام ہی خوشی کا ہے، چاہے کہ نصیب ہو یا زیادہ۔ بیکوال تو ہر اس چیز سے حاصل ہو جاتی ہے جو ہمارے دل کو پسند ہو، سٹیلے سے وہ بھی نہ ہو۔ گرتے تو ہوتا ہے کہ مچکالی کے اس دور میں، مچکالی کا ڈروا، بڑا سامنہ کوئے ہماری خواہشوں کو لگنے کے بیکوان میں ہوتا ہے اور اس پر بھی لیا ہے۔ کچھ تو کول حاصل ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی ناگھرا ہو تو شاید ہی حاصل نہ کر پائے۔

☆ جی بالکل! مساکین اور یر پا کو یاد رکھنے میں ہی  
 بنیستی خوشیاں حاصل کر سکتے ہیں۔  
 ☆ ایک چمچی میٹام یا مین، اینڈنگ بڑی پی  
 جی۔  
 ☆ میری شاہک تو ہوتی ہی نرمالی ہے، بارہا  
 بازاروں کے چکر لگائیں مگر بھی اوصوری نامکمل۔  
 ☆ عید پر ماسوں لوگ عید کی دیتے ہیں، بعض دفعہ  
 شاہک ہی کر دیتے ہیں بعض دفعہ نقدی۔ مجھے یاد  
 ہے ایک دفعہ میں اور بارہا میری عید شاہک کے لیے  
 بازار گئے، ایک سوٹ لیا مگر والے کہنے لگے پانی  
 ورائی ہے، دل تو میرا بھی مطمئن نہیں تھا، ہم اللہ  
 پرہ کر اٹھے اور پھر واپسی کی راہ لی۔ بازاروں کی  
 خاک چھاننے کے بعد ایک ٹایپ، گوہر ٹایپ  
 فرما حاصل کر لی لیکن آگے تو وہ کسی اور کو پسند  
 آگئی۔ وہ کیا کیا؟ شکوئی کی شانوں اٹھ گئے۔  
 پھر گئے اور پھر گئی مار گئے۔ ایسا ہر دفعہ ہوتا ہے،  
 لاسٹ ٹائم پوری میلی اسٹھی ہی شاہک کے لیے  
 گئی۔ میری شاہک مہر دہی۔  
 ☆ عید کی خوشیوں میں ہمیں دیگر مسلمانوں کو نہیں  
 بھولنا چاہیے، جو اس پہنکی جیسے طوفان اور دیگر  
 مسائل کی بدولت خوشیوں سے محروم رہتے ہیں۔ عید  
 تو ایسا تہوار ہے جس کی بدولت سال بھر کے روتھے  
 ہم بھٹے ملائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس نئے کی قدر  
 ہم پر فرم سے ایک دفعہ میری مبارک Bright  
 Star تم لوگوں کو بھی، میں بھی بھول گئی، آؤ چلی  
 عید مبارک  
 فرما نا تھو رہی۔  
 ☆ گھر پر جناب! مجھ ناچو کو یاد رکھنے کا وقت کم  
 ہے مقابلہ سخت، تو انٹارٹ کرتے ہیں پہلے سوال  
 ہے۔  
 ☆ چاند رات چھوٹے چھوٹے بہت سارے کام  
 رات تک پہلے ہیں، بشرطہ ممکن کے بعد آخری کام

رات میں مہندی لگانا ہے، اس کے بعد میری عید  
 نامکمل ہے۔  
 ☆ عید کی رات گزار کے بعد بھائیوں سے عید کی  
 کرنی دینی دیکھنا ہے، میری عید ہوتی ہے، کام تو رات کو  
 ہی ختم ہوتا ہے تو سب ملنے ہے، ویسے بھی دل کی  
 نقل میں مل کر ہوتی ہوں، بھرتیوں دان آ جانا  
 چلا ہے۔ میرے لیے خاص یہ ہوتا ہے کہ سب مل  
 جیو کہ کچھ وقت ساتھ گزارتے ہیں اور دوسری عید کی  
 رات ملو، پوری کا ناشتہ یا قاعدہ ڈوسٹین کر کے ہوتا  
 ہے، اس کی بات ہی آگ ہے، مجھے نہیں جانے سے  
 کوٹ ہوتی ہے، مگر سب کے آنے کا انتظار رہتا  
 ہے۔  
 ☆ یادگار عید چار سال قبل دوستوں کے ساتھ کڑی،  
 وہ یاد رکھنے ماسی کی ڈاکری میں مٹی کے ٹکڑی کی  
 مانند تھیں، اب ان تھیلوں اور آٹسوں کے  
 مشترک مرقاموں سے مختلف فن کا سلسلہ ہے۔  
 ☆ یادگاروں کی طرح آئی پر نظر پڑتی ہے، اب میں ناچ  
 سے پہلے اتفاقاً ہوں کہ لیٹ نہ ہو جائیں۔  
 کی ایک نشست میں اور اب فیسے دان کے  
 احساس سے تیر نہیں آتی تو ای کو بھی دیکھنا چاہتی  
 ہوں اور چاہوں گی ہمیشہ۔  
 ☆ ہم سب مہم... پانی، شرع خود ہو یا سب کے جانا  
 سے مگر میں آپ سے اپنے مٹی کی آؤنگیں رس ملانی  
 شہر کر گئی ہوں چند ہی سے 1 یا 2 یادگار کے دودھ  
 میں 2 لائیں گے، پہلے 2 دھوئے، ایک بچلی  
 کھانے کا سوازا، 2 ٹھیل اسپین آئل ملا کر گوند  
 لیں اور پہلے سے اٹھتے ہوئے دودھ میں جس میں  
 لالچنی اور پینٹی شامل ہے حسب ذائقہ تقریباً آدھا  
 کو دودھ میں ایک سے ڈیڑھ کپ پینٹی شامل  
 کر لیں، اب اس میں رس ملانی کی پھٹی کو لیاں  
 بنا کر لائیں، پیچھے ملائیں، خیال رہے گلیاں ناگر  
 رکھیں نہیں ہیں تو آؤنگی ہیں اب احتیاط سے بڑے

کاؤل میں اسپین کی خدمت سے ایک ایک کوئی دودھ  
 میں لٹل گئی ہے، ٹھیل میں اور بند میں بقیہ دودھ  
 پاؤل میں ڈال کر سیرے کے ساتھ پیش کریں۔  
 ☆ مہنگی تو بہت ہے لیکن اگر کفایت اور بھاری  
 سے کام لیا جائے تو سب ملنے ہے، ویسے بھی دل کی  
 خوشی و آسودگی سے شروع ہوتی ہے کوئی نہیں خود  
 سے زیادہ دوسروں کو خوش رکھیں، پیڑ پڑیں لیکن  
 کریں خوشیاں آپ کی مسخر ہوں گی، سب نہیں  
 چھوڑ کے جانا ہے، بخت اور سستے میں بھی کام مل  
 سکتا ہے۔  
 ☆ عید کا مکمل عروہ روزے اور خوش کے بعد  
 حقوق اللہ پہلے کر کے آتا ہے اور حقوق اللہ حقوق  
 العباد کے بغیر مکمل ہے، لڑکا لڑکھو کے علاوہ بھی  
 جب خوش کریں گے، کد دھرو گی، وہ شہ پچھو یہ  
 سوتے ہیں، کئی کئی چاروں گلوں پر بھاری ہے جو  
 آپ کی کوشش سے ملتی ہے۔  
 ☆ ایک کوشش بہت بڑی ہیں میں نے، سب یاد ہیں  
 کھڑکی ایک کا نام لینا انسانی ہوئی، پھر بھی ناگہ  
 قاری کا "آگ نار پانچہ کے پاس" مسدود عابد کا  
 "مگر گل" اسی طرح اور بھی بہت سے باؤل اور  
 افسانے مجھے یاد ہیں آج تک۔  
 ☆ شاہک نہیں پہنہ مجھے، اسی کی اور اپنی مختصری  
 شاہک کرنی ہوں عید کی تیاری میں چنڈا لیا میری  
 فوجیت ہیں، مگر سادہ اور دوستوں کے لیے لکھیں  
 کے بغیر میری عید اوصوری ہوتی ہے، اپنے سے  
 زیادہ دوسروں پر خرچ کر کے حرا آتا ہے، آخر میں  
 سب کو بڑھتے لکھنے والوں کو میڈم صالہ، نیم ورن کو  
 بہت بہت عید مبارک، خوش رہیں سب!  
 سہاس گل  
 سب سے پہلے تو ردا کے تمام تجرم و سوز  
 ایندیز و لطف اراکین کو راکٹر اور ریڈر کو عید  
 انصر بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ پاک آپ سب کو

عید کی دیر و خوشیاں نصیب کرے (آمین!) اور  
 پاکستان کو اس دن کی کاہوارہ بنائے (خدا آمین)  
 آپ آتے ہیں ہم "عید روئے" کے جوابات  
 کی طرف۔  
 ☆ صالحہ آئی! ہماری چاند رات تو بہت مصروف  
 گزرتی ہے، ماشاء اللہ! عبادت کو سب کھالے  
 گھر آ جاتے ہیں، خوب گلہ گلہ کپ شہ، کھانا چٹا  
 چل رہا ہوتا ہے، دلی دلی کی ان ہوتا ہے اور عید کے  
 ساتھ ساتھ سب اپنی مصروفیت کی تکمیل ایک  
 دوسرے کو بتا رہے ہوتے ہیں۔ ہم شہر خرمہ بھی  
 رات کو گھر کر سکتے ہیں اور پھر خود بھی بھون کر  
 رکھتے ہیں رات کو کتا کچ کا کام میں بچھ آسانی ہو۔  
 سب گھر والوں کے عید کے پکڑے کے چاند رات کو  
 ہی اوصوری کر لیتے ہیں اور چوتے بغیر بھی  
 کا کس کی کافین پکڑوں، جوتوں کے لیے آواز نہ  
 دینی پڑے مگر کئی صفائی دھلائی کا کام ہم شام تک  
 نبھا لیتے ہیں اور رات کو سب کاسوں سے فارغ ہو کر  
 ہم مہندی لگواتے ہیں اور کپ شہ کرتے تک کر  
 رات کے ذریعہ وہ بیگے تک ہم سو جاتے ہیں۔ یہ  
 ہوتی ہے دناب ہماری عبادت۔  
 ☆ عید کا سہلا دن تو عید کی قمار کے بعد مصروف  
 گزرتا ہے مگر میں مہمان آتے جاتے ہیں ان کی  
 خاطر عبادت میں سب سے شام ہوتی ہے آتے جاتے  
 دلی پرشہ ہونے شام عید کے مگر مگر بھی نظر  
 نہ جاتی ہے، زیادہ وقت بچن میں گزرتا ہے۔ رات  
 کو سب کے ساتھ فی دلی دیکھتے، کپ شہ کرتے  
 عید کا پہلا دن تمام ہوتا ہے، عید کے دوسرے دن ہم  
 رات ناچتے سے فارغ ہوتے ہیں تو بھائی صاحبان  
 آؤنگ کا پروگرام بناتے ہیں پھر سب مل کر لالک  
 ڈانچ اور پکڑے لکھ جاتے ہیں اور خوب انجوائے  
 کر کے شام کو گھر لوٹتے ہیں اور عید کا تیسرا دن  
 دوست احباب سے ان کے گھر کا عید ملنے ملائے

میں گزر جاتا ہے۔ ہاں ہمارے عید کے دن گزرتے ہیں، ائمہ اہل انہل کے سنگ گزرتے ہیں، ہاں سے بڑی سرت و قوت اور ہلکا ہوا ہو سکتا ہے۔

ہم ائمہ اہل عید میں تو سب ہی یادگار ہیں اب تک، کیونکہ عید کا دن ہے ہم سب کے دلوں کو بیٹ ساتھ رکھا ہے، ہاں ایک بھائی ملک سے باہر ہوئے ہیں اس لیے ان کی کافی محسوس ہوتی ہے۔

مذاہم سب سے پہلے اپنے اہل و عیال کو دیکھنا پسند کرتے ہیں اور اس کے بعد اپنے بچوں بھائیوں کے بچوں کو، جو عید کے روز بہت ہی پر جوش و خروش اور شادی منگواتے ہیں، اپنے آف آف کوں پیارے پیارے تو سب ہیں، اللہ سب کو محبت کے ساتھ سلامت رکھے (آمین)!

ہم عید کے دن ہاں تو فنی و دنیوی چیزیں خریدیں عید کی اصل بچکانہ شیر خور عید ہوتا ہے، سو ہم آپ سب سے شیر خور عید کی ترکیب ہی شیئر کرنا چاہیں گے۔

اجزا:

دودھ خالص 8 کلو، میوے خشک، پھول، پتہ، بادام اور کھجور، لیمو، لہریل، پارک، کٹا ہوا، کٹی ہوئی حسب ذائقہ، پنیر، لاجو، جینی پندرہ سے 18 پارک، پس ہوئی ہوں، چاول، ایک پیالی میوے۔

ترکیب: دودھ کو کسی پیڑی سی دہنی میں ایک لہال دے کر لگا آٹا پکھنے دیں اور دھوئے دھوئے سے دودھ میں کچھ چٹائی رکھیں، جب دودھ کا رنگ ہلکا لگائی ہو جائے حتیٰ دودھا دھارہ دھو تو اس میں پہلے صاف کر کے بھجوائے ایک پیالی چاول شامل کر دیں جب چاول گل کر مکمل جائیں تو اس میں ایک پیالی پارک سیاں یا بھینچاں تو ڈروال دیں اور کچھ چٹائی رکھیں۔ جب سب گل جائیں تو چھلے سے اتار کر ٹھنڈا کر دیں ایک پاؤں میں نکالیں اور شیر خورے میں حسب ضرورت پس ہوئی چٹنی من

کر لیں، میوے تمام پارک بکے ہوئے اور چھانچیں اور چھو پارے بھی مکملی نکال کر گرم پانی میں چھو دیں رکھنے کے بعد کاکٹ کر شیر خورے میں من کر دیں، حیرت انگیز خرم کھانے کے لیے تیار ہے۔ کیسے پس لگی تو شیر آپ کو فراموش کیجئے حیرت انگیز کھانے کا آپ کو ہمارا شیر خور۔

ہم ہمارے خیال میں عید کی بچی خوشیاں منگانی کے بڑھنے یا کھنے سے نہیں بلکہ رشتوں میں بھینچوں کے بڑھنے یا کھنے پر منحصر ہوتی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ بھینچوں کی وجہ سے خیر آب دی عید پرستے پڑے، جوتے نہیں خریدے سکتے۔ بچوں کو عید کی نہیں دے سکتا، اس کے گھر میں انواع و اقسام کے بچکان نہیں پک سکتے لیکن اگر ان کے کچھ محبت سے ایک دوسرے کی بھجور دیں، ضرورتوں کا احساس پانی ہے تو وہ سنے کپڑے نہ ہونے کا کام بھلا کر ایک دوسرے کے ساتھ میں ہی خوش ہو سکتے ہیں۔ اور رشتوں کا احساس ہی پانی نہ ہو تو زندگی کی ہر آسائش، روپیہ۔ یہ بھی آپ کو عید کی بچی خوشیاں نہیں دے سکتے۔

بھینچوں کا مکمل اہتمام ہم حسب استطاعت خیرات سائین کو عید کی خوشیاں دینے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ ان تمام سائین کو عید کی خوشیوں کے ساتھ ہر اور عام دنوں میں بھی شکر و مسرت کو یاد رکھیں، ان کے کام آنے کی ہر خوشی عطا فرمائے (آمین)!

ہم عید فہرذ شائع کرنے میں ”ردا“ کا کوئی جانی نہیں ہے، ہر عید پر سب سے پہلے اور سب سے زیادہ عید سے محبت کھانا شائع کرنے کا کام ادا ہر سال ”ردا“ کے سے آتا ہے۔ ”ردا“ کے عید

نہر کی ہر کھانی ہی عید کے مختلف رنگ لیے ہوتی ہے۔ ”نردا“ کا ”عید نہر“ آتا ہے تو چاہتا ہے کہ یہ ”عید نہر“ میں تو اپنی کھانی ”چوڑیاں“ ہی یاد ہے۔ اپنی کھانوں کے نام تو یاد نہیں ہیں مگر یہ خوشی خور ہے کہ ہم بھی ہر سال سالہ آہلی کی بھینچوں کے ”فیصل“ ”عید نہر“ کا حصہ بن جاتے ہیں بہت شکر ہے سالہ آہلی اجزا کا! اللہ!

ہم بھینچاں ہمارے اہل و عیال کے پھر کھانے سے بہت اہم سمجھتی ہیں اس لیے اہل و عیال کی بخش سب مل کر عید کی شاپنگ کرتے ہیں اپنے لیے بھی اور ہمارے لیے بھی۔

جو یہ ہے بالآخر..... فیصل آباد  
اسلام ٹیکسٹو ایجڈ ہے خیریت سے ہوں  
کی آہلی! انا کیا ہوا انا؟ ہمیں کوشش کرنی  
ہوں۔

ہم جا عذرات منائی ہوں ہندی لگو کر اور دھیر سا مارا  
شور مچا کر۔  
ہم ہر روز نیا سوٹ پہن کر عید کی خرچ کر کے اور  
ہاں اچھا دیکھ کھانے کھا کے۔

ہم ہر عید یادگار رہی ہوتی ہے۔  
ہم ہندی لگے ہاتھوں کو کر کھانگ آئی ہے۔  
ہم فرود جات (لاڑی)  
ہم بالکل راجھی بھی عید کی خوشیاں دو بلا ہوتی ہیں۔  
ہم بالکل راجھی ہوں۔

ہم ہر عید فہرذ میں چھینے والی ہر کھانی یادگار ہوتی  
ہے۔  
اب تائیں! دیکھی رہی کوشش؟ میری طرف سے  
سب کا جیسو عید مبارک  
اجان علی

ہم چاند رات ہمارے ہاں عام راجھی طریقوں  
کے ذرا بہت کر منائی جاتی ہے۔ عید کا چاند دیکھ کر  
مبارکباد دیں دیتے اور لیتے ہیں۔ ایں اہل امن کا

چاند ہوتا ہے، پھر مختار کی نماز ادا کر کے ملاج کے  
لئے کسٹرو اور سیاں تیار کرتی ہیں، انکے سے استری  
کر کے لٹکے جاتے ہیں۔

ہم عید کا دن تو ویسے ہی سرتوں کا پیغام دے کر آتا  
ہے، ہمارے ہاں عید کی عید کے سرتوں میں خوشیوں میں  
گزرتے ہیں، سب سے شام تک مہمانوں کی آمد کا  
تانا باننا ہوتا ہے، سب مگر والے انکھے سوچ  
دیکھتے ہیں، عید کی شام میں ماموں کی طرف جاتے  
ہیں، شام وہاں گزار کر عید پر چوڑے لے کر گھر  
آ جاتے ہیں، دوسرے دن آدھک کا پانا بناتے  
ہیں کیا پارک یا چاکر کا پیکر لگنا ہے، ایسے ہی تیسرا  
دن ہوتا ہے۔

ہم عید کے دن یقیناً سب سے زیادہ سرت اپنے  
والدین اور بھینچوں کو دیکھ کر ہوتی ہے۔  
ہم ہمارے ہاں ہر عید پر فرود جات ضرور بنائی  
جاتی ہے، سالہ آہلی برائی اور شادی کیاب  
بھی ضرور بنائی ہیں۔ مہمانوں کی تواضع زیادہ تر  
فرود جات اور کٹو دھس کے کی جاتی ہے۔

ہم بھینچاں ہر عید یادگار رہی ہیں حتیٰ جب ہم نماز  
پڑھتے ہی عید کی کے لیے اہلی اور لہلا کھانگاتے  
تھے، سا مارا دن کھانوں کے پھر، اللہ کھانا، اب تو  
دیکھنے کی سالوں سے ہر عید ایسی ہی ہے۔

ہم عید کی بچی خوشیوں تو ہر اس انسان کو ضرور ملتی ہیں  
جو صدق دل سے صرف خدا کی رضا کے لیے  
رضانہ دے کر دے رکھتا ہے، جب اللہ کا احساس  
صرف خدا کے لیے ہوگا یا سا مارا جاتا ہے تو پھر خدا  
بھی غیب سے خوشیوں کے دروازے کھول دیتا  
ہے۔

ہم بالکل راجھی خوشیوں میں جتنا ہمارا حق ہے اتنا  
ہی ان کوں کا بھی ہے جو ان خوشیوں کو حاصل  
کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ لہذا ان کو عید کی  
خوشیوں میں شامل کرنا ہم سب کا فرض بنتا ہے۔





جیتی ہوتے ہیں کیونکہ وہ "معدی" بن رہے ہوتے تھے۔  
 اب تو کم کم یہ معدی کٹی ہوئی اور وہ بھی بڑے ہونے  
 کی وجہ سے چھوٹوں کو دینے والے نہ تھے بلکہ چالی  
 ہے، وہ وقت یادگار اور اچھا تھا جب ہم معدی لینے  
 والے سے تباہ تو دینے والے ہو گئے ہیں، مگر قیامت  
 ہی سے مگر خیر انہوں کی محبت، شفقت اور انسانیت کا  
 احساس ہم معدی سے کم تو نہیں ہے۔ اس کے علاوہ  
 یادگار معدی تین سال پہلے کی ہوئی تھی جب ہماری دو  
 چھوٹی ننلا میں خالوں تو تین اور خالہ سدرہ نہیں ہوئی  
 تھیں اب تو وہ زندہ نہ ہوئی ہیں، اس وقت تاہی اسی  
 کے گھر جانا اور بہت اچھا لگا تھا، اگرچہ خالہ  
 نوشین کا اور ہمارا 7 سال کا اور خالہ سدرہ کے ساتھ  
 ہمارا 6 سال کا مگر فرق بے گھر کی بے گھر کی کے  
 باعث یہ فرق بھی محسوس ہی نہیں ہوا۔ بچپن سے ان  
 کا ہمارے ساتھ رہنے کی بھڑوں اور تنگیوں جیسا  
 تھا، ہم دونوں جب بھی رہتے جاتے، ان ہی کے  
 کپڑے پہنتے، وہ دور بہت اچھا اور معدی یادگار  
 ہوئی تھیں، پھر ان کی شادیاں ہو گئیں اور دونوں  
 ان کی ننلاں چلی گئیں، اب تو ماشاء اللہ دونوں کے دو  
 بیٹے ہیں، ان کے ساتھ کدواری ہماری سب ہی  
 معدی یادگار اور کم کی نہ بھولنے والی ہیں، ہم انہیں  
 بڑھاپے بہت یاد کرتے ہیں۔

☆ کیونکہ مجھے راولپنڈی 1 اگست پڑھنے زیادہ نام نہیں  
 ہوا، اس لیے ابھی تک تھوڑے ہی پچھلے سالے  
 پڑھنے ہیں، لیکن ایک بات ہے کہ کدواری میں اب تک  
 میں نے کبھی رائٹرز کو پڑھا ہے سب ہی ماشاء اللہ  
 بہت اچھا لگتی ہیں، اور میں یقین سے کہہ سکتی ہوں  
 کہ معدی کے حوالے سے شامل ہونے والی کہانیاں  
 سب ہی عمدہ اور قابل تعریف ہوں گی اور کسی ایک کی  
 تعریف کرنا زیادتی ٹھہرے گی، کیونکہ سب ہی رائٹرز  
 محنت اور خوشی سے لکھتی ہیں، انشاء اللہ موعظہ طاہرہ  
 جلد از جلد پچھلے شوروں سے بھی مستفید ہوں گی۔

بلوچستان پر تو لازمی فوجی طاقت ہوتی ہے حریف اور اور  
 جٹ ٹپٹا جاتا جات، جس کے نتیجے میں بلوچستان کی  
 زمین ہمارے گھر اور معدی پر برائی پائی جاتی ہے اور  
 وہ بھی اہل خاندانی پرزور فرمائش پر، عام دونوں میں  
 چلتا کھاتا اور برائی کھاتا تو ایک بات ہے مگر  
 روزوں میں انفرادی پر چلتا اور معدی والے روز  
 برائی کا تو اپنا ہی حریف ہے۔ ہم بھی بڑے شوق سے  
 برائی کھاتے ہیں اور اپنی برائی کو آپ سب سے  
 بھی شکر ادا کرتے ہیں۔

### چکن بریانی

- اشیاء:
- چکن 2 کلو (ایک اینڈ تھا)
  - پیاز 1 کلو
  - آلو 1 کلو
  - دہی 1/2 کلو
  - بلدی 1 کلو
  - نمک حسب ذائقہ
  - سوسا حسب ذائقہ
  - ٹماٹر چار دو
  - ہری مرچیں 6 دو
  - ادرک 1/2 پیسٹ 2 کلو
  - سرخ مرچ 3 کلو
  - زیرہ ایک کلو
  - تل حسب ضرورت

ترکیب:

پیاز کو گڑا کر میٹھ کر لیں، ایک دھبے میں تل جلی گرم  
 کر کے اس میں پیاز ڈال کر لائٹ براؤن کر لیں،  
 پھر اس میں چکن، ادرک، ہری مرچ پیسٹ، زیرہ ڈال کر  
 یکدھمک اچھی طرح بھجھیں، اس کے بعد ٹماٹر،  
 ہری مرچیں، سرخ مرچیں، سوسا، دھنیا اور بلدی

ڈال کر سال بھجھیں اور آخر میں دھنیا شامل کر کے  
 چکن کھانے تک پکائیں، جب دھنیا کا پانی سوک جائے  
 تو سال تیار ہوگا۔ آلوؤں کو بڑی کی غسل میں کات  
 کر فرنی کر لیں، ابلے ہوئے چاولوں کے ساتھ  
 چکن کے سالے اور فرنی آلوؤں کی تھوکا لیں۔

آخر میں دھنیا اور براؤن کیا ہوا پیاز چھڑک کر گڑا  
 گرم چکن بریانی تیار ہے، خوشگوار کھا لیں اور معدی کے  
 مہمانوں کو بھی کھا لیں۔

بلوچستان کا تو پچیس ہی صوبہ، بندہ کچھ بھی لینے  
 سے پہلے دیکھ لو گا، ہر چیز کی قیمت آسمان کی  
 بلندی پر کھڑی ہے۔ پیازوں کی قیمتیں دن بدن  
 گریں گی، پیاز بھی نیا جاری ہیں، ایسے میں معدی کی  
 کچی خوشیاں حاصل کرنا کچھ مشکل محسوس ہوتا ہے،  
 کم آمدی والے لوگ تو پھر معدی کی گزاری لینے  
 ہیں لیکن غریب اور ضرورت مندوں کے لیے یہ  
 مہنگائی تو معدی کی خوشیوں کی راہ میں حائل بہت بڑی  
 رکاوٹ ہے۔ ہاں مگر معدی کے دن خوشیوں، رشتے  
 داروں اور قریبی اہلوان کا ساتھ بھی خوشیوں کے  
 حصول کی چھوٹی سی کوشش ثابت ہو سکتی ہے۔

☆ میری یاداری کچی میں میرے پیارے سے ابو  
 جی، امی جی، میری 2 بیٹیاں اور دو بھائی ہیں، ایک  
 بہن انہیں تھوڑے سال بڑی ہے، میں دوسرے بھائی  
 ہوں پھر دونوں بھائی دانیال اور محمد اور سب سے  
 آخر میں چھوٹی، سب کی لاڈلی 6 سال کی میرہ۔ ہم  
 سب کی جان جس سے ہمارے خوبصورت سے  
 آشیانے میں رہتی ہے، میں ایم اے اردو کی  
 اسٹوڈنٹ ہوں۔ شاپنگ کی جہاں تک بات ہے تو  
 بچپن میں تو ریڈیو میڈ کپڑے لینے ہی سچے تھے،  
 لیکن امی بھی خود کچی میں اور سب ابھی بھی ریڈیو  
 میڈ ہی سمجھتے تھے، اب ہم اپنے کپڑے خود بخود اپنی

کرتے ہیں، ایک جیسے کپڑے لینے ہیں میں، امی  
 اور امینہ اور جب ہم دونوں کپڑوں کے ڈیزائن  
 سوچتے ہیں تو امی جیتی ہیں، میں جیتی ہیں سر  
 جوزر کر دونوں، اب کچھ سیلائی ڈیزائن کی۔

(۱۱۱۱۱۱)

چڑیاں اپنے کا شوق ہے اور ہم دونوں  
 Hand Made کڑے بھی بناتے ہیں، اپنے  
 ذریعہ سے پیچھا کر کے کڑے اور چڑیاں  
 ڈیزائن کرتے ہیں، مجھے بالیاں اور رنگر پینٹے کا بھی  
 بہت شوق ہے البتہ ہار و میرہ کچھ پسند نہیں۔ جوتوں  
 کی کیا ستاؤں کہ بڑی دکھ بھری داستان ہے،  
 مابودت کا پاؤں کا ستارہ کچھ بڑا ہے جوتوں کا ستارہ  
 11 ہے جو کہ بازار میں شادو ڈار ہی اچھے ڈیزائن  
 میں دستیاب ہوتا ہے اور یہ کپڑے بات ہے کہ جو جوتا  
 پسند آئے اس میں تو پاگل بھی بڑا سا ترس لگتا ہی نہیں،  
 ایسے میں دکا عماروں کے جملے کہ "اس سے بڑا سا ترس  
 تو آتا ہی نہیں۔" دل میں آج لگا دیتے ہیں،  
 (بڑی سے مزنی فعل ہوتی ہے کہ میرا پاؤں اٹکا ہوا  
 ہے؟) پہلے اسکول کالج کے پہلوں میں بھی جکی  
 مسئلہ پڑتا تھا، وہ تو اللہ کا شکر ہے کہ سال ہونے والا  
 ہے پہلوں سے جان بچنے، مگر جوتوں کے لیے تو  
 ابھی بھی خوار ہونا پڑتا ہے، دکاؤں میں اٹکا دھتے  
 مگر چھوٹے ساترے جو جوتے دیکھ کر کہنے کا پارہ  
 آج آنکھ کھولنے لگا ہے، مایوس و افسردہ ہوجاتی ہوں  
 کہ مشکل کہیں اپنے ساترے میں قابل قبول اور بھی  
 خوش قسمتی سے اچھا ڈیزائن مل جاتا ہے (ایسے موقع  
 پر دل سے دعا کرتی ہے کہ کسی کا پاؤں اٹکا ہوا نہ ہو)  
 کیونکہ جس پر جیتی ہے وہی جاتا ہے بڑے پاؤں کا  
 حال۔

☆.....☆.....☆

## روحانی ڈائری

گیتی آرام کی ڈائری سے

صاحبزادہ کی ایک نظم

شکو

میں زندگی کے آثار پھیلنے لگے  
ہر لمحے کی خاموشی میں وہ لے بولنے لگے  
جنہیں لب کی گواہی نہ کسی ساعت کا یقین ملتا ہے  
پری صحت کا اگر تجھے یقین ملتا  
بھی کھرے ہوئے گولوں کو، ہم سوچ کا غور نہ پالنے  
بھی اور افسانہ میں ہم وہاں نہیں جا لیتے  
بھی جیتے ہوئے لوں کو ہم اپنا پالنے  
مگر یہ خاموشی جوں تو دوسے میرا  
ایسے کیسے بنا لیتی رہا

محبت آج تک انہی رستوں میں پھیلی ہے

جہاں پڑ کر ہم آدھ پھیلے تھے

محبت کی یہ گم گشت کہانی ہے

نیا ہے کھیل کر کڑ پرائی ہے

جنہیں طاقتوں میں میں نے اپنے انھوں سے پایا تھا

بہت دیر تک ہم نے تجھے ساتھ یہ کھیل کھیلا تھا

ابھی تک ابھی خوابوں کے گھر وعدوں میں

وہی لوگ ملتے ہیں

جنہیں ہم چھوڑ آئے تھے راستوں میں

جو ہمارے ساتھ تھے تھے تھے

جو ہماری راہ میں تھی ہمارا راستہ تھے تھے

چھوڑ جائیں ہم کسی سوز پر آ کر

وہ ہمیں دور تک لے آتے تھے

وہی لوگ جو ہمارے ساتھ تھے تھے

مگر اب وہی کھلی گریوں میرے سامنے میں آتی ہے

کہ ہر دھند میں تیرا چہرہ ہوتا ہے مگر ہم نہیں ہوتے

نکلیں ہم جو ہوتے ہیں تو تم نہیں ہوتے

کوئی رنگ نہیں ہوتا

کوئی رنگ نہیں ہوتا

نہ جانتے کیسے یہ پہاڑ ہیں جو کتنے نہیں ہیں

مگر ششونیرا چہرہ ہوتا ہے

افسانہ ملی ڈائری سے

ایک خوب صورت نظم

بھی لکھی ہو

تھے یہ لمبکی

کوئی صورت نہ ہو

باغی کی آخری سہو

جب دعا نکلتی ہے رنگیں

آنکھیں میراں ہوں

ایسے میں پاؤں تک

تیری طرف سے

Missyou

کا کارنہ شاعر مراد ججو

تیرے ہندوؤں کی خوشبو سے

نہ کھلے

علامہ اقبال کی کلیات اقبال سے

سعد یہ عابد کا انتخاب

الامت

تو نے پوچھی ہے الامت کی حقیقت مجھ سے

حق تجھے میری طرح صاحب اُمر اور کرے

ہے وہی تیرے زمانے کا امام ہرق

جو تجھے حاضر و موجود سے بزار کرے

سوت کھائے میں کھوکھلا کر سب دھرت

زندگی تیرے لیے اور بھی دکھ اور کرے

دے گے احساسِ تیرا بیان تیرا گوارا دے

تھری سانسِ چراغِ کر کے کھوار کرے

تیرہ امت بٹھا ہے الامت اس کی

جو مشائخ کو سلاطین کا پرستار کرے

سحرانگہ کی ڈائری سے

جون الیاس کی غزل

ہماری ہی تھنا کیوں کرو تم

تھماری ہی تھنا کیوں کریں ہم

کیا تھا عہد جب میں ہم سے تھم

تو ساری عمر اٹھا کیوں کریں ہم

جو اک نسلِ فردا ہے کو پھینچے

وہ سراپا یہ اٹھا کیوں کریں ہم

نہیں دینا کو جب پروا ہماری

تو پھر دنیا کی پروا کیوں کریں ہم

پڑی رہنے دو آنسوؤں کی لائیں

زین کا بوجھ پٹا کیوں کریں ہم

یہ بستی ہے مسلمانوں کی بستی

یہاں کارِ مسیحا کیوں کریں ہم

ریانور کی ڈائری سے

نامعلوم شاعر کی نظم

وہ پوچھتا ہے کہ

کہاں پر زمینوں

اور

کیسا گھر بناؤں

تیرے لیے

میں کیسے کہوں اس سے

میں.....

اسنے دل کی زمین پر

اک گھر بنا دو

اور

اس میں ہمیشہ کے لیے قید کرو

باہر سے ساری محبت کا ٹاٹا لگا دو

میں اس کے سوا مجھے کچھ نہیں چاہیے

ہاں.....

کچھ نہیں چاہیے

نوشین مدثر کی ڈائری سے

نوشی گیلانی کی غزل

کلی کو چوں میں رنگِ تنگ کی مسرت بھرے تھا

ہوا سے دھنکی کا کوئی تو انجام ہونا تھا

جنوں کے شہر میں کلین بار لازم تھی

ادھر ایک شاعرہ تھی اس طرف سارا زمانہ تھا

یہ ساری عمر کسی آتشکلی میں رانیاں کر دی

آسی کو یاد رکھا ہے جسے دل سے بھلاتا تھا

عجب دھشت کا عالم ہے کچھ میں کچھ نہیں آتا

سڑکی کھل مسافر کو کہاں خمیر لگانا تھا

وہ جب بولیں ہوا تو ہم بھی اپنے آپ سے چوگے

اسے آواز دینا تھی اسے واپس بلانا تھا

☆☆☆

## اشعار

شاہنشاہ کیا ہو..... صوفائی  
 ضبط کرتا ہوں تو ہر دھم لو دیتا ہے  
 آہ کرتا ہوں تو اندیشہ رسولی ہے  
 دیکھتا ہوں تو ہزاروں میں ہرے دست مگر  
 سوچتا ہوں تو وہی عالم تنہائی ہے  
 کتنی آرام..... کراچی  
 چاند دیکھ کر میرا منہ دیکھا کرتی تھی ماں  
 ہاتے وہ میرا بچپن کدھر گیا  
 فرزانہ شہرت..... کراچی  
 بہت سی منزلیں تھیں راستے تھے  
 مسافر تھے قافلے بہت سے تھے  
 ہزاروں ہمسرے تھے زندگی کے  
 میرے پاؤں میں لیکن آئے تھے  
 امیر باغی..... کراچی  
 ان کو ناموں بھی عزت بھی پڑی ہوئی تھی  
 مجھ کو رونے کو میسر نہیں تھی  
 اپنے ہی حال پر ہنستا بھی ہنس کے رہتا  
 میں پر یک وقت تھا شاید بھی تماشائی بھی  
 رہنا نور رضوان..... کراچی  
 اس سے کہہ دو کسی اور سے محبت کا نہ سوچے  
 اک میں ہی کافی ہوں اُسے عمر بھر چاہنے کے لیے  
 سحرانجم..... کراچی  
 یہ ساگر بھی ہر سال کی طرے میں گردش کرتی  
 تڑپے ہوئے ہر سال کی طرے سے گردش کرتی

افشاں علی..... کراچی  
 اگر ہو پھول ہو کسی تو مت چھوٹے فاقوں کے  
 دن کے ہوں اگر کانٹے تو بھر لے اپنے دامن میں  
 سحر ہے عابد..... کراچی  
 بدل کے نہیں بگڑتے ہیں ہر زمانے میں  
 اگر چہ ہے آدم، جہاں ہیں لات و منات  
 یہ ایک کیموہ تھے تو گراں سمیت ہے  
 ہزار کیموہ سے دیتا ہے آدمی کو نجات  
 سید بشرات شاہ..... کراچی  
 اپنی یادیں سنوارنے کے لیے  
 تجھ کو اپنا پکارنے کے لیے  
 کاش بچپن کے دن پلٹ آجی  
 چند عیدیں گزارنے کے لیے  
 مریم شاہ منیر..... لاہور  
 میری زلفت کے بادل پہلو ایک کنار ایک پہلو  
 میں دل لگا کر جاتی ہوں پہلو پہلو پہلو پہلو  
 نظر نظر میں سے غنیمت کی کھنکھناتی ہے لہاں  
 وہاں ہڈی لگا کے بیٹھیں گئیں جاتی ہوں  
 عانیہ نازکی..... ریوہ  
 تمام عمر کی آوارگی پہ بھاری ہے  
 وہ ایک شب جو تری یاد میں گزاری ہے  
 مجھے یہ دھم کہ میں حسن کا مصور ہوں  
 انہیں یہ باز کہ تصویر تو ہماری ہے

حاصلی..... سیالکوٹ  
 سب ہی کو بھولے ہوئے کام یاد آنے لگے  
 ہمارے ساتھ کوئی دو قدم چلا بھی نہیں  
 سنے گا کون کہ سب اپنے آپ میں گم ہیں  
 مانگتے کیا کہ سنائے کو کچھ رہا بھی نہیں  
 شامکد قصیر..... کراچی  
 اس کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑی تو عرصوں ہوا  
 بکلی وہ جگہ ہے جہاں رستہ بدلنا ہے  
 صاحبزادہ..... لاہور  
 چہرہ شامی کا ہے سلسلہ ہے اصل میں کوئی مجروحہ  
 کہہ کر دکھائے گئے گلاب میں تھے دھڑکیاں ابھی پرانے  
 پہلی گھر سے دور تھے کہ ملے ملے میں اسے پہلے تھے  
 تھے اس جتنے چاہتے تھے تری اک ٹھٹھکیا آگے  
 وحیدہ خانم..... کراچی  
 کچھ کوئی بی یہ ملاقاتیں بہت اچھی لگیں  
 اس سے جو کچھ ہو سکی باتیں بہت اچھی لگیں  
 بعد مدت کے دھڑکے پر جوں کے کھر گیا  
 پھر اسی کھر میں دھڑکیں بہت اچھی لگیں  
 شامہ حیات..... کراچی  
 زندگی تجھ سا ساتھ حق کوئی کیا ہو گا  
 تیرا شکار ہوں اور تیرا ہی مارا ہوا ہوں  
 سامنے بھر سامنے ہیں ہوش جاں دہاں ہوں  
 جیتے بھی جاؤں تو یہ جنگ میں ہلا ہوا ہوں  
 حنا بخاری..... بہاولپور  
 میں کیسے سوچ سکتا تھا مجھے وہ چھوڑ جائے گا  
 بہت ہی یاد قادیوہ بے وفا ہونے سے پہلے تھا  
 شبنم شاہ..... خانپور  
 اپنا کام ہے صرف محبت باقی اس کا کام  
 جب چاہے وہ روٹھے جب چاہے سن جائے

کیا کیا روگ گئے ہیں دل کو کیا کیا ان کے بچید  
 اس سب کو سمجھانے والے کون سمجھانے  
 عاصم رشید..... فیصل آباد  
 تم نے کیا رابطہ رکھا  
 نہ ملے ہو نہ قافلہ رکھا  
 جھوٹ بولا تو عمر بھر بولا  
 تم نے اس میں بھی ضابطہ رکھا  
 نور بانو..... کوئٹہ  
 چہا ہوئے کا اندیشہ پیدا ہونے سے پہلے تھا  
 وہ مجھ سے انتہائی خوش تھا ہونے سے پہلے تھا  
 جوں کا دور دراز تو مجھے بھی بھول بیٹھا وہ  
 باز تھا حق لیکن تھا ہونے سے پہلے تھا  
 میرا کوشش..... بلکر  
 آج دیکھا ہے تجھ کو دیر کے بعد  
 آج کا دن گزر نہ جائے کہیں  
 آرزو ہے تو یہاں آئے  
 اور پھر عمر بھر نہ جائے کہیں  
 ملی علی..... اسلام آباد  
 یہ جان کر بھی کہ روٹوں کے راستے تھے تلک  
 عجب حال تھا جب اس سے ہوئے تھے تلک  
 خیال ان کا بھی آیا بھی تھے جاتے ا  
 جو تھے دور بہت دوری رہے تھے تلک  
 طیبہ میسر..... لیہ  
 کیا ضروری ہے کہ باتوں میں تیرا تھا مجھ ہی  
 چند یادوں کی رفاقت ہی بہت کافی ہے  
 لوٹ پلٹے ہیں آئی ہلی سے گھروں کی جانب  
 یہ حسن، اتنی مسافت ہی بہت کافی ہے  
 ☆☆☆

# اس ماہ میں

اس ماہ کا اختصار

کیا واقعی دنیا کو ملے

ہم اس صحتی کا گزرنے اور ہم غفلت میں گمراہ ہونے کے سبب میں تو ہرچیز چھٹی ہی نظر آتی۔ دنیا سے زیادہ کوئی تو ہم خود ہیں کہ پینک سے لڑ سکتے ہوئے ہیں پینک سے اور کوئی پینک سے پہلے تو کلیو میں آکر دے کہ "پینک" پینک کر رہا ہے۔ دنیا کے کوئی ہوئے کا اقرار کرنے والوں کا کہنا ہے کہ یقین نہ ہو تو مشرق کی طرف جاؤ، پینک کاٹ کر مغرب کی طرف سے بھرا ہے تھا۔ پراکر کھڑے ہوں گے اس میں ہمیشہ ایک ہی غلغلہ نظر آئے گا کہ پینک کو لائی کی طرف رینگتے ہوئے نیچے نہر پڑیں چنگہ پر کوئی چنگی تھوڑی ہی ہیں۔ اس لاکے کا واقعہ تو آپ نے سنا ہوگا کیا وہ سیرنگل لینے کے لیے کھڑا رہے کیا کھڑا رہا تھا چہ نہ بھڑکیا نہ دار نہ کہا "پانی میں کس ڈالوں؟" پر خوردار نے نور اللہ عمار کے کہا۔

"اگر پینک سے ملنے میں ڈال دو۔"

پینک اور پر کر کے کھر گیاں نہ کہا۔

"پینک میں آؤ صاحب سیرنگل لانے کو کہا تھا جس انکاسا؟"

اس واقعہ میں نے اسے بھی الٹ کر کہا۔

"اور بھی تو ہے۔"

"دنیا گول ہے" انہی الفاظ

اختیار ہو سکتا ہے۔ کراچی

اس ماہ کے اقوال

☆ جہاں محبت ہو وہیں بھاری نظر آتے ہیں۔

☆ اسے الہی ہی کہا جاسکتا ہے کہ آج کا انسان بیکوئی کھوئے بغیر بہت کچھ پانا چاہتا ہے۔

☆ محبت دکھ نہیں دیتی یہ دکھ ہم خود متعار لیے ہیں اپنے غلو فیصلوں اور غلو فتنہ نظر سے۔

☆ عالم سے ایک گھنٹے کی گفتگو دس برس کے مطالعے سے زیادہ بھرتے۔

☆ سیدھی اور صاف بات کہنے سے تصان بہت تھوڑا مگر تھوڑا بہت زیادہ ہوتا ہے۔

☆ اپنی بات کی وضاحت مت کرو، دیکھا کہ دوست کو اس کی ضرورت نہیں ہوگی اور تمہارے دشمن اس یقین نہیں کریں گے۔

☆ سادہ دلی منظر کشی

اس ماہ کا حوالہ

☆ کس

یہ نئی نسل تو ہے چھ ماہ میں اس میں قلم جب کہ میرا مشورہ داک تو ہوا اس میں کیا

یہ کہا تھا اب قلم پر بھی قوبہ دیجئے

انگلے ملتے تو جوان قلمیں بڑھا کے آگیا

نوشین مڈر لاہور

اس ماہ کا قطعہ

چل دے اور میرا درد بڑھا کر خالم  
میریاں وہ جو میرا درد بٹانے آئے  
ابھی تک کے زمانے میں رہے ہم تہذیب  
ہم پر کچھ بھی زمانے میں زمانے آئے  
راؤ تہذیب مسکن تہذیب..... رحیم یادگان

اس ماہ کا چغڑا

☆ میرے کون تم آئے

☆ اگلے نظر سے

☆ نوے سگ لائے

☆ سحر یہ عابد..... کراچی

اس ماہ کے اقوال حضرت علی

☆ جس شخص میں حیا نہیں ہوتی اس میں کوئی خیر نہ رہی نہیں ہوگی۔

☆ سب سے زیادہ بچانے والی چیز پر تیز کاری اور کھانوں سے دوری ہے۔

☆ حاسد کو کسی شفا نہیں، دشمن سے بھی دفاع نہیں اور بیکل سے بھی مروت نہیں۔

☆ لوگ اٹھنا چاہتے ہوئے سے بھرتے۔

☆ اختتام میں مسافر اور بڑائی میں غامت ہے۔

☆ بددلی صحت کا اور بڑائی کی تکمیل ہے۔

☆ سوائی ایمان کا نہایت مضبوط ستون ہے۔

☆ اگر کوئی شخص دوستی کے اہل نہ ملے تو کسی باہلی سے دوستی کر۔

☆ مرسلہ: سحر یہ عابد

اس ماہ زندگی کی کسی گنتی ہے؟

☆ مگر ہر اور دانشور نے زندگی کی اپنے اپنے انداز میں تعریف و وضاحت کی ہے کوئی کہتا ہے کہ زندگی زندگی ہے کسی کا کہنا ہے کہ زندگی ایک آزمائش ہے مگر رسول "زندگی" ہمارے لیے خدا کا ایک بہترین

انعام ہے۔ ہمیں ہر آن اس نعمت خداوندی کا احسان بجا لانا چاہیے کیونکہ یہ شرف ان نعمت کے لیے انتہائی خوب صورت اور اہم ہوتی ہے۔ زندگی رشتوں کے باہم اجڑنا اور محبت سے پران چرمتی ہے۔ زندگی چرخ انسان کو فتنہ ایک بار بھی ہے اس لیے اس کو ہر لمحہ پر طرے سے ہی لینا چاہیے۔ ہم اس دنیا میں اللہ رب العزت کے خلیفہ بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اس لیے ہم پر لازم ہے کہ ہم اس معبود برحق کے احکامات کی جدوری کر کے اپنی زندگی کو پر سکون اور پر لطف بنائیں۔ اس کے علاوہ دین کے ساتھ ساتھ دنیاوی طور پر بھی ہماری زندگی کے مختلف مقاصد اور قرضات ہیں۔ مثلاً بہترین تربیت، اعلیٰ تعلیم کا حصول اور سب سے بڑی بات خلق خدا کی خدمت اور حسن اعتقاد۔ ان تمام باتوں کو اگر ہم اپنی زندگی کا نصب العین بنالیں تو اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ زندگی انتہائی دلکش و حسین ہو جائے گی۔

لیکن ہمارے معاشرے میں بعض افراد بھی ہوتے ہیں جو زندگی کو سب سے بڑی اور اداسی سے بسر کرتے ہیں۔ یہ غمگین ہے کہ زندگی میں نصیب و فراز آتے رہتے ہیں، خوشی اور غم کا سلسلہ ساتھ ساتھ چلتا رہتا ہے مگر کسی بھی غم پر بیٹانی پر اداس ہو کر ساری زندگی بامی کا شکار رہنا قطعاً غلط اور بزدلانہ عمل ہے۔ ایسے لوگ زندگی جیسی عظیم نعمت کی قدر نہیں کرتے۔ اس لیے ہمیشہ بامی اور کم میں محتار رہ کر خود کو برباد نہیں ہیں۔ وہ زندہ رہ کر کسی زندہ لوگوں میں شمار نہیں ہوتے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم ہر لمحہ پر طرے سے خوش و خرم ہو کر زندگی گزاریں اور اس کا لطف اٹھائیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

زندگی زندہ دلی کا نام ہے  
مردہ دلی کیا خاک جیا کرتے ہیں

ایس اے تاجپور..... کراچی

☆☆☆



### رسول اکرمؐ نے فرمایا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں کوئی شخص اس وقت تک (کال) سوکن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی وہ چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

سیدہ نورین - کراچی

### کھڑے طیبہ

کھڑے طیبہ کے دو حصے ہیں دونوں میں بارہ بارہ حروف ہیں۔ دونوں نفلے کے بغیر ہیں۔ پہلا حصہ مقصد زعمی لکھتا ہے اور دوسرا حروف طرز زعمی۔ روشنی تفصیل - کراچی

### داغی نشان

ایک بھل دار درخت کی ٹوٹی ہوئی شاخ سے دس آسمانوں کی طرح ٹیک رہا تھا۔ کسی نے لاپرواہی سے گزرتے ہوئے بے خیالی میں شاخ توڑ دی تھی اور اب وہ بے قصور ٹپکی اس دکھ کو بیٹے سے لگے ہوئے تھی۔ یہی حال انسان کے دل کا ہے بعض اوقات کوئی دکھا سے توڑ دیتا ہے بعد میں زخم معیصل تو ہو جاتا ہے لیکن ہی جلد زخم کے اس نشان کو کسی نہیں چھپا سکتی یہ نشان دائمی ہوتا ہے۔

امبرین حیدر - اسلام آباد

### سوانح

چھوٹا جوان دوست کالج سے واپس آ رہے تھے۔ ان کے آگے تین لڑکیاں جا رہی تھیں۔ وہ لوگ ان کے پیچھے چلے گئے۔ اچانک ایک لڑکے نے بلند آواز میں کہا: "یارا ہم تو ہیں اور لڑکیاں تھیں، فیصلہ کیسے ہو گا؟" ان میں سے ایک لڑکی جو کچھ زیادہ تیز چلی چلت ہوئی: "مگر تم کہہ رہی تھیں تو کیا ہو گئیں بیٹلوں کی تعداد چھ ہی ہے۔ فیصلہ ٹھیک خاک اور انصاف سے ہو گا۔"

صباح - ہارن آباد

### فرق

تہااری بات کسی ہے  
مٹائیں ہیں لپٹیں ہیں  
تہااری بات چھوٹی ہے  
میں تم سے محبت ہے

المن علی کراچی

### حسن اخلاق

حضرت علیؓ سے پوچھا گیا انسان میں نئے میب ہوتے ہیں۔ جناب طابے چہر میں ایک نئی سب پر پردہ ڈال دیتی ہے اور وہ ہے حسن اخلاق

### ابھی بات

دو قسم کے لوگوں سے ہمیشہ بچ کر رہو۔ ایک معصوف اور دوسرے معرور۔ کیونکہ معصوف لوگ اپنی مرضی سے اور معرور لوگ اپنے مطلب سے

لے ہیں۔

سیدہ امیر ہاشمی - کراچی

### عطر

کراچی سے حیدرآباد میں کے ذریعے سفر کے دوران علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے پروفیسر سید زاہد حسین نقوی صاحب کو ایک ایسی سیٹ ملی جہاں ایک نوجوان عورت سیدہ کنیر صاحبہ بیٹھی ہوئی تھیں جنہوں نے بہت مہربانی کی خواہش کی تھی۔

حیدرآباد پہنچنے سے دوپہر پہلے پروفیسر سید زاہد حسین نقوی صاحب نے اس بیٹھی بیٹھی خوش صحبت نوجوان خاتون کی طرف دیکھا اور دیکھتے ہوئے کہا:

"آپ کون سا سیٹ (عطر) استعمال کرتی ہیں؟ میں اس کی بیٹی سیدہ عمیرہ فاطمہ کے لیے خریدنا چاہتا ہوں۔"

میں ایک سیٹ پر کی وہ خوب صورت نوجوان عورت اپنا ٹیک لے ہوئے اٹھتے ہوئے بولی۔  
"اگر تم سیٹ خریدو گے تو یہ شخص تمہاری بیوی کے لیے سوال کرے گا۔"

پروفیسر زاہد صاحبہ گفتگو - کراچی

### وجوہ زن سے ہے.....!

☆ عورت اور دہر میں کوئی فرق نہیں ہوتا، دونوں کی خوشامد کرتے رہا اور مطلب اٹھاتے رہو۔  
☆ عورت! اپنے مرد کے لیے مامور جب کہ دوسروں کے لیے عورت ہوتی ہے۔  
☆ چاہے کچھ پاؤ اور عورت کا سر دونوں ہی گھومتے رہتے ہیں۔

☆ عورت وہ مشین مکن ہے جس سے ہر وقت شک و شبہات کی گولیاں برقی رہتی ہیں۔  
☆ عورت اگر غصے میں ہو تو اس کے غضب اور

اگر خوش ہو تو اس کی قربانی سے بچے۔

☆ استادان اور عورت پر یقین کرنا عقل سے بری القصد ہونے کی واضح دلیل ہے۔  
☆ عورت، بیماری اور دشمن سے لاپرواہی کرنے والا بیشک نقصان میں رہتا ہے۔  
☆ بھلی، ایس، ایسی، ارکشا اور عورت میں سب سے تیز عورت کا ہی چلنا ہے۔  
☆ عورت کرے گی وہ بیل ہے جس سے مرد ہمیشہ خرید سے توڑنے کی ناکام کوشش کرتا رہا ہے۔  
☆ استادان کا بیان اور عورت کا ایمان بدلتے رہتے ہیں۔  
☆ عورت کو بے کاوہ زیادہ ہے جس پر سونے کا تلخ چھانوتا ہے۔  
☆ ہر مرد شا کا قول ہے کہ انسان ہر کاری دار سے بچ سکتا ہے لیکن عورت کی مکاری سے لے لڑتی ہے۔  
☆ بلیز عورتوں کو برا نہ کہیں، آخر عجب بھی تو عورت ہی ہوتی ہے نا.....!!  
☆ ایس امتیاز احمد - کراچی

### دنیا

یہاں اگر انسان اپنا دکھ چھپاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ حس ہے اور اپنا دکھ ظاہر کرتا ہے تو لوگ تھوڑی سی ہیک اس کی جھولی میں ڈالنے کے لئے آگے آ جاتے ہیں۔

اگر بالکل خاموش رہے تو کہتے ہیں کہ یہ معرور ہے۔ اگر ہنسنے مسکراتے زندگی گزارے تو لوگ پاگل کہتے ہیں۔ اس سے تو پاگل اچھے ہیں جو اپنی مرضی سے ہنس بھی لیتے ہیں اور دھکی لیتے ہیں۔

فرزانیہ شوکت - کراچی

☆ ☆ ☆

# فرانچیز کتنا

میدانی ہے

ہر طرف ہے خود میدانی ہے  
سدا ہے سدانی ہے کہ میدانی ہے  
بکھڑوں کی سزا جھپٹے ہیں ہر تہوار  
میدانوں سے ہوں ہر دم تیرے ہمیں کہیں میدانی ہے  
تہاں اب بھی بکھڑے ہیں تیرے آجانے کے اور  
چاندراق پر چمک کر کہتا ہے کہ میدانی ہے  
زندگی سے پیارے بھی ہو جاتے ہیں انہیں  
شیاس جہیزوں کے گرہیں یہ کسی میدانی ہے  
اسیدوں کے چراغ، دل کا دیا کھنسا رہا ہے  
واحد سونگ کہہ رہا ہے کہ میدانی ہے

سعدیہ جاوید

پگلی پگلی

وہ لڑکی پگلی پگلی  
کچھ بھٹی کی دوائی سی  
کسی کی یاد میں کھولی سی  
یوں جانی سی انجانی سی  
پٹنے پٹنے تم ہو جاتے  
جاتے یوں تم ہو جاتے  
پٹنے پٹنے رک جاتی ہے  
پٹنے پٹنے کھو جاتی ہے  
جاتے یوں پگلی پگلی سی  
کتنی ہے بھڑائی سی  
سب کے ساتھ دور رہتی ہے

پھر بھی تھکتی ہے

زندگی کی راہوں میں  
کس کو صوفی رقی ہے  
پچھے مڑے کچھے جاتے  
کسی کی راہ کو بھی جاتے  
جاتے کیا ہے دل میں اس کے  
جاتے کیا ہے سن میں اس کے  
اپنی بھینس آئے  
وہ لڑکی پگلی پگلی سی  
کچھ بھٹی کی دوائی سی

کچھ دل کی بات

جو تیرے آج ہو چکی ہے  
میری بے سبب اداسی لی ہے  
ٹھٹھے کی تم سے کہنا ہے  
یہ تم کو بتانا ہے  
میرا بھی دل کرتا ہے جاننا  
میری محبت کے جواب  
تم بھی محبت سے ادا کرنا  
جو جہان کی گزریاں  
میرے تمہارے مانجیں گزریں  
قریبوں کے لحاظ کو  
یاد کرتے گزریں  
تجانیوں میں چاہتوں کے  
لحاظ کو یاد کرتے تائیں

تم بھی اپنی سوچ میں اکثر ڈھکتے  
میری یادوں کے پہل سنبھال رکھتے  
میری خواہش تھی کہ  
تمہاری آنکھوں کی جگہیں پہ  
لےتے تمہارے دل کے خوابوں پہ  
میرا ہی بھیرا ہوتا

میری ہی ادا و شہادت ہوتی

انہی خوابوں کی تیرے کمر

میرے ستارے منسوب کر 12

مریم جاوید

وہ..... ایسا بچپن

وہ جاوید، وہ میرا سات، وہ رگم، وہ بادل  
تھے بچپن کے ہر سو چلنے حصار  
وہ حصار، برسات، ٹھہری وہ کوئل  
قرنم سے اپنے بھجائے تھے جو دل  
کہاں سے تھک لاکوں وہ ایام بچپن  
تھے خالق کے در سے وہ انعام بچپن  
پٹنے، وہ دریا میں ڈو خیالی  
میاں بھی وہاں بھی جو محفل جمالی  
جو دھجی کھلی تو تھمت سے متالی  
نہ تھے ان دنوں کی طرح ہم سوالی  
کہاں سے میں لاکوں وہ ایام بچپن  
تھے خالق کے در سے وہ انعام بچپن  
بھی کھیتوں میں اور میں میں جو دوڑے  
وہ اردو، میری، کچے آدم توڑے  
وہ مالی کے ٹل سے جوڑے ہم نے موڑے  
ہے ہم جو اپنے خیالوں میں گھوڑے  
کہاں سے میں لاکوں وہ ایام بچپن  
تھے خالق کے در سے وہ انعام بچپن  
عمران قاضی

میری زندگی

میری زندگی تیری جی

میرے ہمسفر ہے  
سہ سفر، تھے کیا سفر  
تو ہے ہر ایک میرے پاس پاس  
تیرے یقین میں ہے  
میری خوشی، تیری باتیں ہیں  
لفظ لفظ غرضنا

تیری آنکھیں ہیں میری روشنی

میرے ہم سفر میرا ساتھ دینی

میری ذات کو تو خوشی سمیٹ میں

ہے ایک سہلی میری اپنی

میری کھلی کھلی کو سنواریں

میری تجا میں کو اس

آباد میری زبیرت کو اس

کھما دینی

افسانہ آداب کاوش

غزل

خواب پاؤں کے کہوں سے کہنا ہے شب بھر  
یاد میں ان کی ہم کر دیکھیں ہلے رہے شب بھر  
رات بیکٹی رہی غم آنکھوں کی طرح  
ہم آنسوؤں سے بھوکرتے رہے شب بھر  
چاند بیکٹا رہا ملاؤں کی رات میں  
ہم ان کے ہر میں غزل کہتے رہے شب بھر  
تو سے درود میں ایک طوفان سا تھا شاید  
ہم جام سے جام نکالتے رہے شب بھر  
یوں چمک لگاتے میں لھر لگا اس کو  
اور ہم گال سہلاتے رہے شب بھر  
ہاں رہی ہو گی کوئی بھوری اس کو  
اتنا کہہ کے دل کو بھلاتے رہے شب بھر  
آج بھر عامر دل نے یاد کیا اس کو  
آج بھر چپے رہے شب بھر

مارعوز

# سنہری

”مقباری آئی جانے کا“ آپ نے اپنی جلدی ناول کا اختتام کر دیا؟ ٹھوڑی سی روٹی۔ دو کیا ہے! آپ کی تحریروں کو پڑھنا اچھا لگتا ہے، وہیں مقباری ”عشق“ کی طرح اس خوب صورت سے ناول کا اختتام بھی خوب صورت سا تھا۔ وہیں ڈان کی۔ اس بار کے افسانے ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔ سب ہی نے بہت بہت اچھا لکھا۔ جہاں جویریہ باؤ، عائشہ ذوالفقار اور کائنات غزلی نے غلبہ موزوں چنا تو دوسری جانب قرح ناز سنی اور فریدہ فرید نے کمال دکھایا۔ سو آل ٹو آل سب پر فیکٹ اور بیٹ تھا۔ مصباحی آپ کی مسکان کیوں عاصی ہے؟ اچھا چلو اب جلدی سے آپ بھی منگواؤ کیونکہ آپ کا ناول زبردست اور ٹاپ آف دی لسٹ رہا۔ مسکان کیونکہ تیار باطل آپ کی طرح۔ مستقل سلطان کو دورین ملک نے بہت خوب صورتی سے چھایا۔ ردا کی شہزادیوں کی کی محسوس تو ہوئی۔ سو پلیر ٹورین آئی میری Request پر بھی دراز غور کر لیجئے۔ اپنا عمل سا حارث ضرور لکھیے۔ مستقل سلطان، میرے اشعار، دو دھنوں کے بیچ نظام اور شاعری اور سندیے میں مجھے جگہ خانت کرنے کے لیے آئی اور آپ کا بہت بہت شکر ہے۔ یائین آفریدی آپ نے میرے افسانے کو لکھا بہت بہت شکر ہے۔ دو افسانے آداب آپ اچھا لکھتی ہیں حریف کے کاغذ، بھی آپ کی کاغذ کو سونے کا پیچا ہے ساتھ میں امیروں دعا میں آپ کے لیے۔

## افشاں علی

رداؤ! انجسٹ کے تمام کاروبار میں اور راکٹر جاری رہ رہو! زواری آئی اور میری ٹورین آئی کو افشاں علی سے محبت کا شکر بھی برا سلام قبول ہو۔ امید رہے کہ سب بھر وفاقیت سے ہوں گے اور رمضان مبارک کی پڑھو سعادوں سے بھی لطف اندوز ہو گئے ہوں گے۔ جولائی کا رمضان غیر عید جیسے ہی باہر میں آیا اور ہر وقت پر نظر پڑی ہائے اللہ اول خوشی سے مجھم انعام علیہ کے پہلے ہی کو عید ہو گئی۔ سرحدی بھنا خوب صورت تھا شہزادہ امید سے بڑھ کر لکھا۔ جاری ساتھ اپنا آپ نے اپنی چاہتوں کے رنگوں سے اور دیگر راکٹر نے اپنی محنت کے رنگ جولائی کے شمارے میں چار کے بجائے آٹھ چاند لگا دیے۔ ایک ایک صفحہ آپ کی چاہت اور طلسم کا کواہ ہے۔ واقعی اس بار کے گلدستے ردا کو آپ نے بہت خوب صورتی سے ہمارے لیے چھایا جس کا ہر پھول (افسانہ، ناول)، ہر رنگی (مستقل سلطان) خوشنما، خوشبودار اور خوش رنگ اپنی مثال آپ تھے۔ بے شک اس ماہ کے شمارے کے گلدستے کی خوشبو ہمارے اندر گرو چار ہو سکتی اور میں سرور کرتی۔

”گوشہ آگاہی“ کے الفاظ جیسی کی طرح خوب صورت سے لگے۔ یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ایک اور گلدستہ ہمارا حاضر ہے۔ یعنی اگست کا سنگھار عید میر۔ ”رہائے جنت“ میں رڈے کے تفصیل، خواہد و فطرت جان کر دلی اطمینان ہو۔ سہاس گل

اکل کوئی ہے جہاں  
شیرم کرتی ہے جہاں  
پہلوں ملنے ہیں جہاں  
خوشبو مکی ہے جہاں  
تھلیاں رنگ بھری ہیں جہاں  
چاند تارے چمکے ہیں جہاں  
زندگی جاتی ہے جہاں  
باد صبا چلتی ہے جہاں  
موسمیں شور مچاتی ہیں جہاں  
احساس داغ و غم ملتا ہے جہاں  
امید کی کرن پھوٹی ہے جہاں  
خوشیاں گیت گاتی ہیں جہاں  
محبت چاروں پہلی ہے جہاں  
رہ کاغذ کرم ہے جہاں  
عمر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے جہاں  
اس کی میں ہم سب بیٹے ہیں  
”پاکستان“ اس کو کہتے ہیں

دانیال آفرین

## غزل

چاہتوں کی مار بیٹھی جاری ہے  
حلم کی دیوار بیٹھی جاری ہے  
چار دیں کی زندگی بھی اب کہاں  
وقت کی رفتار بیٹھی جاری ہے  
چاہتا ہیں عاشقوں کی محبتیں  
حسن کی جھلک بیٹھی جاری ہے  
خاموشی نے بھی لافنت دلی مجھے  
اور اب عمار بیٹھی جاری ہے  
اب غدا کا فیصلہ بھی آئے گا  
علم کی نگار بیٹھی جاری ہے

سید بشر شاہ

غزل  
”سب بھی تھکے ہیں گزاری نہیں جاتی  
دل سے یہ ردا دکھ کی اتاری نہیں جاتی  
ہے شجر چراغ میں گرداب اب بہت سے  
ہے خیالوں کی کشتی اب تو اتاری نہیں جاتی  
اس پڑخار دانی سے گزرتا ہے  
دیکھ رہا اللہ میں اب کوئی ساری نہیں جاتی  
پیدشت گل ہے میرے دوست اس سے  
دھندلی کی تیری یاد بھرے سنواری نہیں جاتی  
کوئی کہہ رہے چاہیے اس بت پر جاتی ہے  
یہ زندگی اب تو عمار گزاری نہیں جاتی“  
محمد اسلم چلاہ

## غزل

بکڑے جو کام بھی ہمارے ہیں  
اس کے فم نے بھی ستوارے ہیں  
ہم سے مل کر ہوئی خوشی اس کو  
ہم جو اس کی غم کے مارے ہیں  
اس نے برسوں کے بعد پوچھا ہے  
کیسے دن بھر کے گزارے ہیں  
شعر بھی تو جگر سے نکلے ہیں  
جیسے بھی ہیں، میں تو پیارے ہیں  
کوئی بھی رات کا گھن سا بھی  
دن نکلے ہی سب ہمارے ہیں  
ڈوبتے چارے ہیں ہم اتیار  
دوست مارے گھرے کنارے ہیں  
اسی امتیاز اور

دنیا کی بستی میں

دنیا کی اک بستی میں  
اک بستی ایسی بستی ہے  
پاؤں پر کئی ہے جہاں  
بادل کرچے ہیں جہاں



اب بات ہو جائے عید مروے کی تو اس کے لیے بھی سالانی میں آپ کی سچائی مشکور ہو۔  
 اپنا دم یاد کر چکی تھی ہوئی میں آپ کی بہت مشکور ہوں۔ آپ نے میرے نام کو ایک بچپان دی اور اپنے ردا کے آٹلی میں بکری کی بہت اچھا کے حوالے سے آپ کی روشنی جان کے بہت اچھا لگا۔ وہیں روشنی، بیاری کی شازہ، مصطفیٰ عمران، زارا صدف، قرعہ عمارہ، شاہد، عرین، سہاس، مکی، قرعہ ناز، ریش، جویریہ یا تو بھلان ملی اور مصباح مسکان سب اپنے اپنے اور جانے پہچانے نام جن کے عید کے حوالے سے روز و شب جان کر یوں لگا کو عید کے تین دن ہم نے ان سب کے رنگ گزاردے تھے (۱۱۱۱۱) مکی یا زارا آیا اور بہت اچھا لگا کر بیا اقبال نے عید کے حوالے سے مکی کو خوب حلیا تو شبیلا مشتاقی نے بھی عید کے حوالے سے میک آپ کے ڈارے میں ہمہ پیش وے کر خوب ستورا آل و آل اس ماہ کا شہرہ زیروست، رفیقہ اور بیٹ تھا۔ جانے سے پہلے ایک بات اگست میں ردا کی سالگرہ ہے تو میری دعا ہے ردا کو بھی دن و رات چوٹی جرتی کرے۔ سالانہ آپ و تمام اسٹاف کی صحت کا شکر رکھ لائے اور آپ سب ہمیشہ یومی شاد و آباد رہیں، آمین۔ وہیں دوسری جانب ہمارے پیارے پاکستان کی بھی سالگرہ ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پیارے پاکستان کو اپنے حفظ و امان میں رکھ سکے اور اس کے تمام غریبوں کو امن و سکون کا گھارا بنا دے، آمین۔ اساتذہ کرام 24 اگست کو آپ کی شادی کی سالگرہ ہے آپ کو بہت بہت مبارک اور آپ کی ازاد دینی زندگی کی راہیں ہمیشہ پھولوں کی تاج بنتی رہیں، آمین۔ اگست کے بعد ماہ محرم ہے جو کہ میرا سالگرہ کا ماہ بھی ہے۔ پر وہ اس حوالے سے بھی خاص ہے کہ لاسٹ ایئر آئی ماہ میں قرنت نامہ پڑھائی سی سالانہ آپ اور Cute کی نورین ملک سے ملنے کی جو کہ

میں بھی بھول ہی جس سنی اور سالانہ آپ کی بلیز آپ کو شہرہ چٹم کا سلسلہ ہے اسٹارٹ کر لیں آپ کے لئے ہوئے جواب آپ کے تم سے لگا لگا آپ کے بڑھ کر بہت اچھا ہے۔  
 روشنی فیصل کے Cute سے بیٹے عید، شازہ، مصطفیٰ عمران کی بیاری بڑی ایمان، قرعہ عید کے پیارے پیارے بچاں، سہاس، انیا ان سب نے مجھے بچوں کو میرا ڈیڑھ سا پیار اور ان کی مہربانی کو میرا سلام بجز مراد دعائیں سے افسانہ ہی کہا جازت۔  
**ہفتیہ آخرین**  
 بیاری کی سالانہ، نورین ملک اور ردا کے تمام راتگز و قارئین کو میرا پیار بھرا سلام۔ آپ کی رمضان عید خیر کے کیا کہنے۔ سب کی گھبراہٹوں نے بہت خوب لکھا افسانے، وارث سب بہت شاعرانہ تھے مجھے عید مروے بہت زیادہ پسند آیا بہت مزے مزے کی باتیں دیتے کوئٹہ، سالانہ آپ، اگلی عید پر میں بھی آ رہی ہوں آپ کے مگر ملیم کھائے (۱۱۱)۔ افغان ملی اٹھنے آپ کا اعزاز بھی بہت پسند ہے چاہے آپ کا افسانہ، شاعری، یا پھر سنیہ آپ کے لکھا ستر ٹرن ہوئے تھے۔ اللہ کے ذریعہ اور زیادہ آمین۔ عید مروے میں سالانہ آپ، سہاس، انیا اور افغان ملی آپ کے بارے میں بڑھ کر اچھا لگا۔  
 مہندی ڈیزائنز عید کے حوالے سے تمام ریسپونڈ اور اشعار بہت اچھے تھے۔ عید مروے میں شکر دہونے پر بہت کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ عید پر زندگی نے وفا کی تو ضرور دینی ہوئے کی کوئی کمر لگی۔  
 اب بات چکر ہوا اگست کی۔ اگست کا عید ہم سب کے لیے بہت خاص ہے۔ اللہ کی طرف سے ہمیں عید کا تحفہ ہے اور جس کی آزادی کا بھی موقع اور ہم سب کے عید پیارے دعا کی بھی سالگرہ ہے۔ اسی ساری خوشیاں ماشاء اللہ ایک ساتھ۔ تمام قارئین، راتگز، سالانہ آپ اور نورین ملک سب کو میری جانب سے

جشن آزادی اور ردا کی سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ میرے دل عزیز میں امن قائم کرے اور ہمیشہ قائم و دائم رکھے، آمین۔ ردا دن و رات چوٹی تڑپ کرے اور اسی طرح ہماری زندگیوں میں قوس و قزح کے رنگ بکھیرے۔  
 آفریں ردا کے لیے اس شعر کے ساتھ جازت۔  
 تمہاری سالگرہ کے دن یہ دعا ہے ہماری  
 بیٹے ہیں چاہتے تھے آئی ہو عمر تمہاری  
**سبا سحر**  
 السلام علیکم میری طرف سے آپ و قارئین و راتگز کو بہت سی دعائیں و سلام۔ آپ کی جلالی کا رمضان میں سحر سے بھی سوچتا۔ سب سے پہلے تو اگلا شکر ادا کرتا ہوں کہ ردا کی سالگرہ مبارک ہو۔  
 سورتی قرعہ اور رمضان عید خیر سے ہم ایک تھا۔  
 ”رہا ہے جنت“ میں رمضان سے متعلق معلومات ملیں جو بہت اچھی تھیں۔ وہیں رمضان اور عید کی مبارکباد دیتا آپ کا ”کوشہ“ بھی، بھی عید عادل میں آکر گیا۔ عید خیر کے حوالے سے ناول ”مادی“ بھی اور ”ج“ فتح مصباح مسکان نے پہلے ہی سے آخری ہیج تک محرم میں چکرے رکھا اور جو چیزوں کے بارے میں مادی کی حدی کے خیالات اور ستر کا کاپی کی بھی دو سو رہے۔ بے ساختہ یوں پر مسکراتی آئی۔ وہیں ان مصباح آپ کی پہلی تحریر بھی سو پر اور سیکھنے کی لاجاب اللہ کے ذریعہ اور زیادہ۔ وارث میں دونوں اچھے تھے۔ خاص کر امیر آئن کا وارث زیادہ مزے دار تھا اور افسانوں میں سب نے اچھا لکھا۔ مجھے عید کے حوالے سے اشعار اور ردا کی وارثی بہت اچھی تھی۔ وہیں ردا کے بچن میں رمضان اور عید کے حوالے سے ڈیروں ریسپونڈ نے رمضان عید جاری میں پھر مراد ددی۔ اب بات کرنی ہوں عید مروے کی تو اس بار کے تمام راتگز و قارئین کا عید مروے بہت اچھا تھا جس کے بارے میں جان کر

ان کی عید کی تیاریاں دیکھ کر لگ رہا تھا سب بالمشافہ حالات ہو میرے لیے۔ سب کو میری جانب سے بہت بہت مبارکباد اور دعائیں و دعاؤں آئی ردا نے اس بار کی عید خیر کے حوالے سے سب کو بھرا کر دیا اور ان خوب صورت عید خیر میں کرنے پر آپ کو ایک بار پھر بہت بہت مبارکباد خوش رہیں اور ہمارا ردا ہی ترقی کرتا اور سب کا پیار سیتا رہے، آمین۔  
**سبا سحر**  
 بیاری آپ کی ادب اسٹند ہے کی خوب صورت متعل میں دعاؤں کی سواقت ہے بھی حاضر ہیں۔ ناخلف گزرا ابھی کی رہی تھی۔ جولائی کے رمضان عید خیر پر ردا ڈائجسٹ کی جتنی تحریف کی جائے کم ہے۔ اس کے سارے سلسلے کی مجھے بہت پسند ہیں۔ پھر وہ سلسلے دار پڑھوں یا ناول و افسانے سب ہی لاجواب ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے بات کروں کی سروے کی۔ اس بار تو قارئین و راتگز سب چھا گئے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ تصاویر بھی ہوش تو حرا آجائے، خیر کوئی کچھ نہیں پھر بھی ٹاٹ بیڈ پلا۔ کیا تو خوب بات ہو جانے سہاس آپ کی دل کی۔ جتنا اب صورت کا زار تا خوب صورت اقامت، واد، عید اچھا لگا۔ رانی اور اشتیام کا ملنا وہیں قرعہ آپ کی ناول میں ڈیمل، ڈالے کی نزدیکیاں اچھی لگی رہی ہیں وہیں آفرینی والا معاملہ بہت اچھا ہوا ہے۔ آپ اس کا مادی اور این کریم ٹاٹ۔ عید خیر کے حوالے سے سب سے اچھی تحریر ”مادی، حدی اور عید“ مجھے بہت اچھی کی اور افسانوں میں ”کوہا نہ کی برف“ دل کو چھوئی۔ محبت کی بھی خرابی ہے کہ ہمیشہ اس کو جیتی ہے۔ متعلق سلسلوں میں بھی سلسلے عید اور رمضان کے حوالے سے دلچسپ اور دل پسند رہے۔ پھر وہ سب ہوا اشعار ہوں یا ردا کی ڈائری، بھی بہت اچھے تھے۔

السلام بنیمک آئی اسب سے پہلے تمام پڑتے گئے والوں کو میری دھیروں مبارک بادیں اور احسان شاعر عید تبرج میں کرنے پر آپ اور آپ کی تمام فیم کو بہت مبارک باد۔ سنے دار تاثری اشعار بھی ابھی تھیں، خاص کر ”سحر سے بیار کی خوشبو“ زبردست جا رہا ہے اور ”بند قباٹھنے کی جاناں بھی“ بہت تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور عید کے حوالے سے ”حادی، حدی اور عید“ ایک خوب صورت اور بے حرج اور تحریر بھی پڑھ کر بہت لطف آیا۔ مصباح آئیں اور چھا لیں۔ ٹاؤٹ میں دو دنوں ٹاؤٹ اچھے رہے اور انسانوں میں ”گوشتا کی برف“ ”دو میرے خوابوں کی رانی“ اور ”عید وصال“ وغیرہ بہت اچھے تھے اور مستقل سلطانوں کی اشعار، روا کی دلاوری، بکین، سنگھار اور مہندی کے دلچسپ بیان بھی بہت اچھے تھے۔ آئی بہت ہی شاعر عید تبرج تھا اور ہمیشہ کی طرح روانے اپنا معیار برقرار رکھا۔ ہر تحریر عید کے حوالے سے اور ہر سلسلہ عید کے حوالے سے آئی زبردست۔ میری دعا ہے کہ روا اپنی ترقی کرتا رہے اور ہمیں اپنی خوشبو سے ممکن رہے۔ آمین۔

### منہلک نواز

آداب آئی اہم ایک بار سندرہ کے خوب صورت کھیل میں اپنی خوب صورت سی ذات لئے بہت ہی دعاؤں کے ساتھ حاضر ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ آپ ہمارا سندرہ ضرور شاد کر دیں گی۔ آئی اہم بارگاہ عید کے حوالے سے خوب صورت اور دلکش تھا۔ دو دنوں ملازمہ پڑھنے پر اور ہاتھوں پر مہندی جاسے بہت بیاد کی گئی تھی۔ آئی عید تبرج میں شامل تمام ملازمہ نے بہت اچھا کھرا کر عید سروس میں سب کے کھر کی عید تیار کی اور سواں کھا کر بہت حرا آقا اور عید کے حوالے سے ہر کھر کی روشنی

اور پلاگا پڑھ کر ہوں لگا کر ہم بھی اسی ماحول کا حصہ بن گئے ہیں۔ انٹناں ملی آپ کا سندرہ ہو یا انٹناں یا کھر میرے سروسے بھی میں آپ کمال کرتی ہیں۔ اسنے خوب صورت انٹناں کے موٹی ہوئے ہیں کدیل سے آپ کے لئے دلو اور بہت دعا میں لگتی ہیں۔ وہیں ساس گل آئی کے کدال کا خوب صورت احتمام بہت اچھا لگا۔ ساس گل آئی آپ کو بہت کی رانگہا کھائے تو غلط نہ ہوگا۔ ہر بار ساس کے ساتھ خوب صورت سا احتمام دل کو خوشی سے مگر جاتا ہے۔ خدا آپ کو بہت سی خوشیاں اور سکون ہماری لائف عطا کرے آمین۔ باقی رانگہا کر کے لے بھی میری دعا ہے۔

### شازیہ خان

السلام بنیمک آئی اچھے آپ نے عید تبرج میں شامل ہونے کی دعوت دی تھی۔ بے حد شکر ہے آئی کہ آپ نے مجھے یاد رکھا۔ میں آپ کو فون پر بتا چکی ہوں میں بتائی اس قدر بھی کہ اگر فرار کیت میں وضو کر لے آئی۔ آپ یقین جانیں چاروں کے ساتھ سنے و میرے سروسے رانگہا کو دیکھ کر محبت کے ساتھ خوشی ہوئی۔ خاص طور پر شازیہ بھی محبت بہت سلام کیے گا میں کسی دن آئیں گا پھر کالوں کی۔ 3 بچوں کے ساتھ۔ اب لکھ لکھا بہت مشکل ہوتا ہے۔ عرشہ مسودہ تیار کیا گیا تھا۔ سب یاد آتی ہیں انھیں آپ لکھا کہ دیکھئے سروسے میں کبھی وقت تیزی سے گزرتا رہا ہے عید یادوں کا سلسلہ بھی رانگہاں سوچئے سب پرانی دلائی رانگہا پڑا دیں اور ان کی سب تیار ہوگی۔

### نور بانو

آئی آپ کو بہت بہت مبارک دھیروں خوشیاں مبارک ہوں۔ اس بار روا ڈاؤنٹ نے واقعی ہماری عید تو عید سے پہلے کر دی۔ سب کے سروسے پڑھ کر بہت مادی سلطومات حاصل ہوئیں۔

سب سے پہلے آپ کا عید سروسے پڑھ کر بہت کچھ کھینکے کا موصوفہ اور ہوں کہ آپ کھر دی ہیں۔ دیکھو مجھے تو دیر بہت لگا۔ جو کوئی۔ چیف ایڈیٹر ہونے کے ساتھ ساتھ آپ اپنے کھر کی فیس داریوں کو اپنے اچھے طرح سے پورا کرتی ہیں آئی میری دوست نرسین صاحبی آپ کو پڑھ کر سندرہ لکھ رہی ہے آپ اسے ضرور شاد کیا کیجئے۔ وہ آپ کی بہت بڑی محنت ہے۔ ”بکین کال“ سے لے کر ”دو جگہ جاں سے قریب“ تھے کہ اس نے صرف پڑھا بلکہ اس کا کہنا ہے کہ اس نے آپ کے ہاتھ سے بہت کچھ سیکھا ہے اور مجھ سے کہا کہ میری سلام کو دے دی تو آئی انا شاعر عید تبرج لکھنے پر آپ اور روا اشاف و تمام رانگہا کو بہت مبارک باد۔

### مہرین کنول

پڑھلوں اور فیکٹ سائو آئی ایڈر روا اشاف و کار میں السلام بنیمک اور عید مبارک۔ اشاف پاک کی ذات سے امید ہے کہ آپ سب شہریت سے ہوں گے۔ مہلی باراس بیاد کی کھیل میں شریک ہو رہی ہوں۔ امید ہے آپ سب لوگ خوش آمدید کہیں گے اور شکر ہے آئی ”طلی ابقدر“ شائع کرنے کا لکھا ہوں کی صف میں اپنا نام دیکھ کر میں خوشی سے اچھل پڑی تھی اور میرے اے ابو کی خوشی دیدی تھی۔ اب آئی ہوں روا رمضان عید تبرج کی طرف۔ ”گوشتا کبھی“ میں سچائی و تقویٰ کا بیٹا نام ملا اور ساتھ ہی اپنے وطن عزیز کو اس ماہ رمضان میں دعاؤں میں یاد رکھا۔ ”دوائے جنت“ میں روزہ کی اجرو آپ فضیلت کا علم حاصل ہوا۔ ”میرے سروسے“ پڑھ کر رمضان و عید کی سیر کی جو تمام رانگہا نے کر لی۔ سنے دار، ناول، مکمل ناول، ٹاؤٹ و افسانے سب بھرن تھے۔ سب کی رانگہا نے بہت اچھا لکھا۔ مستقل سنے دار خوشبو اس ماہ

میں اور بیٹا مجھے بہت اچھے گئے ہیں۔ رمضان عید تبرج میں دیکھنے کے مہندی کے دلچسپ ان بہت خوبصورت تھے۔ میری دعا ہے کہ روا اسی طرح کامیابی کا حرا می کو سنے سے لگائے آگے بڑھتا رہے آمین۔

میرا نواز افروز (شکر)، دیپا علی (کراچی)، شہر بانو (کوئٹہ)، نور بانو (کوئٹہ)، سمیرا اعجاز (کوہ پیک سنگ)، فیروز مہر بانو، شہر بانو (پشاور)، خالدہ اکرام (اقی جیل، مہوش اسلام، طاہر گل (لاہور)، بلخی حسن، گفت افکار، رقیہ حبیب، حبیب عارف، تانیہ شریشل (بہاولپور)، مکمل بانو، حسی خالدہ، نرسین حبیب، علیر ملک، تاج حبیب، نرسین خالدہ، حم، ناصرہ حبیب (حویلیاں)، تابندہ (ہری پور پڑاؤ)، سعیدہ ظفر، فوزیہ حسن، جیریہ (راولپنڈی)۔

جول طاہر ملک کا مکمل نہیں لکھا آپ سب کا بے حد شکر ہے کہ آپ نے روا کا رمضان عید تبرج بارگاہی آراء اس بات پر لکھی کہ آپ کو عید تبرج رمضان میں ہی مل گیا۔

رونی اسد شا کو سے، شیانہ آصف لندن سے، سمیرا امجد، امریکہ سے آن لائن ان لوگوں نے اپنی آراء سے اور پندرہ کی سے نوازا۔

ہم تمام معذرت اور قارئین سے معذرت خواہ ہیں جو رمضان اور صغلت کی کی کے باعث دیر سے سنے والے سندرہ میں اس بار شامل اشاعت نہیں ہیں۔ سندرہ ہمیشہ جلدی لکھا کریں۔ جو میں 10 سے 15 تاریخ کے دوران میں لکھا کریں۔ ویسے بھی یہ عید تبرج سے اور اسے ہم وقت سے بہت پہلے لانے کی چوٹی کو بخش کر رہے ہیں۔ امید ہے آپ لوگ آئندہ تعاون کریں گے۔

آئی

# فرشتوں کی بیعتیں

دوستوں کے نام پیغام

صالح آبادی آپ کو پورے اساتذہ کو میری طرف سے عید مبارک، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے آپ کی ہر عید خوشیوں سے بھری ہوئے آئیں۔ اپنی میری فرخندہ رسم و رواج، عائشہ، شہینہ، رانی، خدیجہ، شہارہ، رحیمہ، و سہ۔ یہاں تا نیلہ یا یمن، مہاراجہ، شہزادہ کو میری طرف سے عید مبارک پلا تو دل ہو اور انکی امی کی دشمن بنا کر اپنے دل کو اور سرسبز دھاتی کا دل جیت لو۔ اس فرخندہ تمام پڑھنے لوں کو میری طرف سے مبارک باد۔ آپ جلدی سے میری عید کی تیاریں کر لیں (۱۱/۱۱)۔

مکمل کراچی

تمام اسکول کو چنگ فریڈ کے نام

میری تمام اسکول کو چنگ فریڈ، ذکیہ، سادہ، شرمین، فاطمہ، نبیوش، نلیم، حراء، شہارہ، رحیمہ، و سہ۔ اور تمام کلاس فلوڈ کیلک میری پیچہ فریڈ کی ہے۔ ہر کسی سے اپنی طرح سلام دعا کرتی تھی۔ سب دوست بہت یاد آتی ہیں۔ چہاں ہوں خوش ہوں۔ کچھ سے رابطہ ہے کچھ کا بھی نہیں۔ سب بہت یاد آتی ہو۔

میری کوئی یاد کوئی بہت پرانی ہے  
دل کے دروازے پر ایسے دھک دیتی ہے  
شام کو جب تیرے لئے کچھ چاہیے پہل  
جیسے میں پردہ سے دیر سے دھندلیں کا زور  
جیسے دوسرے دوسرے ایک جہاں سے کوئی طول  
میری کوئی یاد، بہت پرانی یاد  
دل کے دروازے پر ایسے دھک دیتی ہے

دعا اور درویشان۔ کراچی

حاجہ رانی کے نام

تیری آنکھ بھی غم نہ ہو  
تیری زندگی میں کوئی غم نہ ہو  
تیری مسکراہٹ جو چین لے  
لکھن لکھی کوئی رسم نہ ہو  
تو دل میں ہے اس طرح  
تیرا خیال دل سے کم نہ ہو  
جیسے دنیا کے بچے بچا ہوا  
کوئی تجھ سے ایسا کرم نہ ہو  
تیرے گلاب چہرے کو جو آواز کرے  
کوئی ایسی فکر کرم نہ ہو (آئیں)

میری بہت بھاری دوست حاجہ رانی کی آواز کو  
ساگرہ ہے۔ میری طرف سے جہیں ساگرہ بہت بہت  
مبارک ہو۔

دانیہ فرخ کراچی

قریش اور ذوالحجۃ آپ کی بسم

قریش آپ کی اور ذوالحجۃ آپ کی آپ دونوں میری  
فہم رہے ہیں اور دعا میں شام آپ کے سلیطہ و دربار کی  
میں نے کوئی قسم کسی نہیں کی کہ ایک دن آئے  
نکاحی اقبال کو بار بار پڑھتی رہتی ہوں۔ میری جانب  
سے آپ کو میری دیر ساری مبارک باد اور دعاؤں کی  
سرسبز میری دعا ہے آپ کو بہت ہی کامیابیوں میں اور  
آپ دعاؤں میں ہیں۔ آپ کی چھٹی ہی تھیں۔

بارہ مغل۔ اسلام آباد

تمام روادار ہوتے لکھنے والوں کے نام

اسلام آباد تمام روادار فریڈ کو خطوں بھری دعا میں  
میں سب سے پہلے سالخیز کا ہے حد طرہ ہے ہوا کروں گی  
کہ دہا میں دہر باہاقتی بیاری بیاری اور انز کو شام کے  
ہمارا دل ہو گئی ہیں۔ پھر اپنی تمام اسٹارز کو بہت سلام  
اور دعا میں اور اسی طرح روادار ہوتے والے تمام قارئین  
کے لیے بھی ہے پھر دعا میں آپ سب لوگ دعا خوش  
آباد ہیں اور اللہ ہی جیسے مسکرائے رہیں آئیں۔

کول باب۔ فیصل آباد

سالخیز کے نام

۱۶ اگست کو آپ کی آپ کی مبارک ہے۔ دیکھیں ہم  
کو آپ کی آنکھ یاد ہے۔ ہاں۔ ہاڑی دعا ہے آپ  
سوا اسٹارز، بہت شکر دیتی کے ساتھ اللہ آپ کو کسی  
دعویٰ سلا کرے۔ کوئی دکھ کا نشانہ نہ بنے۔ یہی  
میں نے آشتی کی ہے۔ آپ کے قلم سے لکھے ہوئے  
فردوس کی طرح دل میں راز جاتے ہیں۔

نہیں چاہا کی کو حیر سے ہوا  
تم نے ہم کو بھی پار مار رکھا  
ماہی نازی۔ دہلی

دعوت منور کے نام

میں نے ناکی سے حیر سے لے لیا دعا  
تجھے بھی نہ کوئی دکھ لے  
تجھے زندگی کا ہر کھلے  
تیرا دل نہ ہو کسی خفا  
تو مسکراتی رہے دعا  
میں نے ناکی سے حیر سے لے لیا دعا  
رہیم تجھے ہر دم کرے اور دکھائے تجھ کو سیدہ راد  
تجھے سے کھر میں کسی سکون ہو  
اور دل جانے ہر جا  
دور زمان سے میرا خدا  
کرے گا تو دل میری دعا آئیں

دعوت ناز۔ کراچی

انفاس اعلیٰ کے نام

وزیر انفاس اعلیٰ آپ کی خبر ہو یا سندھ کے محفل میں  
دعاؤں اور گیتوں سے لبر نہ سندھ ہو کیوں کہ آپ دل جیتے  
کا فن خوب جانتی ہیں اور لفظوں کا چٹاؤ جس خوب معلوم  
کے کہانی ہیں خود خود آپ سے محبت اور وہی محبت ہوتی  
تھی سے خدا آپ کو بہت ہی کامیابی اور خوشیاں عطا فرمائے  
اور آپ کی دعا میں شکر کریں رہیں آئیں۔

نوشہ دہر۔ لاہور

فریڈ کے نام

سب کوسب سے پہلے سلام ایسی کوسب؟ شہلا  
ایزہ مارے تم دونوں کے پیچہ دم دونوں کی شکر کا پتہ  
دیتے ہیں۔ ماریہ تم آج کل اپنا دل خیال رکھا کر اور  
شہلا تم کب کا ہور سے کیا لکھتے پھر کا رہی ہو۔ گل  
تجھے تیار والا ہور میں کچھ زیادہ ہی دل لگ گیا ہے۔ میں  
تم دونوں کو بہت مس کر رہی ہوں۔ اس کی کو پڑھتے  
ہی مجھ سے رابطہ کر دو لو۔

طوبی مشر۔ لاہور

میری زندگی کے نام

مجھے جن سے محبت کے انکھار کے لیے کون سے  
لفظ ہوتے ہیں جو دلوں کو اپنا اثیر کرتے ہیں مجھے تو  
صرف آپ معلوم ہے کہ مجھے تو آپ حاصل زندگی لکھتے  
ہیں اور یہ خدا کا مجھ پر خاص کرم اور میرے والدین کا  
بہترین احباب ہے۔ میرے لیے کہ آپ میرے  
بھٹس میرے دل میں ہیں۔ آپ کے ختم دن کے حوالے  
سے دینے تو بہت کچھ میں نے بیان کیا ہوا ہے لیکن یہ  
بھی آپ کے لیے ایک سر براہز ہو گا کہ میں اپنے  
نوروت ردا کے ذریعے آپ کو آپ کے ختم دن پر  
مبارک باد دوں۔ آپ اور ارم میری زندگی کا سرمایہ  
اور میری زندگی ہیں۔ خدا آپ کو بہت ہی کامیابیاں  
اور بے ہزاروں ختم دن عطا کرے آئیں۔

عابدہ رحمان۔ اسلام آباد

☆☆☆

## ہندو کی پک

مید کی آدھ کے ساتھ ہی خوش رنگ کھانوں کا اہتمام تو ضروری ہو جاتا ہے اس سلسلے میں ہم نے اس بار دوا کا جین ترمیم دیا ہے۔

### سندھی بریانی

اجزاء۔	
گوشت	1 کلو
چاول	1 کلو
بیاز	2 عدد
لال مرچ	1 کھانے کا چمچ
نمک	حسب ذائقہ
دہی	1 کپ
دھنیا	2 چائے کے وچے
جنرلیات	2 عدد
بڑی الائچی	6 عدد
سرکہ	1 کھانے کا چمچ
اٹے ہوئے آلو	2 عدد
بڑی مرچ	4,5 عدد
دروے کا رنگ	حسب ضرورت
دودھ	آدھا کپ
تھی یا تیل	1 کپ
لٹاو	2,3 عدد
آلو پتلا	8,10 عدد

ایک دھنکی میں تیل گرم کریں یہ دھنری تیل کے

بعد آدھی کھال میں باقی بیاز کے ساتھ گوشت اور تمام مصالحے جا کر تھوڑی دیر بھرنے پھر دوا گاس پانی ڈال کر گوشت بھنکے پکا کر گوشت گل جائے تو دیر لٹاؤ اور آلو پتلا ڈال کر بھون میں آدھ ڈال کر دم پر رکھیں ایک انگ دھنکی میں چاول ڈال میں اس کے ساتھ تھوڑا سا ثابت گرم مصالحہ سرکہ اور نمک بھی شامل کریں ایک تھی چھوڑ کر چاول اتار لیں چاولوں کا پانی کھال کر ایک پیسہ دھنکی میں پیکلے تھ چاول کی پھر دھری تھ گوشت کی لکھ پیسہ پرا مصالحہ تھ لیں تھ لکھنے کے لئے دوبارہ پکی لٹاؤ ہر تھ دوسرے کارنگ ڈال کر 5 منٹ تھوڑے آج پر رکھیں پھر 10 منٹ اگلی آج پر رکھ کر چاول کو دم دیں تھوڑے پھلے تھ اور ملاو کے ساتھ پیش کریں۔

### گلاب جامن

اجزاء۔	
دودھ	3 پالی
میدہ	آدھا کلو
کھویا	3 پالی
چینی	اصول کلو
تھی	حسب ضرورت
کیڑوہ	حسب پختہ
ترکیب۔	

چینی کا قوام ایک تار تیار کریں۔ کھوئے پھر میڈ کے دودھ میں اچھی طرح لکھہ میں اور یک جامن ہو جائے تو چھوٹے ساڑے کونے جاکس بکڑا دیں میں

تھی ڈال کر گرم کریں اور پکلی آج پر میڈ کے کولوں کو اس میں چھوڑ دی جائیں سرخ ہو جائے تو قوام میں ڈال دیں تھی کرنے سے پہلے قوام میں کیڑوہ ملا دیں لٹو ترین نگاہ جامن حوتے حوتے سے کھائیں۔

### جام جم

اجزاء۔	
دودھ	2 کلو
چینی	آدھا کلو
پھلوری	چھوٹی تلو
ترکیب۔	

دودھ کو تھوڑے پھل لال لیا جائے اور اس میں پھلوری ڈال دیں دودھ پختہ جائے کاب مل کے پکڑے میں سے چھان لیں ہر پکڑی ایک ہو جائے اب سے ٹیٹوہ میں پھل میں نکالیں کے پیوری مل کے لٹوہ جاکس پانی میں چینی پکا کر شیرہ تیار کریں اور پکلی آج پر پیکلے ڈال کر پکا کر 10 سے 15 منٹ میں جم چم تیار ہوئی کھانے میں تھوڑے سا لٹوہ بخش ثابت ہوگی۔

### رس گلے

اجزاء۔	
دودھ	1 کلو
لیوں	1 عدد
چینی	آدھا کلو
میدہ	50 گرام
ترکیب۔	

سب سے پہلے دودھ میں میڈ ملا کر تھوڑے پھر گرم کریں اور جب لال آ جائے تو لیوں تھوڑی (3) پہلے کھال لیں (دودھ پختہ جائے 4 منٹ کے بعد مل کے پکڑے میں ڈال کر اس کا پانی کھال دیں اور اس کے کول پیوری رس گلے جائے جائیں تھنی کا

قوام تیار کریں اور اس میں رس گلے ڈال کر پکلی آج پر پکا کر کھال میں کھانیت حوتے اور اس گلے تیار ہوں گے اور کھانے میں بھی بہت لذت بخش ہوں گے۔

### ٹریڈیشنل زردو

اجزاء۔	
سیلا چاول	آدھا کلو
چینی	آدھا کلو
تھی	1 کپ
الائچی	4,5 عدد
کھویا	آدھا کلو
بادام	4 کھانے کے وچے
پستے	2 کھانے کے وچے
اشرفی	2 کھانے کے وچے
گلاب جامن نیم جم	حسب ضرورت
دروے کا رنگ	آدھا کھانے کا چمچ
ترکیب۔	

سیلا چاول کا اچھی طرح دھو کر تھوڑے پھر پکھنے کے لئے بھوک دیں اب چاول کو پیسے پانی گرم کر کے لال میں لٹا لے وقت دروے کا رنگ بھی ڈال دیں ایک تھی چھوڑ کر تیار کریں چھٹی میں رکھ کر پانی اچھی طرح کھال دیں دھنکی میں تھی گرم کریں الائچی کڑوا میں پھر چینی شامل کر کے فوراً آدھا کپ پانی ڈال دیں چینی میں کڑوہ تھن جائے تو ایلے چاول شامل کریں اور دھنکی آج پر ڈھانپ کر دم پر رکھ دیں آنے پر کھویا اور دروے سے جا کر پیش کریں۔

### زعفرانی کھیر

اجزاء۔	
دودھ	1 لیٹر
چاول	3 کھانے کے وچے

# سنگیمار

بڑی ہوتی خشکی کے ذرات کی طرف اشارہ کر کے  
کہتا ہے۔ ”آف آئی خشکی!“ اور آپ ناحق شرمدگی  
میں گرفتار ہیں۔

خشکی سے جان کیسے بچیں؟

متوازن غذا کھائیں۔ جس طرح آپ اپنی عمومی  
صحت کی خاطر متوازن غذا استعمال کرتی ہیں۔ اسی  
طرح سر کی خشکی سے نجات کے لیے بھی آپ کی  
متوازن غذا ذائقہ دار و گراہت ہونی ہے۔ اس کے علاوہ  
دیکھ، اوبہ کی قدرتی خشکی، وائٹرز، دھاکن B اور E کو  
اپنی خوراک میں شامل رکھیں۔ زیادہ سے زیادہ پانی  
پئیں۔ جینی اور Yeast کھانے کی جن اشیاء میں  
شامل ہیں ان سے اجتناب کریں۔ دوسری غذائی  
شے خشکی کے ختمیے میں پیدا ہونے والی ڈیٹرف ختمیے  
اور Yeast دانی شیریں غذاؤں کی بدولت زیادہ  
پھلتی ہوئی ہے۔ لہذا اگر آپ صندھ جلاتا جواہر پر عمل  
کریں گی تو جلوسے جلد خشکی سے نجات پانے میں  
کامیاب ہو سکیں گی۔

اسٹانٹک پروڈکٹس کا استعمال

بعض بھرا سپرے، موز اور تیل سر کی جلد پر خشکی  
کا سبب بنتے ہیں۔ سو آپ جب بھی کسی اسٹانٹک  
پروڈکٹ کا استعمال شروع کریں تو اس بات کا خیال  
رکھیں کہ اس کا استعمال شروع کرتے ہی سر کی خشکی  
میں اضافہ تو نہیں ہو رہا؟

تاہم جس اسپرے اور تیل میں Tea  
Tree Oil شامل ہوتا ہے انہیں استعمال کرنے

سر کی پکنی یا پسم (Sebum)  
سر کی خشکی یا ڈیٹرف کی بنیادی وجہ سر کی جلد پر  
پیدا ہونے والی قدرتی پمٹل یا وہ تیل ہے جسے  
Sebum کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سر کی جلد  
کے مٹن ختمیے ہوتے ہیں۔ قدرتی اور غیر معیاری  
شیب کے استعمال سے سر کی پیداوار میں اضافہ ہو  
جاتا ہے اور اس کا سر کو جلد ہی دھو کر سیم سے پاک نہ  
کر سکتے تو یہ سر کی جلد کو کھال اور دھول مٹی وغیرہ سے  
مل کر خشکی پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اس کا علاج  
کسی بھی ایسے اور معیاری اینٹی ڈیٹرف شیب کے  
استعمال سے کیا جاسکتا ہے۔

فنگس (Fungus)

فنگس دراصل ایک قسم کا کچھوڑی ہے جو سر کی  
نازل جلد پر بھی پائی جاتی ہے اور عام طور پر کسی نقصان  
کا باعث نہیں بنتی۔ لیکن سر کی جلد سے پیدا ہونے والا  
اضافی تیل فنگس کے لیے بہت اچھا خوراک ثابت  
ہوتا ہے اور پھر سر کی جلد پر فنگس کی افزائش شروع ہو  
جاتی ہے۔ پھر یہ فنگس آپ کے سر کی جلد سے جھڑنے  
والے مردہ خلیات میں اضافے کا باعث بنتی ہے اور  
سر کی مردہ کھال سے جھڑنے والے جھکے پریشانی کا  
سبب بنتے ہیں۔ اس سے نہ صرف آپ کے سر میں  
خارش شروع ہو جاتی ہے بلکہ اگر ایسا ہوتا ہے کہ آپ  
بہن سٹور کا چھاسا لیا اس بات کو بھی خبر ہے میں جانتی  
ہوں لیکن وہاں دیکھتے ہیں آپ کی کوئی خشکی آپ کے ہاتھ  
سنگار کی تحریف کرنے کے بجائے آپ کے شانوں

تھیں ہر صف گرم کر کے اس کی پکڑ سے کام لیں  
ڈال دیں جب بخور سے شیریں تیل نکلیں تو اس کی مدد  
طرف بھی سے پکڑا لیجیرو میڈوٹی شیریں تیل تیار ہے۔

شیر خرا

اجزاء۔

2 لیٹر  
3/4 کپ (چرا)  
کر لیں)  
آب  
1/2 کپ  
1/2 کپ  
5,6 عدد  
کھوپرا  
1/2 کپ (ہارک کھوپرا)

ترکیب۔ ایک ٹین میں دو عدد ڈال کر اس میں کھوپرا  
تک کر کے چمچے پر رکھ دیں اور دھنک ڈھانک کر  
پکھنے دیں جب دو عدد کھوپرا کس ہو کر اٹنے لگیں تو اس  
میں مٹیوں اور جینی ڈال کر پکھوڑ دیں ڈال لیں پھر  
اس میں تمام یہ سب ڈال دیں اور کھوپرا آٹھ پچھوڑ  
پاکیں تاکہ آمیزہ کڑا نہ ہو جائے ایک دوسرے ٹین  
میں گرم کر کے الائی کے سج کو کڑا لیں پھر اس تھی  
کو سج الائی شیر خرا میں ڈال دیں اگر چاقو تو خوشبو  
کے لئے چھوڑے مرقی کھاب یا کھوڑ ڈال کر دوش  
میں نکال لیں۔

☆☆☆☆☆

کھوپرا  
کھوپرا  
2 عدد  
2 کھانے کے چمچ  
2 عدد  
پانام پیتے  
ترکیب۔

دودھ کھال لیں چاول اور الائی جیسی لیں پانام  
پیتے چھل کر کھوڑے سے مٹی میں ہون کر نہیں لیں  
دودھ کو مٹی آٹھ پکھنے کے لئے رکھ دیں پے ہوئے  
چاول شامل کریں اور مسلسل چمچ چلائیں پھر جب  
خوڑی گاڑی ہو جائے تو کھوپرا شامل کر دیں پختی  
لانے کے بعد 10 صف اور پکائی کھوپرے لگے تو  
پانام پیتے اور دھنک ڈال کر تھیں ڈوش میں نکال  
کر اوپر پانام پیتے ڈال کر خشکی کر کے ختم کریں۔

شیر مال (روغنی)

اجزاء  
1 کلو  
1 چمٹاک  
1/2 چمٹاک  
حسب ضرورت  
1/2 1 کلو  
1 کھانے کا چمچ  
1 عدد  
ترکیب۔

اٹھ اچھی طرح پیسٹ لیں اور میوہ کھدے  
وقت اس میں ملا دیں باقی اجزاء بھی ملا دیں میوہ  
میں نصف کھوپرا کھدے سے تھیں کر دھوئی یک  
جان ہو جائیں پھر اس کی مدد تھیں نکالیں اور سٹور میں

**Medora**  
Perfumed Talk



خوشبو کی دنیا کے 5 شگفتہ احسان



میں وہ پریلوڈ تاک لک کی تازگی دگانی خوشبوؤں سے ہے  
آپ کو مہنگا فریض احساس جو ہے دن بھر آپ کے ساتھ۔

MEDORA OF LONDON

سے خشکی کی علامت ہے، پیدائش ہوتی۔  
اشنی و خیزد رقب شیبہ  
کوئی اجماع اور معیاری اعلیٰ و خیزد رقب شیبہ خشکی  
سے نجات حاصل کرنے کے لیے خاصا موثر ثابت  
ہوتا ہے لیکن آپ اپنے ڈاکٹر کے مشورے سے کسی  
شیبہ کا انتخاب کریں تو زیادہ بہتر ہے۔ شیبہ کرتے  
وقت ایسی طرح سر کا مساج کریں تاکہ سر کی جلد کے  
ساتھ آپ کے بال بھی صاف ہو جائیں۔ اس کے  
بعد خوب سارے پانی سے سر دھوئیں اور ایک مرتبہ  
پھر شیبہ کا عمل دہرائیں۔ پہلی مرتبہ سر دھونے سے  
سر کی جلد سے چپکا سیم اتر جائے گا اور دوسری مرتبہ یہ  
پوری طرح آپ کے سر سے صاف ہو جائے گا۔  
نوجوان لڑکیوں کے چہرے پر مکمل ہماں سے اور  
وانے لگانا عام بات ہے مگر جلد کو داغ، دھبوں  
اور نشانات سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ اس  
کی صفائی کا خاص دھیان جائے اور دانوں کو پھیرنے کی  
کوشش نہ کی جائے۔ مہنگو کو پھوڑنے کے بجائے  
انہیں انڈر وولیک ہونے کا وقت دیں اور مندرجہ ذیل  
طرز پر اپنائیں۔  
ہلو زیادہ سے زیادہ پانی نکلیں۔  
ہلو مٹی بن جائے اور بال خشک نہ ہوں۔  
ہلو سر پر نقاؤں سے دور ہیں۔  
ہلو روزانہ ہاتھ کی سے شاور لیں۔  
ہلو اپنے ہاتھوں کو تڑپ کر دھوئیں تاکہ اس میں  
چیچے جراثیم آپ کے چہرے تک خشک نہ ہوں۔  
ہلو روزانہ شیبہ کرنے سے احتیاط کریں کیونکہ  
شیبہ کو زیادہ استعمال پاؤں میں موجود قدرتی تیل کو ختم  
کرتا ہے جس سے بال دھوئے گھر گھر بڑھ جاتے ہیں۔  
☆ خشک بالوں کے لیے ہارڈیک بھی استعمال  
نہ کریں۔ ہارڈیک سے بالوں پر شدید زور پڑتا  
ہے اور بال اس میں الجھنے کے باعث ٹوٹ جاتے  
☆ ☆ ☆